بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل ربوہ

جلسہ سالانہ نمبر

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر

رجسٹرڈ ایل

نمبر ۵۲۵۳

فی پرچہ ایک روپیہ

The Daily ALFAZL Rabwah

۲۶ فتح ۱۳۴۱ہش | ۲۶ دسمبر ۱۹۶۲ء

اِس زمانے کا نور

"اِس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔"

— بانیٔ سلسلہ احمدیہ —
حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

قدرتِ ثانیہ کے دو عظیم الشان مظہر

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان
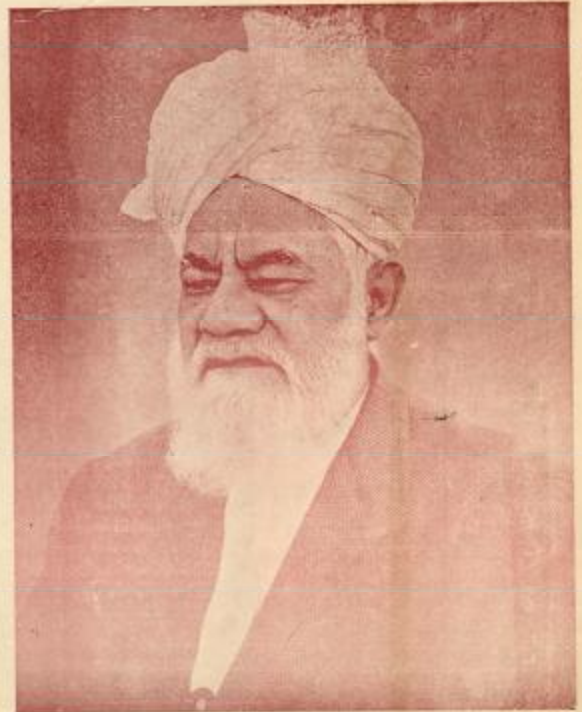
حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی صدر نگران بورڈ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخ وفات ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مَیں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بار بار اپنے مرکز میں آئیں اور فائدہ اٹھائیں!

بدقسمت ہیں وہ جنہوں نے اس سلسلہ کو شناخت کیا مگر پھر اسکی قدر نہ کی اور یہاں آکر کثرت سے نہیں رہتے

"دین تو چاہتا ہے کہ مصاحبت ہو۔ پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھنا ہے۔ ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آکر رہیں اور فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دیکر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں مگر اس کی پروا کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اُسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آگیا پھر ایک ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی۔ وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس کی معلوم ہی نہیں اُن کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلہ کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن اس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آکر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور اُن باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سُنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متقی اور پرہیزگار ہوں مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہیئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیلِ علمی کے بعد تکمیلِ عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیلِ عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے۔ اور جب تک یہاں آکر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔ بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے۔ اور اُن باتوں کو نہیں سُنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔"

(الحکم ۳۱ جولائی - ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء)

"لوگ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ تو کہہ جاتے ہیں کہ دین کو دنیا پر ترجیح دوں گا لیکن یہاں سے جاکر اس بات کو بھول جاتے ہیں وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اگر وہ یہاں نہ آویں گے۔ دنیا نے ان کو پکڑ رکھا ہے۔ اگر دین کو دنیا پر ترجیح ہوتی تو وہ دنیا سے فرصت پاکر یہاں آتے۔"

(بدر ۱۶ نومبر ۱۹۰۱ء)

جُز ترے مقصود ہو اے جانِ جاں کوئی نہ اور

(حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

۱۹۲۵ء یا ۱۹۲۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چند اشعار مجھے دیئے جن پر میں نے آپ کے مصرع پر مصرع لگا کر کچھ لکھ رکھا تھا اور کچھ زائد بھی۔ وہ اب الفضل کے لئے ارسال ہے۔ ایک سے سات نمبر تک کے اشعار میں پہلا مصرعہ حضرت خلیفۃ المسیح کا ہے۔

(۱)
"میرے تیرے پیار کا ہو رازداں کوئی نہ اور"
سُن سکے یہ دردِ دل کی داستاں کوئی نہ اور

(۲)
"روک مجھ میں اور تجھ میں پھر نہ کچھ باقی رہے"
پردہ رہ جائے نہاں اندر نہاں کوئی نہ اور

(۳)
"ایک میں ہوں پینے والا ایک تُو ساقی رہے"
پھر مجھے درکار ہو "پیرِ مغاں" کوئی نہ اور

(۴)
"کاش تُو پہلو میں میرے خود ہی آ کر بیٹھ جائے"
حکم فرما دے کہ داخل ہو یہاں کوئی نہ اور

(۵)
"عشق سے مخمور کر دے وصل کا ساغر پلائے"
آ کے حائل ہو ہمارے درمیاں کوئی نہ اور

(۶)
"ایک بیکس نیم جاں کو آزمانا چھوڑ دے"
میں ترے قربان لیتا امتحاں کوئی نہ اور

(۷)
"نارِ فرقت سے مرے دل کو جلانا چھوڑ دے"
آسماں پیدا ہو زیرِ آسماں کوئی نہ اور

(۸)
مجھ کو اپنا ہی بنا لے اور تُو میرا بنے
تجھ کو پا کر دل کو بھائے دلستاں کوئی نہ اور

(۹)
چُپکے چُپکے چاہنے والے سے ہوں سرگوشیاں
حال اُڑا لے آپ کا طرزِ بیاں کوئی نہ اور

(۱۰)
یہ مکاں تیرا ہی ہے تُو خود اسے آباد کر
خانۂ دل میں رہے پھر میہماں کوئی نہ اور

(۱۱)
غیر کو دیکھے نہ میری آنکھ پھر تیرے سوا
کان میرے سُن کے خوش ہوں داستاں کوئی نہ اور

(۱۲)
دل میں تیری یاد گھر کر جائے سب اغیار کے
نقش مٹ جائیں رہے باقی نشاں کوئی نہ اور

(۱۳)
میرے ہر اک کام میں تُو ہی رہے مدِّ نظر
جُز ترے مقصود ہو اے جانِ جاں کوئی نہ اور

(۱۴)
آپ کو کھو دوں تجھے پا کر تمنا ہے یہی
پا سکے دنیا میں پھر میرا نشاں کوئی نہ اور

بے خودی میں ایک عالم ہی نیا پیدا کروں
تُو ہی تُو ہو غیر رہتا ہو جہاں کوئی نہ اور

مبارکہ

روزنامہ الفضل ربوہ
مؤرخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۲ء

ربوہ ..... اللہ تعالیٰ کا گھر

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :-

وسع کرسیہ السمٰوٰت والارض ولا یئودہٗ حفظھما وھو

یعنی اللہ تعالیٰ کی کرسی آسمانوں اور زمین پر وسیع ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس معنی میں اللہ تعالیٰ کا گھر تمام کائنات ہے۔ تمام ہست و نیست تمام بود و نبود تمام موجودات و معدومات اللہ تعالیٰ کا گھر ہی ہیں۔ کوئی ایسی جگہ کوئی ایسا مقام خواہ بھرا ہوا ہو یا خالی ہو کوئی فضا ہو یا خلا ہو ایسی جگہ کہیں نہیں ہے کبھی نہیں ہوا اور نہ کبھی ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا گھر نہ ہو۔

اس معنی میں بے شک اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمین پر بہت سے مقامات ایسے ہیں جن کو انسانوں نے بتوں کے گھر بنا رکھا ہے۔ جن کو انسانوں نے الحاد کے گھروندے بنا رکھا ہے۔ جن کو انسانوں نے اپنے غرور اپنے علم اور اپنے ہنر و فنون کے مقامات نامزد کر رکھا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے گھر کے ایک اور معنی پیدا ہوتے ہیں جو انسانوں نے بعض مقامات کو دئے ہیں۔ انسانوں نے ایسے مقامات کو "خدا تعالیٰ کے گھر" سے اسلئے نامزد کیا ہے کہ انسانوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم یا اشارہ سے ان مقامات کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا گھر بنایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبٰرکًا وھدی للعٰلمین۔

ترجمہ :- یقیناً پہلا گھر جو بنایا گیا ہے لوگوں کے لئے مکہ ہے۔ جو بابرکت ہے اور ہدایت ہے تمام جہانوں کے لئے۔

مکہ مکرمہ میں کعبہ کی تعمیر کا ذکر اللہ تعالیٰ نے جن الفاظ میں کیا ہے وہ حسب ذیل ہے :-

۱۔ واذ یرفع ابرٰھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (بقرہ ع ۱۵)

ترجمہ :- اور جب اونچی کرتا تھا ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیل (وہ کہتے جاتے تھے) اے رب ہمارے قبول کر ہم سے یقیناً تو ہی خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

۲۔ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم۔

ترجمہ :- اے رب ہمارے اور بنا ہم کو فرمانبردار اپنا اور (بنا) اولاد ہماری سے ایک امت فرمانبردار اپنی اور دکھا ہمیں عبادت کے راستے ہمارے اور فضل کے ساتھ توجہ فرما ہم پر یقیناً تو ہی فضل کے ساتھ توجہ فرمانیوالا ہے بہت رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب اور مبعوث فرما ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ پڑھے ان پر آیات تیری اور سکھائے ان کو کتاب اور حکمت اور پاک کرے ان کو۔

آج مکہ میں ایک وسیع و عریض اور نہایت خوبصورت شہر آباد ہے۔ لیکن جس زمانے کا ذکر قرآن مجید میں ہے اس زمانہ میں یہ ایک غیر ذی زرع وادی تھی۔ یہاں گھاس اور پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ چند اونچے نیچے ٹیلے تھے جو بالکل خشک تھے۔ نہ کہیں گھاس کی پتی تھی نہ کوئی کنواں تھا نہ چشمہ تھا۔ کوئی راہ گزر قافلہ بھول کر بھی ادھر سے نہیں گزرتا تھا۔

الغرض یہ ایک ایسا مقام تھا جہاں انسان تو انسان کوئی جانور بھی رہنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا ہم اس جگہ اپنی عبادت کا گھر بنائیں گے۔ یہاں قافلوں کے قافلے لوگ ہماری عبادت کرنے کے لئے آیا کریں گے۔ یہ ہمارا مقدس گھر کہلائے گا۔ یہ ایک عظیم الشان اعجاز ہوگا۔

آج اہل مغرب نے بھی اور ان سے پہلے مسلمانوں اور دوسری قوموں نے بھی سینکڑوں ہزاروں غیر آباد جگہوں میں بڑے بڑے شہر تعمیر کر دئے ہیں۔ زمانہ حال میں تو اہل مغرب نے بڑی بڑی صنعت گاہیں تعمیر کی ہیں جن کو دیکھ کر انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ پھر ابھی تک بعض ممالک میں جیسا کہ چین اور بھارت جس میں بڑے بڑے بتخانے ہیں۔ بنارس۔ متھرا اور سینکڑوں دوسرے شہر ہیں جہاں بڑی بڑی عمارتیں ہیں جن میں بتوں کی پرستش ہوتی ہے پھر دنیا بھر میں کلیساؤں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر یا بت کے سامنے گھٹنے ٹیکے جاتے ہیں۔ یا حضرت مریم کی تصویر یا بت کو پوجا جاتا ہے۔

اسی طرح سینکڑوں ہزاروں شہر ہیں جن میں فلک بوس مساجد تعمیر کی گئی ہیں جن میں خالص اللہ کی عبادت ہوتی ہے کروڑوں انسان ان مساجد میں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ یورپ۔ ایشیا افریقہ بلکہ امریکہ میں بھی نہایت عظیم الشان مساجد بن گئی ہیں۔ یہ سب بے شک اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ دنیا میں یقیناً کروڑوں کی تعداد میں چھوٹی بڑی مساجد موجود ہونگی جن میں ہر ایک مستقلاً اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ تاہم دنیا میں بہت تھوڑی ایسی بستیاں ہیں جو "اللہ تعالیٰ کے گھر" کے نام سے آباد کی گئی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکم یا اللہ تعالیٰ کے اشارہ سے خاص طور پر اسلئے آباد کی گئی ہیں کہ وہ "اللہ تعالیٰ کے گھر" کہلائیں۔

ایسی شاید اور بھی بستیاں ہونگی مگر اسوقت ہمارے ذہن میں نہیں آ رہیں۔ ہمارے ذہن میں تو اس وقت صرف دو ہی ایسی بستیاں آ رہی ہیں یعنی ایک وہ جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے :-

ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبٰرکًا وھدی للعٰلمین

جسکی بنیاد حضرت ابراہیم علیہم نے الٰہی اشارہ کی دعاؤں سے رکھی تھی جسکو آج ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا کیلئے "دین کا مرکز" بن گیا ہے تمام دنیا سے اللہ تعالیٰ کے دیوانے ہزاروں کام کاج چھوڑ کر راستے کی تکالیف اٹھا کر آتے ہیں کہ کعبہ کے گرد چند طواف کرلیں اور لبیک لبیک کہہ کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں۔ احرام باندھے ہوئے پاؤں اور سر سے ننگے۔ آج دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا شہر بھی اپنی عظمت اور احترام میں مکہ مکرمہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اسلئے کہ یہ "اللہ تعالیٰ کا گھر" ہے۔

دوسری ایسی بستی جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک ویرانہ میں ایک وادی غیر ذی زرع میں اللہ تعالیٰ کے نام پر آباد کی گئی ہے وہ "ربوہ" ہے۔ ہاں ہاں "ربوہ" اللہ تعالیٰ کا وہ گھر ہے جسکی بنیاد اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کے ایک بندے نے آج سے تیرہ سال پہلے رکھی تھی۔ ایک غیر سطح مرتفع جسکے دو طرف خشک پہاڑیاں کھڑی ہیں دریائے چناب کے دائیں کنارے پر ایک شور زار جس میں گھاس کی ایک پتی اور پانی کا ایک قطرہ موجود نہیں تھا۔ اس مرد حق نے ابراہیمی قرآنی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے اس گھر کی بنیاد رکھی۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا "دیوانہ پن" ہے مگر ان کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا گھر اسی طرح قائم کرتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے کسی گھر کی بنیاد رکھتا ہے تو پھر وہ ہمیشہ تک کے لئے اللہ تعالےٰ کا گھر بن جاتا ہے۔ اور اگر عارضی طور پر انسان اسکے گھر کو خراب کرتے بھی ہیں تو جلد ہی اللہ تعالےٰ اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے چنانچہ جب کعبہ کو نعوذ باللہ گرانے کے لئے اصحاب فیل نے اقدام کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکو تہس نہس کر کے رکھدیا۔ فجعلھم کعصف ماکول۔

اسی طرح ربوہ اب قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت میں ہے۔ یہ بڑھے گا۔ پھلے گا اور دور دور تک اس کے نشان قائم ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ +

خدائے کے شہر میں

چین آیا ہے خدا کے شہر میں
ہے وہ خوش قسمت کہ جس نے شوق سے
رحمتوں کا برکتوں کا فضل کا
مل گیا جب تو خدا بھی مل گیا

امن چھایا ہے خدا کے شہر میں
گھر بنایا ہے خدا کے شہر میں
ہر سو سایہ ہے خدا کے شہر میں
تجھ کو پایا ہے خدا کے شہر میں

سرکشی تنویر کی جاتی رہی
سر جھکایا ہے خدا کے شہر میں

لوگو میرے محبوب کی دربار سجی ہے

گونجے ہیں فضاؤں میں محبت کے ترانے
پھر قافلہ در قافلہ پہنچے ہیں دوانے
لائے ہیں خلوص اور عقیدت کے خزانے
پھر عام ہوئے عشقِ حقیقی کے فسانے

پھر کوچۂ دلدار میں اک دھوم مچی ہے
لوگو میرے محبوب کی دربار سجی ہے

ہم آج نئے دَور کا پیغام سُنیں گے
ظلمات کا ٹوٹا ہے کہاں دام سُنیں گے
اک نعرۂ مستانہ بہر گام سُنیں گے
پھر "ذکرِ حبیبؐ" آج سرِ عام سُنیں گے

پھر ایک برس بعد کلی دل کی کھلی ہے
لوگو میرے محبوب کی دربار سجی ہے

رکھے ہیں سرِ عام مئے حق کے پیالے
ساقی کی اجازت ہے کوئی بڑھ کے اُٹھا لے
بکھرے ہیں فضاؤں میں ہر اک سمت اُجالے
ترسی ہوئی نظروں کی کوئی پیاس بُجھا لے

ربوہ کی زمیں منبعِ انوار بنی ہے
لوگو میرے محبوب کی دربار سجی ہے

ہر لحظہ مناجات ہیں ہر آن دعائیں
ہوتی ہیں سدا عرش کی مہمان دعائیں
مومن کی محبت کا ہیں بُرہان دعائیں
دیوانگیٔ شوق کی پہچان دعائیں

سینوں میں ہے اک آگ سی آنکھوں میں نمی ہے
لوگو میرے محبوب کی دربار سجی ہے

دلدار کا پیغام جہاں بھر کو سُناؤ
مژدہ ہے مسیحا کا۔ مریضوں کو بلاؤ
انسان کی بگڑی ہوئی تقدیر بناؤ
دیوانو۔ اُٹھو۔ مل کے سبھی جشن مناؤ

سُنتے ہیں صداقت کی کلی پھول بنی ہے
لوگو میرے محبوب کی دربار سجی ہے

(شبانہ قیصرانی)

جلسہ سالانہ

پھر جلسۂ سالانہ کا اعلان ہوا ہے
انسان ہی انساں ہیں ربوہ کی زمیں پر
دیدارِ سکوں بخش کو آنکھیں ہیں ترستی
دیکھو تو ذرا ابنِ مسیحا کی کرامت
پُر نور ہیں ایمان کے مسکن کی فضائیں
پھر باغ کا ہر گوشہ ہے پھولوں سے معطر
برکت ہے یہ محمودِ اولوالعزم کی ساری
اسلام کے غلبے کے ہیں آثار ہویدا
تفسیر* میں عرفان کے دریا ہیں بہائے
اسلام کے انوار سے معمور ہے کعبہ

اصلاح کا ارشاد کا سامان ہوا ہے
دشمن بھی جنہیں دیکھ کے حیران ہوا ہے
صد شکر کہ پھر دید کا سامان ہوا ہے
ربوہ ہے کہ آباد بیابان ہوا ہے
گھر کفر کی ظلمات کا ویران ہوا ہے
اسلام کا سرسبز گلستان ہوا ہے
یورپ کو بھی اسلام کا عرفان ہوا ہے
تثلیث کی تخریب کا سامان ہوا ہے
جو مسئلہ مشکل تھا وہ آسان ہوا ہے
ربوہ پہ بھی کعبہ ہی کا فیضان ہوا ہے

پھر میری جبیں اور ہے ربوہ کی زمیں شوقؔ
صد شکر کہ اللہ کا احسان ہوا ہے

* تفسیر کبیر مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(عبدالمجید خان شوقؔ)

حقیقت بن گئے اخلاص اور ایماں کے افسانے

نظر کو اپنی بہلانے دلوں کو اپنے گرمانے
چلے آئے ہیں اطراف و جوانب سے یہ دیوانے
جنہیں تھی بے قراری سال بھر ربوہ میں آنے کی
نثارِ شمع ہونے کو وہ آپہنچے ہیں پروانے
مقدم ان کو ہر شے پہ محبت کے تقاضے ہیں
حقیقت بن گئے اخلاص اور ایماں کے افسانے
انہیں تو کوئے جاناں کی محبت کھینچ لائی ہے
کہاں شہروں کی دُنیا اور کہاں یہ ٹیلے ویرانے
یہاں بٹتی ہے مے ایمان و اخلاص و محبت کی
کھلے ہیں تشنہ لوگوں کیلئے ہر وقت میخانے
خدا دے حضرتِ محمود کو کامل "شفایابی"
کہ پھر گردش میں آجائیں وہی پہلے سے پیمانے
طوافِ کوئے جاناں کا مجھے طعنہ نہ دے خالدؔ
ہے دل کو ربط جو ان سے اسے پیارے تو کیا جانے

(خالد ہدایت بھٹی)

پیمانِ وفا

بجواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظم "نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" کے جواب میں۔

ضائع ہم آپ کا پیغام نہ ہونے دیں گے
سرنگوں پرچمِ اسلام نہ ہونے دیں گے

دام ہم رنگِ زمیں لاکھ بچھائے باطل
طائرِ دل کو تہِ دام نہ ہونے دیں گے

اپنے اعمال کی تقویٰ پہ بنا رکھیں گے
دعوتِ فسق کبھی عام نہ ہونے دیں گے

آپ کے فیض سے چمکا ہے جو مہرِ انور
ہم اُسے زیبِ رخِ شام نہ ہونے دیں گے

لاکھ طوفان اُٹھیں ظلم کے لیکن دل کو
ناشکیب آپ کے خدام نہ ہونے دیں گے

آپ سے عہد جو باندھا ہے وہ انشاء اللہ
ہم کبھی رسوا سرِ عام نہ ہونے دیں گے

(ارشاد احمد شکیب قائد خدام الاحمدیہ ضلع جہلم آباد)

مقامِ محمود

(اختر گوہناچوری)

گل فشاں تجھ سے ہے تقدیسِ بشر کا گلشن
ایک رحمت کا نشاں تیرا وجودِ روشن
تیری تنویر ہر اک انگ میں لہراتی ہے
رُوحِ یزداں تیرے پیکر میں نظر آتی ہے
خوں کے قطرے گرے فرشِ زمیں کی قسمت
اس سے بیدار ہوئی فضلِ عمر کی نسبت
پارسائی کا امیں، دیکھنے والا تیرا
زہد و تقویٰ کے چراغوں میں اُجالا تیرا
تجھ سے ملت کے گلستاں میں چمک آتی ہے
تجھ سے اسلام کی عظمت میں چمک آتی ہے
تیرے افکار ہیں، مشرق و مغرب کے لئے
تیرے انوار ہیں، مشرق و مغرب کے لئے
فتنہ گر اپنے ہی انگاروں میں جب جلتا ہے
تیری مضبوط قیادت کا پتہ چلتا ہے
حالِ اخترؔ پہ جو اک بار نظر ہو جائے
ایک تاریک شبستاں کی سحر ہو جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے مولد و مسکن ۔ بھیرہ کی سرزمین میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک نہایت ایمان افروز تقریر

ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام سے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت و عقیدت رکھتے ہیں

اس دعوے کا عملی ثبوت ہماری وہ عدیم المثال جدوجہد ہے جو ہم دنیا میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے کر رہے ہیں

ہماری مخالفت محض غلط فہمی پر مبنی ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ان غلط فہمیوں کو دُور کرنیکی کوشش کریں

> "بھیرہ والوں نے بھیرہ کی رہنے والی ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ پیا ہے۔ لیکن میں نے بھیرہ کی ایک بزرگ ہستی کی زبان سے قرآن کریم اور حدیث کا دودھ پیا۔" (المصلح الموعود)

فرمودہ ۲۶ نومبر ۱۹۵۰ء ——— بمقام جامع مسجد احمدیہ بھیرہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک ربع صدی سے زائد عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ حضور کبھی بھیرہ تشریف لے جائیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولد و مسکن کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی اس مبارک خواہش کو پورا فرمایا۔ اور حضور ۲۶ نومبر ۱۹۵۰ء کو مخلصین جماعت کے ایک بہت بڑے قافلہ کے ساتھ بھیرہ تشریف لے گئے۔ حضور کار سے اترتے ہی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے مکان میں تشریف لے گئے جس کا بیشتر حصہ پہلے ہی مسجد پر مشتمل تھا اور جس کے باقی حصے بھی مسجد کے نام سے ہی وقف کئے تھے۔ حضور نے اس مسجد میں شکرانہ کے دو نفل ادا فرمائے اور وہاں کے بعد احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ اجتماعی دعا فرمائی۔ پھر ظہر و عصر کی نمازیں ادا کرنے کے بعد حضور نے دوستان بھیرہ سے ایک پُر اثر خطاب فرمایا جو دو گھنٹے تک جاری رہا۔ حضور کی یہ پُر معارف تقریر ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی۔ اب افادۂ احباب کے لئے شائع کی جا رہی ہے۔ یہ تقریر ضبط کردہ خود نویسی اپنی ذمہ داری پر احباب کی خدمت میں پیش کر رہا ہے:

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

ایک ربع صدی سے زیادہ عرصہ ہوا یعنی قریباً ۳۰ سال ہوئے جب سے میرے دل میں اس شہر میں آنے کا شوق تھا

بھیرہ بھیرہ والوں کیلئے

اینٹوں اور گارے یا اینٹوں اور چونے سے بنا ہوا ایک شہر ہے۔ مگر میرے لئے یہ اینٹوں اور گارے یا اینٹوں اور چونے کا بنا ہوا شہر نہیں تھا۔ بلکہ میرے استاد جنہوں نے مجھے نہایت محبت اور شفقت سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھایا اور بخاری کا بھی ترجمہ پڑھایا۔ ان کا مولد و مسکن تھا۔ بھیرہ والوں نے

بھیرہ کی رہنے والی ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ پیا۔ لیکن میں نے بھیرہ کی ایک بزرگ ہستی کی زبان سے قرآن کریم اور حدیث کا دودھ پیا۔ پس بھیرہ والوں کی نگاہ میں جو قدر بھیرہ شہر کی ہے۔ میری نگاہ میں اس کی اس سے بہت زیادہ قدر ہے۔

میری صحت بچپن سے ہی کمزور تھی اور میں اکثر بیمار رہتا تھا۔ جس کی وجہ سے میں پڑھائی میں سخت کمزور تھا۔ میری آنکھوں میں ککرے تھے اور گلے میں سوزش رہتی تھی۔ اس لئے نہ تو میں پڑھ سکتا تھا اور نہ اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح اول ۔ مولوی نورالدین صاحب۔ جو بھیرہ کے رہنے والے تھے انہوں نے مجھے بلا کر کہا کہ میاں تم مجھ سے قرآن کریم پڑھا کرو۔ تمہیں نہ دیکھنے کی تکلیف ہوگی اور نہ پڑھنے کی تکلیف ہوگی۔ میں خود ہی بولا کروں گا۔ اور میں ہی کتاب دیکھا کروں گا۔ چنانچہ میں نے آپ سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ میں قرآن کریم کھول کر سامنے رکھ لیتا اور مولوی صاحب پڑھتے بھی جاتے اور ترجمہ بھی کرتے جاتے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا یہ میری ذہانت کا نتیجہ تھا یا ان کے اخلاص اور محنت کا۔ کہ ۱۴۔ ۱۵ سال کی عمر میں ۶ ماہ کے اندر اندر تھوڑا تھوڑا وقت پڑھنے کے بعد قرآن کریم کا ترجمہ ختم ہو گیا۔ پھر جب میری عمر ۲۰۔ ۲۲ سال کی ہوئی تو آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا میاں تم مجھ سے بخاری بھی پڑھ لو چنانچہ میں نے بخاری شریف پڑھنی شروع کر دی

گلے کی سوزش کی وجہ سے مجھ سے پڑھا نہیں جاتا تھا اور آنکھوں میں ککروں کی وجہ سے میں کتاب کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ آپ خود ہی بخاری کا ایک پارہ اپنے سامنے رکھ لیتے اور روزانہ نصف پارہ مجھے پڑھا دیا کرتے آپ خود ہی پڑھتے جاتے تھے اور خود ہی ترجمہ کرتے جاتے تھے۔ اس طرح دو اڑھائی ماہ میں چھٹیاں وغیرہ نکال کر میں نے بخاری کا ترجمہ ختم کر لیا۔ پھر عربی کے کچھ ابتدائی رسالے بھی میں نے آپ سے پڑھے۔ یہ علم تھا جو آپ نے مجھے سکھایا اور جس کی وجہ سے میرے اندر

مزید مطالعہ کا شوق

پیدا ہوا۔ آپ جو کچھ مناسب سمجھتے تھے تشریح کے طور پر خود ہی بیان کر دیتے تھے۔ اور اگر میں کوئی سوال کرتا تو مجھے روک دیتے تھے۔ ہمارے ایک ہم جماعت تھے۔ ۔۔ تھے تو وہ بڑی عمر کے لیکن دوبارہ کلاس میں شامل ہونے تھے

ان کا نام حافظ روشن علی ؓ تھا۔ آپ حضرت نورالدین صاحب کے خاندان میں سے تھے۔ جن کا مزار "وان مل" ضلع گجرات میں ہے اور گدی کے مالکوں میں سے تھے۔ انہی کے داماد (حافظ مبارک احمد صاحب) نے ابھی قرآن کریم کی تلاوت کی ہے۔ جب مولوی صاحب کوئی تشریح بیان فرماتے تو چونکہ

حافظ روشن علی صاحب ؓ

اعتراض کرنا شروع کر دیتے اور کہتے کہ ان معنوں پر یہ اعتراض پڑتا ہے۔ میری عمر اس وقت ۲۰، ۲۱ سال کی تھی۔ میں نے حافظ صاحب کو اعتراض کرتے دیکھا۔ تو ایک دن میرے دل میں بھی گدگدی سی اٹھی۔ اور میں بھی اعتراض کرنے لگا۔ مولوی صاحب کو مجھ سے بہت محبت تھی۔ ایک دو دن تک آپ نے برداشت کیا۔ لیکن پھر جو میں نے سوال کیا۔ تو فرمایا میاں تمہارا معاملہ اور ہے اور حافظ صاحب کا معاملہ اور ہے۔ یہ مولوی ہیں اور ان کا طریق بال کی کھال نکالنا ہوتا ہے۔ لیکن تم مولوی نہیں تم نے تو دین حاصل کرنا ہے۔ پھر فرمایا میاں یہ تو دیکھو مجھے تم سے کتنا عشق ہے۔ اگر میں ان معنوں سے جو بیان کرتا ہوں زیادہ معنے جانوں تو کیا تمہیں نہ بتاؤں۔ اگر مجھے کوئی اور معنے معلوم ہوتے تو میں تمہیں ضرور بتا دیتا۔ پس اگر میں نے تمہیں کوئی اور معنے نہیں بتائے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ مجھے صرف اتنے ہی معنے آتے ہیں پھر فرمایا میاں اتنا تو سوچو کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اللہ تعالیٰ کا بندہ صرف میں ہی ہوں یا تم بھی ہو

کیا یہ میرا ہی فرض ہے

کہ اسلام پر جو اعتراض پڑتا ہے اس کا جواب دوں یا تمہارا بھی فرض ہے۔ کہ تم خود سوچو اور اسلام پر پڑنے والے تمام اعتراضات کا جواب دو۔ تم سوال نہ کیا کرو بلکہ خود سوچا کرو اور ان اعتراضات کے خود جوابات دیا کرو۔

آپ نے مجھے جو کچھ پڑھایا۔ میں اس کی بھی قدر کرتا ہوں۔ لیکن جو آپ نے مجھے نہیں پڑھایا وہ میرے لئے بہت زیادہ قیمتی ہے کیونکہ

جونہی یہ آواز میرے کانوں میں پڑی

کہ کیا صرف میرا ہی فرض ہے کہ اسلام پر پڑنے والے شبہات کا جواب دوں یا تمہارا بھی فرض ہے۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے صرف میں ہی اللہ کا بندہ ہوں۔ یا تم بھی اللہ کے بندے ہو۔ اس آواز نے میرے اندر ایک آگ لگا دی بلکہ میں

میں نے سمجھا کہ گویا اسرافیل فرشتے نے صور پھونکا۔ اس کے بعد میں نے پوچھنا بند کر دیا۔ اور سوچنا شروع کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے علم کے سمندر سکھا دیئے۔ اب اگر کوئی اسلام کا دشمن اسلام پر کتنے بھی اعتراض کرے۔ میں انہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم سے ہی رد کر سکتا ہوں۔

چونکہ بھیرہ آنے کا شوق مجھے مدت سے تھا۔ اس لئے یہاں آکر میں خوش بھی ہوں کہ میری ایک دیرینہ خواہش پوری ہوئی۔ مگر بھیرہ کی دیواروں میں داخل ہونے کے بعد میرے دل کے زخم دوبارہ ہرے ہو گئے [illegible]

بھیرہ بھیرہ والوں کیلئے اینٹوں اور گارے یا اینٹوں اور چونے سے بنا ہوا ایک شہر ہے مگر میرے لئے یہ اینٹوں اور گارے یا اینٹوں اور چونے کا بنا ہوا شہر نہیں تھا بلکہ میرے استاد جنہوں نے مجھے نہایت محبت اور شفقت سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھایا اور بخاری کا بھی ترجمہ پڑھایا ان کا مولد و مسکن تھا۔ بھیرہ والوں نے بھیرہ کی ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ پیا۔ لیکن میں نے بھیرہ کی ایک بزرگ ہستی کی زبان سے قرآن کریم اور احادیث کا دودھ پیا۔ پس بھیرہ والوں کی نگاہ میں جو قدر بھیرہ شہر کی ہے میری نگاہ میں اس کی اس سے بہت زیادہ قدر ہے۔

ایک لڑکی امۃ الحی سے جو حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اولؓ کی بیٹی تھیں۔ میری شادی ہوئی تھی ہم دونوں میں بہت محبت تھی۔ بے وقوف لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید اسلام اور روحانیت کے یہ معنے ہیں کہ میاں کو بیوی سے محبت نہ ہو اور بیوی کو میاں سے محبت نہ ہو لیکن جو لوگ اسلام اور روحانیت کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو خاوند کو بیوی سے اور بیوی کو خاوند سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ جس گلاس میں میں پانی پیتی اسی گلاس میں اسی جگہ ہونٹ رکھ کر پانی پیتے اور فرماتے میں یہ بتانے کے لئے ایسا کرتا

ہوں کہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے۔ پھر حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ ایک دفعہ میرے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا عائشہ صبر کرو۔ لوگ بیمار بھی ہوا ہی کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں۔ شدت درد سے مجھے تکلیف ہو رہی تھی۔ اور میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو جو مجھے دین سکھانے کے لئے تھی سمجھ نہ سکی۔ مجھے غصہ آگیا کہ مجھے سر درد ہو رہا ہے اور بجائے اس کے آپ مجھ سے ہمدردی کا اظہار کریں۔ آپ کہتے ہیں کہ صبر کرو لوگ بیمار ہوا ہی کرتے ہیں۔ میں نے غصہ سے کہا آپ کو کیا میں مر جاؤنگی تو آپ دوسری شادی کر لیں گے حضرت عائشہ ؓ اس وقت تکلیف میں کراہ رہی تھیں ہائے مر۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے میری بات سنکر فرمایا اچھا عائشہ ؓ اگر یہ بات ہے

تو ہائے تو نہیں۔ ہائے میں۔ اور چند دنوں کے بعد آپ بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔ حضرت عائشہ ؓ جب تک زندہ رہیں ہمیشہ ہی اس بات پر افسوس کیا کرتی تھیں کہ میں نے یہ فقرہ کیوں کہا جس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صدمہ پہنچا۔ گویا میں نے آپ کی محبت پر شبہ کیا۔ کاش میں یہ فقرہ نہ کہتی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے مر جاتی تا یہ صدمہ نہ دیکھتی۔

غرض ناواقف اور جاہل لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ایک مسلمان کے معنے یہ ہیں کہ وہ کوئی پتھر دل کا انسان ہے حالانکہ وہ ہے جس میں

محبت اور وفا کے جذبات

نہیں پائے جاتے۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم محبت اور وفا کا مجسمہ تھے۔ ایک دفعہ آپ ایک مجلس میں بیٹھے صحابہ ؓ سے باتیں کر رہے تھے ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ آپ کی بیٹی آپ کو یاد کر

رہی ہے کیونکہ اس کا لڑکا بیمار ہے۔ آپ باتوں میں مشغول تھے فرمایا اچھا آتا ہوں اور پھر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی بیٹی یاد فرماتی ہیں۔ لڑکے کی حالت زیادہ خراب ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا آتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد تیسرا شخص آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ جلدی تشریف لائیے۔ لڑکے کی حالت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ آپ تشریف لے گئے اور بچے کو گود میں لے لیا تھوڑی دیر میں اسکی جان نکل گئی۔ اس وقت

آپ کی آنکھوں میں آنسو

آگئے۔ آپ کے پاس ایک انصاری کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا آپ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں اور رو رہے ہیں۔ جس کے معنے یہ تھے کہ بھلا رسول کو جذبات سے کیا تعلق؟ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر خواہ وہ رسول ہو یا غیر رسول محبت کے جذبات پیدا کئے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے تمہیں محبت کے جذبات سے محروم رکھا ہے تو میرے پاس اس کا کیا علاج ہے؟

غرض آج سے چھتیس سینتیس یا اٹھائیس سال پہلے امۃ الحی مرحومہ سے جب ہم دونوں باتیں کیا کرتے تھے میں نے کہا کہ میں تمہیں تمہارے ابا کے وطن لے جاؤنگا پھر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت میں یہاں نہ آسکا اور امۃ الحی مرحومہ فوت ہو گئیں اور جب مجھے بھیرہ آنے کا موقعہ ملا تو ان کی وفات پر ۴۶ سال گذر رہے ہیں۔ پس جونہی میں بھیرہ میں داخل ہوا وہ باتیں مجھے یاد آگئیں کہ میں نے امۃ الحی مرحومہ سے انکے ابا کا وطن دکھانے کا وعدہ کیا تھا لیکن خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت جب تک وہ زندہ رہیں مجھے یہاں آنے کا موقعہ نہ ملا اور جب مجھے یہاں آنے کا موقعہ ملا تو بھیرے کی بیٹی اور میری بیوی امۃ الحی مرحومہ فوت ہو چکی تھیں۔ بہرحال جیسے اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی ہے اسی طرح ہوتا ہے۔ میں امۃ الحی مرحومہ کو بھیرہ لا کر یا نہ دکھا سکا۔ یہ سب بھی باتیں ہیں انسان کے اندر محبت کے جذبات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے یہ چیز پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اگر خلیفہ نہ بنتا تو سے دیکھ جانے تو یہ کوئی بات نہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب [illegible] کی جنگ پر تشریف لے گئے تو جو لوگ قید ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے ان میں آپ کا ایک داماد بھی تھا جس کو کفار جبراً جنگ کیلئے ساتھ لے گئے تھے آپ نے قیدیوں سے کہا

تم صدیہ دو اور رہائی حاصل کرلو۔ آپ کے داماد نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ماں گھر جاکر کچھ انتظام کردوں گا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا یہ نوجوان ایک شریف الطبع انسان تھا باوجود اس کے کہ لوگ اُسے کہتے تم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو دکھ دو مگر وہ دکھ نہ دیتا وہ کہتا تھا میں مسلمان نہیں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی عقیدت نہیں رکھتا لیکن پھر بھی میں ان کی لڑکی کو کیوں ماروں چنانچہ وہ باوجود دوسروں کے اکسانے کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو دکھ نہیں دیتا تھا جب وہ واپس گیا تو گھر میں کوئی چیز نہ تھی جو فدیہ کے طور پر دی جاتی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے پاس ایک سونے کا ہار تھا جو شادی کے موقعہ پر والدہ کی طرف سے اُسے دیا گیا تھا اس نے اپنے خاوند کو وہ ہار دے کر کہا یہ ہار لے لو اور

اسے فدیہ کے طور پر بھجوا دو

مسجد میں جاکر جب دوسرے لوگوں نے فدیئے پیش کرنے شروع کئے تو ایک شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے داماد نے یہ ہار بطور فدیہ بھجوایا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ہار پر سے کپڑا اٹھایا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر آپ لوگ خوشی سے منظور کرلیں کہ یہ ہار واپس کر دیا جائے تو میں اس کی سفارش کرتا ہوں ہار تو ہار ہی ہے مگر اس میں اتنا فرق ہے کہ یہ ہار میری مرحومہ بیوی خدیجہ کے ہاتھ کا تحفہ ہے جو اس نے اپنی بیٹی کو دیا تھا اور میری بیٹی کے پاس یہی ہار اپنی والدہ کی ایک یادگار رہ گیا ہے اس کے سوا اور کوئی یادگار نہیں مجھے

یہ ہار دیکھ کر صدمہ ہوا

کہ خاوند کی جان بچانے کے لئے میری بیٹی نے ایک ہی چیز جو اس کے پاس اپنی والدہ کی یادگار رہتی اس نے بطور فدیہ بھیج دی ہے اگر آپ لوگ خوشی سے اسے معاف کردیں تو میں یہ ہار واپس کردوں صحابہ کرام رضؓ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار تھے ہار کی بھلا حیثیت ہی کیا تھی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے زیادہ خوشی ہمارے لئے اور کیا ہوگی کہ ہم اس ہار کو جو حضرت

خدیجہؓ نے اپنی بیٹی کو بطور تحفہ دیا تھا اسے واپس کر دیں چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار واپس کر دیا۔ اب دیکھو سونے میں کیا رکھا تھا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا وطن چھوڑا جائیدادیں چھوڑیں مکان چھوڑے اور خشیت الٰہی کے مقابلہ میں ان کی کچھ بھی پرواہ نہ کی پھر آپ کی شان تو بڑی تھی صحابہؓ نے بھی اپنا سب کچھ خدا تعالےٰ کی خاطر قربان کر دیا لیکن سونے کے اس ہار کو دیکھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صدمہ پہنچا اس لئے کہ یہ

حضرت خدیجہ کا دیا ہوا ہار تھا

سونے کا سوال نہیں اگر وہ مٹی کا بھی بنا ہوا ہوتا تو آپ کو تکلیف ہوتی کیونکہ اس کا جذبات کے ساتھ تعلق تھا پس امتہ الحیٔ نے فوت ہونا تھا اور وہ فوت ہوگئیں میں پہلے مر جاتا یا وہ پہلے مرگئیں اس میں کوئی فرق نہیں یہ خدا تعالیٰ کا قانون تھا جو پورا ہوا لیکن یہ جذبات کی چیز ہے کہ جب ہم دونوں باتیں کیا کرتے تھے تو میں ان سے وعدہ کیا کرتا تھا کہ میں تمہیں تمہارے ابا کا وطن دکھاؤں گا لیکن جب وہ وقت آیا کہ میں نے بھیرہ دیکھا تو وہ ہستی جس سے میں وعدہ کیا کرتا تھا کہ میں اُسے اس کے ابا کا وطن دکھاؤں گا اس دنیا سے گذر چکی تھی۔

جب کہ میں بتا چکا ہوں مجھے

یہاں آنے کی دیرینہ خواہش تھی

مقامی جماعت کے بعض دوست ڈرتے تھے کہ کہیں دوسرے لوگ شورش نہ کریں اور انھوں نے چاہا کہ میں بھیرہ نہ جاؤں لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر یہاں کے لوگ میری وجہ سے شورش کیوں کریں گے آخر کوئی کسی کے خلاف ہوتا ہے تو وہ اس لئے کہ وہ اس کا کام بگاڑتا ہے میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے کہ وہ میرے خلاف ہونگے اگر کوئی شخص میرے یہاں آنے کی وجہ سے شورش کرے گا تو وہ غلط فہمی کی بناء پر ہوگی وہ اس خیال سے شورش کرے گا کہ میں (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہوں مجھ کو تو یہ مخالفت بھی اچھی لگتی ہے کہ یہ میرے آقا (صلے اللہ علیہ وسلم) کی محبت کی وجہ سے ہے آخر دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہاں کسی سے میرا زمین کا جھگڑا ہے یا مکان کا جھگڑا ہے یا کسی عہدے

کا جھگڑا ہے میں گورداسپور کا رہنے والا ہوں اور ہجرت کے بعد ضلع جھنگ میں مقیم ہوں اور جہاں تک جائداد کا سوال ہے یہاں کے کسی رہنے والے کو مجھ پر شکوہ نہیں ہو سکتا اگر کسی کو مجھ پر کوئی شکوہ ہے تو کسی جائداد کے جھگڑے کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ شکوہ مخالفوں کی ان باتوں کی وجہ سے ہے کہ میں (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتا ہوں اور آپ کے دین کو بگاڑتا ہوں یہ سب باتیں ہیں تو جھوٹی لیکن بہرحال جو شخص مجھے گالیاں دیتا ہے مجھے مارنے کو تیار ہو جاتا ہے یا مجھ پر پتھراؤ کرنے کا ارادہ کرتا ہے

وہ اس لئے ایسا کرتا ہے

کہ وہ اپنی غلط محبت کی وجہ سے مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن تصور کرتا ہے میرے لئے تو یہ امر بھی خوشی کا موجب ہے کہ لوگ میری مخالفت کی وجہ سے شورش کرتے ہیں جو انھوں نے عملاً نہیں یا وہ مجھ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں جو عملاً انھوں نے نہیں کیا۔ اگر وہ عملاً بھی ایسا کرتے تب بھی میں خوش ہوتا کہ ان کے اندر میرے آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت تو ہے آخر میں یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع میں سے ہوں آپ کو شعر کی صورت میں ایک الہام ہوا اس کے الفاظ میں پہلے سنا دیتا ہوں اور پھر اس کا ترجمہ کروں گا اس وقت لوگ بڑی مخالفت کرتے تھے

میں ابھی بچہ ہی تھا

لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دعوت سے واپس تشریف لا رہے تھے آپ جب بازار میں سے گذر رہے تھے تو لوگ چھتوں پر کھڑے ہو کر آپ کو گالیاں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مرزا دوڑ گیا مرزا دوڑ گیا۔ اسی اثناء میں میں نے ایک بڈھے کو دیکھا جس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا اور اس پر تازہ تازہ ہلدی لگی ہوئی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ہاتھ کٹے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ بڈھا اپنا تندرست ہاتھ کٹے ہوئے ہاتھ پر مارتا اور کہتا تھا مرزا نٹھ گیا مرزا نٹھ گیا۔ میں حیران تھا کہ آخر یہ یوں کہتا ہے مرزا نٹھ گیا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ لاہور شہر میں جا رہے تھے اور پیچھے سے کسی نے حملہ کیا اور آپ گر گئے اسی طرح لوگوں کو پتھر ڈ

کرتے بھی ہم نے دیکھا۔

غرض ان دنوں مخالفت بڑی زوروں پر تھی اور قدرتی طور پر جماعت کے بعض دوستوں کو بھی غصہ آ جاتا تھا کہ آخر یہ لوگ بلاوجہ ایسا کیوں کرتے ہیں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا ہے

اے دل تو نیز خاطر اینان نگہدار
کآخر کنند دعویٔ حُبِ پیمبرم

یعنی اے ہمارے مامور یہ مسلمان جو تمہیں گالیاں دیتے ہیں تو پھر بھی ان کا لحاظ کر آخر یہ تمہیں کیوں گالیاں دیتے ہیں تمہیں مارنے کیوں دوڑتے ہیں اور تم پر حملہ آور کیوں ہوتے ہیں یہ لوگ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

کی وجہ سے ہی تمہیں مارتے اور گالیاں دیتے ہیں اس لئے ان کا لحاظ رکھنا بڑا ضروری ہے غرض ہماری جو مخالفت ہوتی ہے تمہیں دیکھنا چاہئے کہ اس کے پیچھے کیا بات ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ لوگ جو تمہیں گالیاں دیتے اور کہتے ہیں کہ تمہاری چائے بھی شراب ہے ہو ترجمہ شراب پینا جائز ہو سکتا ہے لیکن ہماری چائے بھی جائز نہیں اگر انھیں پتہ لگ جائے کہ میرے اندر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جو شعلہ جل رہا ہے وہ ان کے لاکھوں لاکھ کے اندر بھی نہیں جل رہا تو وہ فوراً ہمارے قدموں میں گر جائیں یہ لوگ مخالفت اسی لئے کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں

یہ مخالفت بعض غلط فہمیوں کے نتیجہ میں ہے

اسی لئے جب میں نے سنا کہ لوگ میرے آنے پر شورش کریں گے تو مجھے غصہ نہیں آیا مجھے یہ سن کر کہ لوگ میری مخالفت کی وجہ سے شورش کریں گے خوشی ہوئی کہ ابھی میرے آقا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی چنگاری ان کے اندر سلگ رہی ہے اگرچہ وہ کسی غلط فہمی کی بنا پر ایسا کر رہے ہیں لیکن اس کا موجب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہی ہے اس لئے ہمیں بجائے غصہ میں آنے کے ان کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنا چاہیئے اگر کسی شخص کا بھائی بیمار ہو جائے تو وہ اسے زہر دے کر مارا نہیں کرتا وہ اسے گلا گھونٹ کر ہلاک نہیں کرتا بلکہ اس کا علاج کرتا ہے اسی طرح ہمارا فرض ہے کہ ہم بجائے ناراض ہونے کے اس مخالفت کو دفع کرنے کی تدبیر کریں اگر لوگ مخالفت کرتے ہیں اور مجھے یا

باقی سلسلہ احمدیہ کو ایتھیں برا بھلا کہتے ہیں تو

جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے

کہ وہ تمہارے بھائی ہیں اور کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں پس تم بجائے ناراض ہونے کے دعائیں کرو اور ان مخالفت کرنے والوں کو اصل حقیقت سے واقف کرو جب تم انھیں اصل حقیقت سے واقف کرو گے تو انھیں پتہ لگ جائے گا کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن نہیں بلکہ آپ کے سچے عاشق ہیں اور وہی لوگ جو تمہیں مارنے پر آمادہ ہیں تمہاری خاطر مرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے آخر مکہ والوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کتنی مخالفت کی تھی وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اسی لئے کرتے تھے کہ وہ سمجھتے تھے یہ شخص دین حقہ یعنی ان کے آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت کرتا اور اسے بگاڑتا ہے لیکن جب انھیں پتہ لگ گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی دین حقہ لائے ہیں تو وہی مکہ والے جو آپ کو مارنے کے درپے تھے آپ کی خاطر قربانیاں کرنے اور اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہو گئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اشد ترین دشمن عتبہ شیبہ ولید عاصی اور ابوجہل تھے اور ان کے ساتھ چھٹا ابوسفیان تھا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ابتداء سے مخالفت کی اور ایسی شدید مخالفت کی جس کی مثال دنیا کے پردہ پر نظر نہیں آتی

ابوجہل کی مخالفت کا یہ حال تھا

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ایک چٹان پر بیٹھے کسی مسئلہ کے متعلق سوچ رہے تھے صبح کا وقت تھا کہ ابوجہل پاس سے گذرا اس نے جب آپ کو چٹان پر اس طرح خاموش بیٹھے دیکھا تو شیطان نے اس کے دل میں شرارت پیدا کی اس نے آپ کو گالیاں دینی شروع کر دیں برا بھلا کہا اور پھر آپ کو ایک تھپڑ مارا اور کہا تو باز نہیں آتا اپنی باتوں سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے کوئی بات سوچ رہے تھے جب ابوجہل نے آپ کو تھپڑ مارا تو آپ نے صرف اتنا کہا کہ میں نے آپ لوگوں کا کیا بگاڑا ہے کہ میرے ساتھ اتنی دشمنی کی جاتی ہے میں نے تو آپ لوگوں کو صرف خدا تعالے کا پیغام سنایا ہے آپ نے یہ فرمایا اور پھر چٹان پر بیٹھ گئے

حضرت حمزہؓ

ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے آپ نہایت دلیر بہادر اور مضبوط پہلوان تھے آپ ہر وقت شکار میں مشغول رہتے تھے اور دین کے متعلق سوچنے کا کبھی آپ کو خیال بھی نہیں آتا تھا جب ابوجہل نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارا تو حمزہؓ کی ایک پرانی لونڈی اس واقعہ کو دیکھ رہی تھی۔ پرانی لونڈیاں اور خادم بھی گھر کے فرد بن جاتے ہیں اس لونڈی نے جب یہ نظارہ دیکھا تو اسے بہت دکھ ہوا وہ مسلمان تو تھی نہیں سارا دن کام کرتی جاتی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دوسرے بزرگوں کو یاد کر کے بڑبڑاتی جاتی کہ آمنہ کے بچے نے ان کا کیا بگاڑا ہے کہ وہ یونہی اسے مارتے ہیں اور وہ انھیں کچھ بھی تو نہیں کہتا سارا دن اس کے سینہ کے اندر ایک آگ لگی رہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پتھر پر سے اٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے حضرت حمزہؓ شکار کے لئے باہر گئے ہوئے تھے شام کو وہ اونچے نیزہ اور تلوار لٹکائے ہوئے تیر کمان پکڑے اور ہاتھ میں شکار لٹکائے گھر واپس تشریف لائے حضرت حمزہؓ کا گھر میں داخل ہونا تھا کہ

وہ لونڈی کھڑی ہو گئی

اور اس نے کہا تم بڑے بہادر بنے پھرتے ہو ہر وقت اکڑے مسلح رہتے ہو کیا تمہیں معلوم ہے کہ آج صبح ابوجہل نے تمہارے بھتیجے سے کیا کیا۔ حضرت حمزہؓ نے کہا کیا بات ہے یہ سوال سن کر وہ لونڈی رو پڑی اور اس نے کہا آج میں دروازہ میں کھڑی تھی کہ میں نے دیکھا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس پتھر پر چپ کر کے بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوجہل (ابوجہل کا اصل نام ابوالحکم تھا) پاس سے گذرا اور بغیر کچھ کہے اس نے آپ کے منہ پر تھپڑ مارا اور برا بھلا کہا آپ نے صرف اتنا کہا کہ اے لوگو میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ تم مجھے مارتے ہو میں تو صرف خدا تعالی کا پیغام تمہیں سناتا ہوں پھر وہ لونڈی غصہ میں آ کر کہنے لگی خدا کی قسم! محمدؐ نے ابوجہل کو کچھ بھی تو نہیں کہا تھا ایک جاہل عورت کی زبان سے یہ بات سن کر

حضرت حمزہؓ کو غیرت آ گئی

اور وہ فوراً الٹے پاؤں لوٹے شام کا وقت تھا ابوجہل بیت اللہ میں بیٹھا تھا اور اس کے اردگرد دوسرے سرداران مکہ بیٹھے تھے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بدگوئیاں ہو رہی تھیں حضرت حمزہؓ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور سیدھے اس جگہ پہنچے جہاں ابوجہل دوسرے سرداروں کے ساتھ بیٹھا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بدگوئیاں کر رہا تھا ہاتھ میں تیر کمان تھی آپ نے اس کا ایک سرا پکڑ کر ابوجہل کے منہ پر زور سے مارا اور کہا تو بڑا بہادر بنا پھرتا ہے میری لونڈی نے مجھے بتایا ہے کہ میرا بھتیجا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آج صبح جب ایک پتھر پر بیٹھا تھا تو تو نے اسے تھپڑ مارا اور اس نے تمہیں کوئی جواب نہ دیا اب میں تمہیں مارتا ہوں اگر تم بہادر ہو تو میری مار کا جواب دو۔

یہ واقعہ ایسا اچانک ہوا

کہ ابوجہل گھبرا گیا اس کے ساتھی جوش سے کھڑے ہو گئے اور حضرت حمزہؓ کے ساتھ لڑنے لگے مگر ابوجہل پر صداقت کا رعب تھا وہ کہنے لگا جانے دو مجھ سے ہی صبح غلطی ہو گئی تھی حضرت حمزہؓ واپس آئے اور اس مکان کا پتہ لے کر جہاں ان دنوں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مقیم تھے پہنچے اور عرض کیا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ غرض ابوجہل کی دشمنی کا یہ حال تھا کہ وہ بلا وجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کیا کرتا تھا اگر یہ ہوتا کہ آپ توحید کا وعظ کر رہے ہوتے تو ہم کہتے ابوجہل پاس سے گذرا اور آپ کا وعظ سن کر وہ غصہ میں آ گیا لیکن آپ خاموش پتھر پر بیٹھے کسی مسئلہ کے متعلق سوچ رہے تھے یہ ابوجہل کی مخالفت کی حالت تھی اس کا بیٹا عکرمہؓ بھی اس کے نقش قدم پر چلتا تھا اور وہ آپ کی دشمنی میں انتہا کو پہنچا ہوا تھا بیسیوں مسلمانوں کو اس نے مارا اور قتل کیا یہاں تک کہ

خدا تعالیٰ نے اسلام کو فتح دی

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک فاتح کی حیثیت میں مکہ میں داخل ہوئے اور آپ نے چند افراد کو جو تعداد میں سات کے قریب تھے اور جنہوں نے مسلمانوں کو مارا اور انسانیت کے خلاف جرائم کئے تھے قتل کر دینے کا حکم دے دیا یورپ والوں نے بھی بعض لوگوں کو اسی جرم کی بنا پر قتل کیا یا پھانسی پر لٹکایا ہے گذشتہ جنگ کے اختتام پر بھی جب بعض سرکردہ جرمن لیڈروں پر مقدمہ چلایا گیا تو یہ کہا گیا کہ انہیں جنگ کے بدلہ میں نہیں بلکہ انسانیت سوز جرائم کے بدلہ میں پھانسی پر لٹکایا جاتا ہے جو ان سے سرزد ہوئے اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فتح مکہ کے بعد ان سات اشخاص کے متعلق یہ احکام جاری کئے کہ انھیں قتل کر دیا جائے ان سات افراد میں عکرمہؓ بھی تھا اس کی بیوی دل سے مسلمان ہو چکی تھی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ

میں دل سے مسلمان ہوں

مگر میرا خاوند مکہ چھوڑ کر بھاگ گیا ہے وہ اسلام کا کتنا دشمن ہی سہی لیکن پھر بھی آپ کا بھائی ہے کیا یہ بہتر ہے کہ وہ کسی اور ملک میں جا کر کسی غیر کے ماتحت رہے اور وہاں دھکے کھاتا پھرے یا یہ بہتر ہے کہ آپ اسے معاف کر دیں اور وہ آپ کے زیر سایہ زندگی بسر کرے آپ نے فرمایا! اچھا ہم اسے معاف کرتے ہیں وہ واپس آ جائے ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے اس کی بیوی نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ وہ بڑا غیرت مند شخص ہے اگر آپ یہ کہیں گے کہ وہ مسلمان ہو کر یہاں رہے تو وہ یہاں نہیں رہیگا ہاں اگر آپ اجازت دیں کہ وہ کافر ہوتے ہوئے بھی یہاں رہ سکتا ہے تو وہ واپس آ جائیگا آپ نے فرمایا! بہت اچھا ہم اسے مسلمان ہونے کے لئے نہیں کہیں گے وہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکتا ہے عکرمہؓ کی بیوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عہد لے کر عکرمہؓ کی تلاش میں نکلی عکرمہؓ حبشہ کی طرف بھاگا جا رہا تھا وہ کشتی میں سوار ہونے کو تیار تھا کہ اس کی بیوی وہاں پہنچی اور اس نے خاوند سے کہا تم کہاں جاتے ہو یہاں تمہارا اپنا بھائی حاکم ہے کیا یہ بہتر ہے کہ تم اس کے ماتحت رہو یا یہ بہتر ہے کہ تم غیر کی غلامی کرو عکرمہؓ نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ مجھے قتل کر دینے کے احکام جاری ہو چکے ہیں اس نے کہا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتا تمہارے سینہ میں کفر کی آگ بھڑک رہی ہے میں جانتی ہوں کہ جو کچھ انھوں نے مجھ سے کہا ہے سچ کہا ہے انھوں نے کہا ہے کہ اگر عکرمہؓ واپس آ جائے تو میں اسے معاف کر دوں گا عکرمہؓ نے کہا کیا انھوں نے اگر معاف بھی کر دیا تو وہ مجھے مسلمان ہونے کے لئے کہیں گے لیکن میں تو مسلمان نہیں ہوں گا بیوی نے کہا نہیں انھوں نے کہا ہے کہ وہ تمہیں مسلمان ہونے کے لئے بھی نہیں کہیں گے تم اپنے مذہب پر قائم رہ کر مکہ میں رہ سکتے ہو عکرمہؓ نے کہا کیا یہ سچ ہے بیوی نے کہا ہاں یہ بالکل سچ ہے میں نے خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی ہے عکرمہؓ نے کہا اچھا میں چلتا ہوں لیکن میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ باتیں سنوں گا تب مانوں گا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مجلس میں بیٹھے تھے کہ

عکرمہؓ کی بیوی

آپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوئی۔ عکرمہؓ نے کہا۔ محمد (عکرمہؓ ابھی ایمان نہیں لایا تھا۔ اور وہ آپ کو اسی نام سے پکارتا تھا) میری بیوی کہتی ہے کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تمہاری بیوی ٹھیک کہتی ہے۔ عکرمہؓ نے کہا۔ میری بیوی نے ایک اور بات بھی کہی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں مکہ میں اپنے مذہب کو مانتے ہوئے بھی رہ سکتا ہوں مجھے اپنا مذہب تبدیل کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا تمہاری بیوی ٹھیک کہتی ہے۔ عکرمہؓ نے کہا

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عکرمہؓ میں نے تجھے مسلمان ہونے کے لئے نہیں کہا۔ عکرمہؓ نے کہا

اتنا بلند حوصلہ اور ایثار

خدا تعالیٰ کے رسول کے سوا اور کسی میں نہیں ہو سکتا۔ جب میں نے اپنے کانوں سے یہ بات سن لی کہ آپ نے مجھ جیسے شدید دشمن کو بھی معاف کر دیا ہے تو میں آپ کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں۔ اب آگے دیکھو۔ عکرمہؓ میں کتنی جلدی فرق پڑتا ہے۔ وہ دنیادار عکرمہؓ جو اپنی عزت اور وجاہت کی خاطر آپ سے لڑائیاں لڑا کرتا تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا کہ عکرمہؓ ہم صرف تمہارے قصوروں کو ہی نظر انداز نہیں کرتے بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ تم کچھ مانگ لو۔ اگر ہماری طاقت میں ہوا تو ہم تمہاری خواہش کو پورا کر دیں گے تو اس کے منہ سے یہ بات نکلنی چاہیے تھی کہ مجھے دو سو اونٹ دیدیں۔ میرے مکان مجھے واپس دیدیں۔ لیکن وہ کلمہ پڑھتے ہی بدل چکا تھا۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ میں آپ سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ آپ خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ میں نے آپ سے لڑائیاں کر کے جو گناہ سہیڑے ہیں۔ خدا تعالیٰ وہ گناہ مجھے معاف کر دے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور پھر۔ عکرمہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس سے بڑی چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔

پھر اسی عکرمہؓ نے مسلمان ہونے کے بعد وہ قربانی دکھائی جس کی نظیر نہیں ملتی جب

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں

اسلامی فوجیں قیصر کی فوجوں سے لڑنے کے لئے گئیں تو ایک جگہ دشمن کو زور حاصل ہو گیا دشمن نے ایک ٹیلہ پر عرب تیر انداز بٹھا دئے جو صحابہؓ کو پہچانتے تھے اور انہیں ہدایت تھی کہ صحابہؓ کو چن چن کر ان کی آنکھوں پر تیر ماریں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور

اکثر صحابہؓ کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ مسلمانوں کو فکر پڑی کہ صحابہؓ کی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ حضرت عکرمہؓ حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس گئے (حضرت ابو عبیدہؓ اسلامی فوج کے کمانڈر تھے) اور کہا۔ صحابہؓ کی یہ حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جب تک ہم اچانک حملہ کر کے انہیں خوفزدہ نہیں کریں گے۔ یہ پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں ۳۰ آدمی ساتھ لے کر کفار کے لشکر کے قلب پر حملہ کر دوں۔ تاکہ وہ تتر بتر ہو جائے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا۔ یہ بات خلاف عقل ہے کہ ۶۰ ہزار دشمن کے مقابلہ پر تیس آدمی جائیں حضرت عکرمہؓ نے کہا۔ آخر ہم مر ہی جائیں گے اور کیا ہوگا۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا

میں اتنی بڑی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو بلایا۔ اور ان سے کہا۔ عکرمہؓ یوں کہتا ہے۔ خالدؓ نے کہا۔ عکرمہؓ نے ٹھیک کہا ہے۔ جب تک دشمن پر ہمارا رعب نہیں پڑے گا وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا۔ اس کے یہ معنے ہوں گے کہ میں تیس مسلمان مروا دوں خالدؓ نے کہا۔ آخر آدمی مرا ہی کرتے ہیں۔ تب حضرت ابو عبیدہؓ نے عکرمہؓ کی بات مان لی ہاں اتنا کر دیا کہ تیس آدمیوں کی بجائے ساٹھ آدمی ان کے ساتھ کر دئے تاکہ دشمن کے ہر ہزار کے مقابلہ میں ایک مسلمان ہو جائے۔ دوسرے دن ان ساٹھ افراد نے اپنے گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں اور ساٹھ ہزار دشمن میں گھس گئے۔ پہلی صف والے ابھی تلواریں ہی اٹھاتے رہے کہ یہ آگے گذر گئے۔ جب دوسری صف والے تلواریں اٹھانے لگے تو یہ تیسری صف میں پہنچ چکے تھے۔ دشمن فوج کا کمانڈر جس سے

قیصر نے یہ وعدہ کیا تھا

کہ اگر اس نے مسلمانوں کے مقابلہ میں فتح حاصل کی تو وہ اسے اپنی لڑکی بیاہ دے گا۔ وہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ وہاں پہنچے۔ اس وقت تک لشکر کو بھی ہوش آ چکی تھی۔ یہ مرتے گئے لیکن پیچھے نہ ہٹے۔ جب یہ عین اسی جگہ پہنچے جہاں کمانڈر بیٹھا تھا تو وہ گھبرا کر بھاگ اٹھا۔ لیکن یہ ساٹھ کے ساٹھ یا تو زخمی ہو گئے یا مر گئے۔ اتنے میں جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ان کے ساٹھ جانباز سپاہی لڑ رہے ہیں تو انہوں نے بھی دشمن پر حملہ کر دیا اور دشمن کو جب خبر پہنچی کہ ان کا کمانڈر بھاگ گیا ہے۔ تو وہ بھی بھاگ کھڑے ہوئے فتح کے بعد جب تلاش کیا گیا تو سوائے چند کے جو شدید زخمی تھے۔ باقی سب مر چکے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ شدت پیاس کی وجہ سے زخمیوں

کی زبانیں باہر نکل رہی تھیں۔ بعض سپاہی پانی کی کپیاں لے کر وہاں پہنچے۔ جب وہ

حضرت عکرمہؓ کے پاس گئے

تو آپ کو سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ انہیں پانی پینے کے لئے کہا گیا جب وہ پانی پینے لگے تو ان کی نظر اپنی داہنی طرف پڑی۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت فضلؓ (حضرت عباسؓ کے بھائی) شدت پیاس کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں۔ آپ نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا۔ پہلے انہیں پانی دو جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے پہلو میں ایک اور زخمی دیکھا جو شدت پیاس کی وجہ سے تڑپ رہا تھا۔ انہوں نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے اسے پانی پلاؤ۔ دس آدمی زخمی پڑے ہوئے تھے۔ ان دسوں کے پاس جب آدمی چھاگل لے کر گیا تو انہوں نے دوسرے کی طرف بھیج دیا تاکہ اسے پہلے پانی پلایا جائے۔ جب وہ آدمی دسویں کے پاس پانی لے کر گیا تو وہ مر چکا تھا۔ نویں کے پاس گیا تو وہ بھی مر چکا تھا۔ آٹھویں کے پاس گیا تو وہ بھی مر چکا تھا۔ اسی طرح وہ ہر ایک کے پاس سے ہوتا ہوا دوبارہ عکرمہؓ کے پاس پہنچا تو وہ بھی مر چکے تھے۔ اب دیکھو۔ کجا یہ کہ ابو جہل کی دشمنی کی یہ حالت تھی کہ اس نے انتہائی مخالفت کی۔ اور کجا یہ کہ جب اس کے بیٹے عکرمہؓ کو پتہ لگ گیا کہ اس کے باپ نے غلطی کی تھی۔ تو وہی عکرمہؓ جو اپنی ذاتی عزت اور وجاہت کی خاطر اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلتا ہوا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑائیاں کیا کرتا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر اس طرح قربان کیا کہ اس کی نظیر کم ملتی ہے۔

خالدؓ بن ولید کو دیکھ لو

مسلمان ان کا نام لیتے تھکتے نہیں لیکن وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اشد ترین دشمن تھا۔ عمروؓ بن العاص کی بھی مسلمان تعریف کرتے ہیں کہ وہ بہترین جرنیل تھے لیکن وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اشد ترین دشمن تھے۔ ان کو دیکھو اور ان کی اولادوں کو دیکھو۔ اُحد کے واقعات کو دیکھو۔ وہ شخص جس کی وجہ سے فتح مبدل بہ شکست ہو گئی تھی وہ خالدؓ بن ولید ہی تھا۔ وہ حملہ جس کی وجہ سے مسلمان لشکر میں کہرام مچ گیا تھا۔ وہ خالدؓ بن ولید کا ہی کیا ہوا تھا۔ اور خالدؓ ہی ہے جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سیف من سیوف اللّٰہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار۔ وہی خالدؓ اسلام کی لڑائیوں میں اتنا زخمی ہوا کہ جب وہ مرنے لگا تو اس نے کہا میرے سر سے لیکر پاؤں تک کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں

تلوار کا نشان نہ ہو۔ یہ وہی خالدؓ تھا جس نے اسلامی لشکر کو پسپا کر دیا تھا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو زخمی کر دیا تھا۔ دوسرا جرنیل جس نے خالدؓ کے ساتھ مل کر مسلمان لشکر پر حملہ کیا۔ وہ عمروؓ بن العاص تھا جس نے بعد میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مصر فتح کیا لیکن جنگِ اُحد کے وقت یہی دو تو تھے جنہوں نے صحابہؓ کو زخمی کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر پھینک دیا اور آپ کو بھی زخمی کر دیا حضرت عمروؓ بن العاص کے بیٹے

حضرت عبداللہ بن عمروؓ

آپ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے جو لوگ حدیث سے واقف نہیں۔ وہ عبداللہ بن عمروؓ اور عبداللہ بن عمرؓ میں فرق نہیں کرتے۔ درحقیقت یہ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔ حضرت عمروؓ بن العاص جب فوت ہونے لگے تو آپ رو رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے کہا۔ باپ کیا آپ اب بھی روتے ہیں۔ اگر آپ کفر کی حالت میں مرتے تب تو کوئی بات تھی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اسلام نصیب کیا ہے۔ اب تو آپ کے لئے بشارت ہی بشارت ہے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا۔ بیٹا تمہیں معلوم نہیں۔ اسلام کے ساتھ میری دو کیفیتیں رہی ہیں۔ جب تک میں مسلمان نہیں ہوا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھے اتنا بغض اور اسلام کے ساتھ مجھے اتنی دشمنی تھی کہ میں نے کبھی آنکھ اٹھا کر آپ کی شکل تک نہیں دیکھی۔ اگر میں اس وقت مرتا اور کوئی شخص مجھ سے یہ پوچھتا کہ آپ کی شکل کیسی تھی تو میں آپ کی شکل نہ بتا سکتا۔ پھر جب اسلام لایا تو مجھے آپ سے اتنا عشق پیدا ہوا اور میرے اندر آپ کی

اس قدر محبت جاگزیں ہوئی

کہ میں آپ کے رعب کی وجہ سے آپ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا اور اگر اب مجھ سے کوئی پوچھے کہ آپ کی شکل کیسی تھی تو میں نہیں بتا سکتا۔ کفر کی حالت میں بغض کی وجہ سے میں نے آپ کی شکل نہ دیکھی اور اسلام کی حالت میں محبت اور عشق کی وجہ سے آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں میں اگر فوت ہو جاتا۔ تو کوئی فکر نہ تھا لیکن آپ کی وفات کے بعد کئی غلطیاں مجھ سے سرزد ہو گئی ہیں۔ میں نہیں جانتا ان غلطیوں کی وجہ سے قیامت کے دن بھی آپ کا دیدار نصیب ہو یا نہ ہو اور یہ کہہ کر وہ پھر رونے لگ گئے۔

ہماری جماعت کے بعض لوگ مخالفت سے گھبراتے اور غصہ میں آجاتے ہیں۔ لیکن

مخالفت کی وجہ سے گھبرانے اور

غصہ میں آجانے کی کوئی وجہ نہیں

یہ لوگ مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ یہ لوگ اسلئے مخالفت کرتے ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں اور نعوذ باللہ آپ کو گالیاں دیتے اور اسلام کو بگاڑتے ہیں گویا وہ مخالفت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اس غلط فہمی کے نتیجہ میں کرتے ہیں کہ ہم اسلام کے دشمن ہیں۔ ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں اور ساتھ ساتھ تبلیغ بھی کرنی چاہیئے۔ آخر ہم ان کی غلط فہمیوں کو کیوں دور نہیں کرتے اگر ایک شخص ہمارے متعلق یہ کہتا ہے کہ ہم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہتک کرتے ہیں تو تم نے کیوں لوگوں کو یہ نہیں بتایا کہ ہم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہتک نہیں کرتے بلکہ ان کی تم سے بھی زیادہ عزت کرتے ہیں۔ اگر تم نے انہیں یہ بتایا ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ کہا ہے کہ

خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

تو وہ حقیقت سمجھ جاتے اور لوگوں سے کہتے کہ کیا یہ فقرہ کہنے والا شخص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا دشمن یا ہتک کرنے والا ہو سکتا ہے لیکن تم گھروں میں بیٹھے رہے اور گھر بیٹھے بیٹھے تم نے سمجھ لیا کہ لوگوں نے اس کے معنے سمجھ لئے ہیں۔ پھر

فرض کرو

اگر مخالف یہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے مولویوں کو گالیاں دی ہیں تو تم ان کے سامنے گالیوں کی ایک فہرست رکھدیتے کہ یہ گالیاں مولویوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی ہیں یہ سب گالیاں کتابوں میں چھپی ہوئی ہیں تم وہ کتابیں نکال کر ان کے سامنے رکھدیتے اور انہیں بتاتے کہ کیا یہ مولویوں کا کام ہے تو ساری بات ان کی سمجھ میں آجاتی۔ مثلاً اگر کوئی کسی کو حرام زادہ کہے اور وہ اسے کہے بے ایمان یہ بات مت کہو۔ اور پہلا شخص جس نے اسے حرامزادہ کہا ہے اس سے لڑنے لگ پڑے تو اگر تیسرا شخص پاس سے گذرتا ہے اور وہ اس سے دریافت کرتا ہے کہ میاں تم لڑتے کیوں ہو اور وہ کہتا ہے اس نے مجھے بے ایمان کہا ہے تو اگر پہلا شخص اسے یہ بتا دیتا ہے کہ اس نے مجھے حرام زادہ کہا تھا اور قرآن و حدیث نے ایسا کہنے سے منع فرمایا ہے تو وہ کہے گا یہ تو

قرآن اور حدیث کی بات

کہتا ہے۔ یہ گالی نہیں۔ گالی وہ ہے جو تم نے دی۔

پس اگر تم لوگوں کے پاس جاتے ہو اور انہیں بتاتے ہو کہ مخالفوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ یہ گالیاں دی ہیں اور ان کے جواب میں آپ نے انہیں یہ کہا ہے کہ قرآن کریم نے ان سے منع فرمایا ہے تو وہ مخالفین کے پاس جاتے اور انہیں کہتے کہ مرزا صاحب کو تم نے یہ یہ گالیاں دی ہیں اب اگر انہوں نے اس کے جواب میں کچھ کہا ہے تو شریعت میں اس کا نام گالی نہیں۔ اس پر مخالف یا تو یہ کہدیتے کہ یہ ہماری کتابیں نہیں۔ اور یا یہ فتویٰ دیتے کہ ہمارے ماں باپ جھوٹے تھے لیکن

یہ صاف بات ہے

کہ وہ یہ فتویٰ ہرگز نہیں دیں گے کہ ہمارے ماں باپ جھوٹے تھے۔ اگر ایک اہل حدیث تمہارے پاس آتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے مخالفین کو گالیاں دی ہیں تو تم جھٹ ان کی کتابیں ان کے سامنے رکھدو اور کہو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور دوسرے علماء اہل حدیث نے مرزا صاحب کو یہ یہ گالیاں دی ہیں اور مرزا صاحب نے انہیں گالیوں سے منع فرمایا ہے لیکن جب ایک شخص یونہی شور مچا دیتا ہے کہ مرزا صاحب نے مخالفین کو گالیاں دی ہیں تو لوگوں کو چونکہ پتہ نہیں ہوتا کہ ان کے باپوں نے مرزا صاحب کو کیا کچھ کہا ہے اس لئے وہ مخالفت کرنے لگ جاتے ہیں۔ تم ان کے پاس جاؤ۔ اور ان کے سامنے ان کی کتابیں رکھدو اور بتاؤ کہ تمہارے علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ یہ گالیاں دی ہیں۔ کیا یہ اسلام کی تعلیم کے مطابق ہیں؟ بعض غیر اسلامی گالیاں ہیں اور بعض غیر اسلامی نہیں۔ مثلاً احمق ہے کسی کو احمق کہنا شرافت کے تو خلاف ہے لیکن اسلام کے خلاف نہیں۔ لیکن اگر کوئی حرامزادہ کہدیتا ہے تو یہ اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام نے ایسا کہنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر

اس قسم کی احادیث موجود ہیں

کہ اگر کوئی کسی کے متعلق کوئی برا کلمہ کہتا ہے تو وہ اسی کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اب یا تو یہ باتیں احادیث سے نکال دو۔ اور اگر انہیں احادیث سے نہیں نکالتے تو پھر غصہ میں کیوں آتے ہو۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی کسی کو کافر کہتا ہے اور وہ اسے کافر کہدیتا ہے تو یہ کوئی گالی نہیں۔ اسلام خود کہتا ہے کہ جو کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہے۔ اب یا تو یہ حدیث کاٹ دو۔ اور یا ہماری بات مانو۔

ہم کوئی نیا فتویٰ نہیں دیتے

آج سے چودہ سو سال قبل سے یہ باتیں کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ ہم تو آج پیدا ہوئے۔ ہم امام مسلمؒ کے ساتھ تو نہیں بیٹھے تھے۔ ہم امام بخاریؒ کے ساتھ تو نہیں بیٹھے تھے۔ ہم ابو داؤدؒ اور ترمذیؒ کے ساتھ تو نہیں بیٹھے تھے۔ ہم نسائی اور ابن ماجہ کے پاس تو نہیں بیٹھے تھے۔ لیکن ان بزرگوں نے اپنی اپنی کتابوں میں یہ باتیں لکھی ہیں اور وہ اب تک موجود ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہودی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتے ہیں یہ جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم اسے جھوٹا کس طرح کہہ سکتے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب میں جو پیشگوئیاں اس کے متعلق پائی جاتی ہیں اور وہ اس کے حق میں پوری ہوگئی ہیں۔ کیا وہ پیشگوئیاں اس نے موسیٰ علیہ السلام کو لکھوا دی تھیں۔ اگر آج سے کئی سو سال قبل کی لکھی ہوئی باتیں اس شخص کے حق میں پوری ہو جاتی ہیں تو یہ شخص یقیناً سچا ہے۔ اگر یہ جھوٹا ہوتا تو خدا تعالیٰ اتنے سو سال قبل کی کہی ہوئی باتیں اس کی ذات میں کیوں پوری کرتا۔

غرض جو بات مسلمان

عیسائیوں اور یہودیوں کے اعتراضات

کے جواب میں کہتے ہیں وہی بات ہم کہتے ہیں۔ مسلمؒ اور بخاریؒ میں یہ باتیں لکھی ہیں ہم تو اس وقت موجود نہیں تھے کہ ہم نے خود یہ باتیں لکھوا دیں۔ اگر تم کہو کہ میں مسلمؒ اور بخاریؒ کے وقت میں موجود تھا تو تمہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ میں فرشتہ ہوں اور اگر میں فرشتہ ہوں تو تم فرشتے کی کیوں مخالفت کرتے ہو۔ اور اگر میں انسان ہوں تو صاف بات ہے کہ یہ باتیں میں نے مسلمؒ اور بخاریؒ کو نہیں لکھوائیں۔ پھر اگر انہوں نے یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کے رسول کی طرف منسوب کر کے لکھی ہیں تو اگر میں خدا اور اس کے رسول کا دشمن تھا تو یہ باتیں میرے ساتھ کیسے پوری ہوگئیں۔ آخر اس کی بھی تو کوئی دلیل ہونی چاہیئے۔ مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آنے والا مسیح شادی کرے گا اور اس کے نتیجہ میں اس کی اولاد بھی ہوگی۔

اب سیدھی بات ہے

کہ خالی شادی کوئی اہم بات نہیں۔ لوگ شادیاں کرتے ہی ہیں۔ مان لیا کہ حضرت مرزا صاحب جھوٹے ہیں لیکن یہ تو بتائیے کہ اگر آپ جھوٹے تھے تو خدا تعالیٰ یہ بات پوری نہ ہونے دیتا۔ اول تو آپ شادی ہی نہ کرتے یا اگر شادی کرتے تو آپ کی بیوی مرجاتی یا وہ اچھے خاندان میں سے نہ ہوتی۔ یا اس کے ہاں اولاد نہ ہوتی۔ یا اولاد پیدا ہوتی تو وہ مرجاتی لیکن وجہ کیا ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ پر افتراء بھی کرتا ہے لیکن خدا تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سب باتیں اس کی ذات میں پوری کر دیتا ہے یا مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آنے والے مسیح اور مہدی کے زمانہ میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔ اور فرمایا۔ یہ ایک ایسی آیت ہے کہ یہ کسی اور مدعی نبوت پر پوری نہیں ہوئی یہ بات شیعوں اور سنیوں سب کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے اور یہ ۱۸۹۴ء میں پوری ہوئی۔

گجرات کا واقعہ ہے

کہ ایک مولوی کہتا رہتا تھا۔ مرزا سچا کیسے ہو سکتا ہے حدیث میں لکھا ہے کہ جب مسیح آئے گا سورج اور چاند کو گرہن لگے گا اور ایسا گرہن اس سے پہلے کسی مدعی نبوت کے زمانہ میں نہیں لگا ہوگا۔ جب یہ گرہن لگا تو اس مولوی کے ہمسایہ میں ایک احمدی رہتا تھا اس نے بتایا کہ وہ مولوی کوٹھے پر کھڑا ہو سورج گرہن دیکھتا جاتا اور کہتا جاتا اب لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ اب لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ یہ نہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے جس کے نتیجہ میں لوگ ہدایت پا جائیں گے بلکہ وہ کہتا تھا کہ اس کے نتیجہ میں لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ جو جھوٹا ہوتا ہے اس پر

سچوں والی علامتیں

کیسے پوری ہو سکتی ہیں۔ مثلاً حکومت ہے وہ افسر مقرر کرتی ہے اور اس کی علامتیں مقرر کرتی ہے۔ وہ گزٹ شائع کرتی ہے کہ فلاں افسر فلاں جگہ مقرر کیا گیا ہے مثلاً ایک ڈپٹی کمشنر ہے۔ حکومت کہتی ہے فلاں شخص کو فلاں ضلع میں ڈپٹی کمشنر مقرر کیا جاتا ہے۔ سب محکمے اس کے ماتحت ہوں گے۔ تحصیلدار، ذیلدار، گرداور اور پٹواری سب اس کے تابع ہوں گے۔ اسکے بعد ایک شخص آتا ہے۔ گزٹ میں اس کا نام چھپ جاتا ہے۔ سب محکمے اسکی اطاعت کرتے ہیں لیکن لوگ کہتے ہیں یہ جھوٹا ہے۔ بھلا گورنمنٹ ایسا کرنے دیتی ہے۔ اگر کوئی شخص جعلی طور پر اپنے آپ کو افسر ظاہر کرے گا تو وہ فوراً اسے گرفتار کرے گی۔ اور اگر کوئی حکومت ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی تو کیا خدا تعالیٰ اتنا ہی کمزور ہے کہ ایک شخص اس پر الزام لگاتا ہے اور افتراء کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسے وحی کرتا ہے لیکن

خدا تعالیٰ سب پیشگوئیاں اس کی ذات میں پوری کر دیتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک زمانہ میں عیسائیوں کا زور ہوگا اور

عیسائیوں کا زور

ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس زمانہ میں یاجوج اور ماجوج چاروں طرف سے پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی لہروں پر سے گزر کر دنیا پر قابض ہو جائیں گے اور وہ تین جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن لوگ کہہ دیتے ہیں یہ شخص جھوٹا ہے یہ بالکل وہی بات ہے کہ کسی بزدل کو فوج میں بھرتی کر لیا گیا۔ لڑائی میں اسے ایک تیر آ لگا اور اس کے جسم سے خون بہنے لگا۔ وہ بزدل تو تھا ہی تیر لگنے کے بعد وہ میدان میں کیسے ٹھہر سکتا تھا۔ وہ بے ساختہ پیچھے کو بھاگا۔ وہ دوڑتا چلا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا یا اللہ یہ خواب ہی ہو یا اللہ یہ خواب ہی ہو۔ تیر تو جسم میں لگ چکا تھا اور خون بہہ رہا تھا۔ اب اس کے کہنے سے کہ یا اللہ یہ خواب ہی ہو۔ خواب کیسے بن سکتا تھا۔ یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ ایک شخص پر

سب علامات پوری ہو چکی ہوں

لیکن وہ کہے یا اللہ یہ جھوٹا ہی ہو۔ یا اللہ یہ جھوٹا ہی ہو۔ یہ باتیں بھلا ہو سکتی ہیں۔ مومن تو خوش ہوتا ہے کہ یہ باتیں پوری ہوئیں۔ آپ جاؤ اور لوگوں کو بتاؤ کہ بخاری اور مسلم کہہ رہے ہیں اور یہ سب کچھ پورا ہو گیا ہے۔ اب کیا ہم اسی وقت موجود تھے کہ ہم نے خود یہ باتیں انہیں لکھوا دیں۔ اور اگر ہم اس وقت موجود نہ تھے تو پھر آپ لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے میں انکار کیا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ من کل حدب ینسلون۔ (سورۃ انبیاء آیت ۹۷) یاجوج اور ماجوج پہاڑی رستہ سے بھی آئیں گے اور نشیب کے رستہ سے بھی۔ وہ سمندر کے رستہ سے بھی آئیں گے اور خشکی کے رستہ سے بھی۔ اور ساری دنیا پر چھا جائیں گے۔ بائیبل میں لکھا ہے "دیکھ اے جوج۔ روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں۔ اور میں تجھے پھرا دوں گا اور تجھے لئے پھروں گا۔ اور شمال کی دور اطراف سے چڑھا لاؤں گا۔" یہ سب باتیں پہلے سے لکھی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بات پوری ہو گئی تو یقیناً دوسری بات بھی ٹھیک ہے۔ اگر روس کا ذکر آ گیا تو یقیناً دوسرا فریق برطانیہ اور امریکہ ہے

یہ حزقیل علیہ السلام کی پیشگوئی ہے

اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ یاجوج اور ماجوج تمام دنیا پر چھا جائیں گے اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سب باتیں پوری ہو گئی ہیں۔ آج سے سوسال قبل کیا کسی کے وہم میں بھی آ سکتا تھا کہ روس اسی طرح ترقی کر جائے گا۔ میں اس صدی کا ہی ذکر کرتا ہوں کہ سنہ ۱۹۰۵ء میں جاپان نے روس کو کس طرح گرا دیا تھا۔ اس وقت کیا کوئی خیال بھی کر سکتا تھا کہ ایک دن روس اتنا زور پکڑ جائے گا کہ دوسری حکومتیں اس سے لرزنے لگ جائیں گی لیکن نوشتوں میں لکھا تھا کہ تو دنیا میں پھیلے گا اور میں تجھے تباہ کروں گا اور ادھر یاجوج کے متعلق لکھا ہے کہ وہ سمندر کی لہروں اور پہاڑوں کی چوٹیوں سے گزر کر دنیا پر چھا جائے گا۔ یہ کتنی صاف پیشگوئی ہے کیا تم اسے قرآن کریم سے نکال دو گے۔ یا تو تم کہو یہ غلط ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے تو غلط کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ تو وہی بزدل والی بات ہے کہ یا اللہ یہ خواب ہی ہو۔ یا اللہ یہ خواب ہی ہو۔ ایک قوم جس کا نام بائیبل میں آتا ہے۔ وہ دنیا میں پھیل گئی۔ پھر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں خبر دی اور وہ پوری ہو گئی۔ اب کیا تم یہ کہو گے کہ قرآن کریم اور بائیبل جھوٹے ہیں اس لئے کہ مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہو جائیں۔

اسلامی طریق تو یہ تھا

کہ تم کہتے۔ مرزا صاحب سچے ہی سہی۔ کیونکہ اس طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سچے ثابت ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں ایک راجہ نے ایک دن دربار میں ذکر کیا کہ میں نے بینگن کھائے ہیں۔ مجھے بہت مزہ آیا۔ بینگن بڑی لذیذ سبزی ہے۔ ایک درباری کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا ہاں ہاں حضور۔ بینگن بڑی لذیذ چیز ہے۔ وہ طب بھی پڑھا ہوا تھا۔ اس نے کہا اس میں یہ یہ خوبیاں ہیں۔ پھر کہا حضور اس کی شکل دیکھیں۔ تو بالکل یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی صوفی سبز جبہ پہنے نماز کے لئے کھڑا ہو چند دنوں کے بعد راجہ نے دربار میں کہا میں نے بینگن کھائے تو مجھے بواسیر ہو گئی۔ میں سمجھتا تھا کہ یہ بہت اچھی چیز ہے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ یہ بڑی ناقص چیز ہے۔ اب ہر چیز میں برائیاں بھی ہوتی ہیں اور خوبیاں بھی۔ سنکھیا کو دیکھو سنکھیا مارتا بھی ہے اور زندہ بھی کرتا ہے۔ یہی حال دوسری چیزوں کا حال ہے۔ لیکن جب راجہ نے کہا کہ میں نے بینگن کھائے تو مجھے تکلیف ہو گئی۔ یہ بہت ناقص سبزی ہے تو وہی درباری اٹھا اور اس نے کہا ہاں ہاں حضور

یہ بڑی ناقص چیز ہے

اس میں یہ یہ برائیاں ہیں اور پھر بینگن پر لٹکا ہوا بالکل یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی چور کا منہ کالا کر کے اسے سولی پر لٹکا دیا جائے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہے اگلے دن تو تو نے بینگن کی اتنی تعریف کی تھی کہ حد نہ رہی۔ اور آج اتنی مذمت کی کہ گویا اس جیسی خراب چیز دنیا میں کوئی نہیں۔ اس نے کہا۔ میں راجہ کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں۔ اسی طرح میں کہتا ہوں۔ اے بھائیو۔ تمہیں اس سے کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے یا نہیں۔ تم تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آج تم یہ اعتراض کرتے ہو کہ آپ حدیث اور سنت کے خلاف جاتے ہیں حالانکہ آپ حدیث و سنت سے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں دلائل دیتے تھے پھر آپ حنفیوں میں پیدا ہوئے۔ اس طرح آپ ان کے عقیدوں سے واقف تھے۔ ان دنوں

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔ وہ اعتراض کرتے وقت کہتے تھے کہ قرآن کریم میں یہ لکھا ہے۔ حدیث میں یہ لکھا ہے۔ سنت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن و حدیث سے ہی ان اعتراضات کے جوابات دیتے تھے۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اتفاق سے قادیان آئے اور کسی کام کے لئے لاہور ٹھہر گئے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لاہور آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ مولوی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقرب ہیں۔ ان سے مباحثہ ہو جائے چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب نے اشتہار بازی شروع کر دی۔ حضرت مولوی صاحب کی دو ماہ کی رخصت تھی۔ اور وہ لاہور میں ہی ختم ہو گئی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کہتے تھے کہ احادیث سے حیات و وفات مسیح پر بحث ہونی چاہیئے۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قرآن سے بحث ہو۔ آخر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے تنگ آ کر اتنی بات مان لی کہ اس بحث میں بخاری کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔

ایک دوست نظام الدین تھے

انہیں حج کرنے کا بڑا شوق تھا۔ انہوں نے دس حج کئے تھے۔ وہ بمبئی تک پیدل جاتے اور آگے جہاز کے ذریعہ سفر کرتے۔ انہوں نے براہین احمدیہ پڑھی ہوئی تھی۔ اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی دونوں سے عقیدت تھی۔ جب لوگ یہ شور مچاتے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ قرآن کریم کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آتی کہ مرزا صاحب قرآن و حدیث کے بلند پایہ عالم ہو کر اتنی بڑی غلطی کے کس طرح مرتکب ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ وہ حج کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب واپس لوٹے تو کسی شخص نے ان سے اس بات کا ذکر کر دیا کہ مرزا صاحب نے یہ کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور

یہ امر قرآن کریم سے ثابت ہے

انہوں نے کہا۔ مرزا صاحب میرے دوست ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور قرآن و حدیث کے مسائل سے واقف ہیں۔ وہ ایسا نہیں کہہ سکتے۔ وہ کہنے لگے۔ یا تو مرزا صاحب نے یہ کہا نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور اگر کہا ہے تو میں ان کے پاس جاؤں گا اور انہیں کہوں گا کہ وہ ایسا دعویٰ نہ کریں اور وہ مان لیں گے۔ چنانچہ وہ قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ میں حج پر گیا ہوا تھا جب واپس آیا تو میں نے یہ عجیب بات سنی کہ آپ نے فرمایا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہاں میں نے یہ بات کہی ہے انہوں نے کہا۔ میں تو لوگوں سے کہہ آیا ہوں کہ میں مرزا صاحب سے کہوں گا کہ آپ یہ دعویٰ نہ کریں۔ اور اگر وہ نہ مانے۔ تو میں کہوں گا کہ اگر یہ امر قرآن کریم سے ثابت نہ ہو سکے تو آپ لاہور یا دہلی کی کسی مسجد میں توبہ کا اعلان کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہاں اگر یہ امر قرآن کریم سے ثابت نہ ہوا تو میں ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انہوں نے کہا۔ اچھا میری تسلی ہو گئی ہے۔ میں نے مولویوں سے کہا ہے کہ وہ

قرآن کریم کی تین سو آیات

سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کر کے دکھائیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تین سو آیات کی کیا ضرورت ہے اس کے لئے تو ایک آیت بھی کافی ہے۔ میاں نظام الدین صاحب کو شبہ پڑا کہ شاید قرآن کریم میں حیات مسیح کے متعلق تین سو آیات

نہ ہوں۔ اس لئے انہوں نے کہا۔ اچھا دو سو آیات سے ہی وہ حیات مسیح ثابت کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر فرمایا۔ کہ اس کے لئے ایک آیت بھی کافی ہے۔ دو سو کی ضرورت نہیں انہیں پھر شبہ پڑا کہ شاید قرآن کریم میں حیات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے دو سو آیات بھی نہ ہوں اس لئے انہوں نے کہا۔ اچھا وہ ایک سو آیات سے حیات مسیح ثابت کریں۔ آپ نے فرمایا نہیں اس کے لئے

ایک آیت ہی کافی ہے

پھر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح نیچے اترتے گئے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے لوط علیہ السلام کی بستی کے متعلق فرمایا تھا۔ کہ خدایا اگر اس میں اتنے لوگ تجھ پر یقین رکھنے والے ہوں۔ تو کیا پھر بھی تو اسے تباہ کر دے گا۔ تو خدا تعالیٰ نے کہا اگر اتنے لوگ ہوں تو میں انہیں ضرور معاف کر دوں گا۔ اس سے آپ کو شبہ ہوا کہ شاید اس بستی میں اتنے مومن نہ ہوں۔ اس لئے آپ آہستہ آہستہ نیچے اترتے گئے یہاں تک کہ آپ دس تک آ گئے اور خدا تعالیٰ نے کہا۔ ابراہیم اگر اس میں دس مومن بھی ہوں۔ تب بھی میں اس بستی کو تباہ نہیں کروں گا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوا۔ کہ وہ بستی کو تباہ نہیں کرے گا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اس بستی میں دس مومن بھی نہیں۔ تو آپ نے دعا کرنی چھوڑ دی۔ اسی طرح میاں نظام الدین صاحب بھی دس آیات پر آ گئے۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ نہیں دس آیات کا کیا سوال ہے وہ

ایک آیت سے ہی حیات مسیح ثابت کر دیں

تو وہ کہنے لگے۔ آخر قرآن کریم میں حیات مسیح کو ثابت کرنے والی اتنی کم آیات تو نہیں ہوں گی۔ بہر حال وہ خوشی خوشی لاہور پہنچے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی چینیاں والی مسجد میں بیٹھے تھے۔ اور وہ دن وہ تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے ان کی یہ بات مان لی تھی۔ کہ قرآن کریم کے علاوہ آپ بخاری بھی پیش کر سکتے ہیں اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بہت خوش تھے کہ وہ بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کو حدیث کی طرف لے ہی آئے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی میں خود نمائی کا بڑا شوق تھا وہ اپنے شاگردوں کو بتاتے تھے۔ کہ مولوی نور الدین مرزا صاحب کا شاگرد ہے۔ اور بہت بڑا طبیب ہے۔ میں نے اسے یوں رگیدا۔ اور یوں پچھاڑا اور آخر وہ احادیث کی طرف آ ہی گیا۔ اتنے میں میاں نظام الدین صاحب جا پہنچے اور انہوں نے

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ آپ یونہی کام خراب کر دیتے ہیں۔ مرزا صاحب تو سیدھے سادھے آدمی ہیں اور وہ قرآن کریم کو مانتے ہیں۔ میں انہیں ابھی منوا آیا ہوں کہ اگر قرآن کریم میں سے ہم دس آیات بھی حیات مسیح کی نکال دیں۔ تو وہ دہلی یا لاہور کی کسی مسجد میں وفات مسیح کے عقیدہ سے توبہ کر لیں گے۔ اور یہ دس آیات بھی میں نے ہی کہی ہیں ورنہ وہ تو کہتے تھے۔ کہ تم حیات مسیح کی ایک ہی آیت قرآن کریم سے نکال دو۔ آپ مولوی نور الدین صاحب سے جھگڑا کرنا چھوڑ دیں اور دس آیات حیات مسیح کی مجھے بتا دیں۔ میں ابھی مرزا صاحب سے توبہ کروا لیتا ہوں۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی غصہ میں آ کر کہنے لگے۔ تمہیں کس نے کہا تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتے۔ میں مولوی نور الدین کو گھسیٹ کر حدیث کی طرف لایا ہوں۔ اور تم پھر بحث کے لئے قرآن کریم کو بیچ میں لے آئے ہو۔ میاں نظام الدین صاحب اس صدمہ میں چند منٹ تک بالکل خاموش بیٹھے رہے پھر کہنے لگے۔ اچھا مولوی صاحب اگر یہ بات ہے تو پھر جدھر قرآن ہے۔ ادھر میں اور اس کے بعد قادیان جا کر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی

حقیقت یہی ہے

کہ جو مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت رکھتا ہے۔ اس کے دل میں یہی ہے کہ جدھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ادھر ہی میں ہوں۔ تم جاؤ۔ اور انہیں بتاؤ کہ لوگ تمہیں دھوکہ دیتے ہیں اور تم دھوکہ میں آ کر ہماری مخالفت کرتے ہو۔ تم ان کے سامنے قرآن کریم رکھو۔ اور کہو۔ ہم پر کیا الزام رکھتے ہو۔ قرآن کریم میں سب کچھ لکھا ہے اسے پڑھو اور پھر اس پر عمل کرو۔ ان کے سامنے احادیث رکھو اور کہو کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں۔ وہ سب احادیث میں پہلے سے موجود ہے ہم نے اپنے پاس سے یہ عقیدہ نہیں گھڑ لیا۔ بلکہ آج سے سینکڑوں سال پہلے یہ بات احادیث میں لکھی ہوئی موجود تھی۔ اس طرح ایک شخص جس کے اندر کفر اور ارتداد پیدا نہیں ہوا۔ وہ جب دیکھے گا۔ کہ خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسی طریق کے اختیار کرنے پر خوش ہیں۔ تو اس کا جوش ٹھنڈا ہو جائے گا جس طرح میاں نظام الدین صاحب نے کہا تھا کہ

جدھر قرآن۔ اُدھر میں

اسی طرح یہ لوگ بھی کہیں گے۔ کہ جدھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ادھر ہم۔ اور تم دیکھو گے کہ جو لوگ آج قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تمہاری چائے نہیں پئیں گے۔ تمہیں ماریں گے۔ اور تمہارا بائیکاٹ کریں گے۔ وہ تمہارے ساتھ چمٹ جائیں گے۔ اور کہیں گے۔ جدھر قرآن۔ اُدھر ہم۔ انہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے دشمنی نہیں۔ انہیں یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے دشمن ہو۔ تم ان پر یہ ثابت کر دو۔ کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے دشمن نہیں۔ دوست ہیں۔ پھر ان کے دل صاف ہو جائیں۔ ابھی مسلمانوں کے اندر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی چنگاری موجود ہے تم اسے ٹھنڈا کرنے کی بجائے گرم ہوا دو۔ یہ مخالفت خود بخود ہٹ جائیگی

یہاں آیا تو بیماری کی حالت میں ہوں۔ اور جب کہ آپ دوستوں کو محسوس ہو رہا ہوگا کہ میرا گلا بیٹھ رہا ہے۔ اور میں بولنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن جب کہ میں نے بتایا ہے میں مدتوں کے انتظار کے بعد اس بستی میں آیا ہوں

اس بستی سے مجھے روحانی اور جسمانی تعلق ہے

اس بستی کے ایک معزز گھرانے کی لڑکی میری بیوی تھی۔ اور اس بیوی سے میری اولاد بھی ہے۔ پھر اس بستی کے ایک معزز شخص سے میں نے قرآن کریم پڑھا۔ بخاری پڑھی اور دینی علوم سیکھے۔ پس اس بستی سے مجھے روحانی اور جسمانی نسبت ہے۔

میرا دل چاہتا ہے کہ جس بات کو میں سچا سمجھتا ہوں۔ اس کو یہاں رہنے والے لوگ بھی سچا سمجھنے لگ جائیں اور جس طرح ان کا حق ہے کہ وہ مجھے کہیں۔ تم غلطی پر ہو۔ ہم سچ کہتے ہیں اسی طرح میرا بھی حق ہے کہ میں انہیں کہوں۔ میں حق پر ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ ناپسندیدہ امر ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو کہے۔ کہ مجھے تو تمہیں غلطی میں مبتلا سمجھنے کا حق ہے۔ لیکن تمہیں ایسا کہنے کا حق حاصل نہیں

کوئی مذہب ایسا نہیں

جس کا نام لو۔ اور میں نے اس کی کتابیں نہ پڑھی ہوں۔ ایک شخص جو پاگل ہے۔ وہ مولوی محمد علی صاحب کی جماعت سے تعلق رکھتا ہے وہ کبھی کبھی مجھے بھی خط لکھ دیتا ہے اور اس کی نقل مولوی محمد علی صاحب کو بھیج دیتا ہے۔ اور کبھی مولوی محمد علی صاحب کو خط لکھتا ہے اور اس کی نقل مجھے بھیج دیتا ہے۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کیا آپ میرے خط پڑھتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا اچھا آپ میرے خطوط پڑھتے ہیں۔ میں نے کہا۔ جب کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے یوں کہا ہے تو میں اس کے خط کیوں نہ پڑھوں۔ وہ حق پر ہو یا نہ ہو۔ لیکن

میرا فرض ہے

کہ وہ چیز جسے وہ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ضرور پڑھوں۔ وہ مولوی محمد علی صاحب کے پاس گیا۔ اور انہیں کہنے لگا۔ آپ بڑے تنگدل واقع ہوئے ہیں۔ میں آپ کا مرید تھا۔ لیکن آپ میرے خطوط نہیں پڑھتے۔ اور جس کا میں مرید نہیں تھا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں تمہارے خطوط پڑھتا ہوں۔

غرض میں نے دنیا کے ہر مذہب کا لٹریچر پڑھا ہے۔ میں نے سنیوں کا لٹریچر پڑھا ہے۔ میں نے شیعوں کا لٹریچر پڑھا ہے۔ میں نے خارجیوں کا لٹریچر پڑھا ہے۔ ہندوؤں۔ زرتشتیوں اور عیسائیوں کا لٹریچر میں نے پڑھا ہے۔ مجھے جب خدا تعالیٰ کہے گا۔ بتاؤ۔ تمہیں کس طرح پتہ لگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں تو میں کہوں گا

میں نے ہر مذہب کی کتب کا مطالعہ کیا ہے

اور ان سے مجھے یہی معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ کہا ہے وہ ٹھیک ہے۔ لیکن جس نے دوسرے مذاہب کا لٹریچر نہیں پڑھا۔ وہ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دے گا۔ خدا تعالیٰ کہے گا۔ مان لیا۔ سنی مذہب سچا ہے۔ لیکن جب تم نے بانی سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر شائع کردہ نہیں پڑھا۔ تمہیں کس طرح پتہ لگا کہ وہ اپنے دعوے میں سچے نہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب وعظ فرماتے۔ تو ابوجہل اور اس کے ساتھی شور مچاتے جاتے تھے اور آپ کی بات نہیں سنتے تھے۔ اب خواہ وہ اپنے خیال میں سچے بھی ہوں۔ پھر بھی وہ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ جب انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کو سنا ہی نہیں اور اس پر غور نہیں کیا۔ بس میں جھوٹا سہی۔ احمدیت جھوٹی سہی۔ لیکن

خدا تعالیٰ کے سامنے تم کیا جواب دو گے

اگر تم نے احمدیت کا لٹریچر پڑھا ہوتا اور پھر تم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے میں غلطی رہ جاتی تو تم کہہ سکتے تھے۔ خدایا ہم نے ان کے عقائد کو غور سے پڑھا تھا لیکن ہم نے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ یہ جھوٹے ہیں۔

خدا تعالےٰ کہے گا۔ اچھا تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے اور یہ بات قابلِ معافی ہے۔ لیکن ایک شخص اگر یہ کہے کہ میرے پاس ایک شخص آیا تھا۔ اور اس نے کہا تھا کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوں۔ لیکن میں نے اسے پرے دھکیل دیا۔ اور کہا۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ تو خدا تعالےٰ کہے گا۔ تم نے میری ہتک کی۔ ایک شخص نے تمہارے سامنے یہ کہا کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوں۔ اور خدا تعالےٰ نے مجھے یوں کہا ہے لیکن تم نے اس کی بات کو نہ سنا۔ اور اسے رد کر دیا۔ ایک شخص اگر ایسی بات کہتا ہے۔ اور تم سمجھتے ہو کہ یہ محض افترا ہے۔ تو تم اسے سمجھاؤ کہ میرے خیال میں یہ بات درست نہیں۔ لیکن اس کی بات تو سن لو۔ کیونکہ اگر تم اس کی بات سننے کو بھی تیار نہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے سامنے کیا جواب دو گے کہ اسے تم نے کیوں رد کر دیا تھا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب وعظ فرمایا کرتے تھے۔ تو مکّہ والوں نے لوگوں کو یہ سکھا دیا تھا کہ جب یہ وعظ کرے۔ تو تم وہاں سے چلے جاؤ۔ یا کانوں میں انگلیاں ڈال لو۔ اور اس کی بات نہ سنو۔ ۱۳ سال تک آپ نے تبلیغ کی۔ اور مصائب اور تکالیف کا مقابلہ کیا۔ ایک دفعہ حج کے موقعہ پر جب لوگ کثرت سے مکّہ میں جمع ہوگئے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جہاں کچھ آدمیوں کو کھڑا دیکھتے انہیں تبلیغ کرنے لگ جاتے۔ بعض لوگ آپ کی بات سنتے اور حیرت کا اظہار کر کے علیحدہ ہو جاتے اور بعض لوگ باتیں سن رہے ہوتے۔ تو مکّہ والے ان کو ہٹا دیتے۔ اور بعض لوگ جو مکّہ والوں سے آپ کی باتیں سن چکے ہوتے وہ ہنسی اُڑا کر آپ سے جدا ہو جاتے۔ انہی دنوں میں آپ کی نظر مدینہ کے سات افراد پر پڑی۔ مکّہ والے ادرگرد بھاگتے پھرتے تھے۔ اور جس طرح ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ احمدیوں کی چائے شراب سے بدتر ہے۔ وہ بھی لوگوں کو آپ کے خلاف بہکاتے تھے۔ اور آپ کی باتیں سننے سے منع کرتے تھے۔ سب لوگوں نے آپ کو رد کر دیا۔ لیکن

جب آپ مدینہ والوں کے پاس گئے

تو انہوں نے آپ کی باتیں سننے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ انہوں نے آپ کی باتیں سنیں اور متاثر ہوئے۔ اور کہا اس سال ہم تھوڑی تعداد میں آئے ہیں۔ اگلے سال ہم زیادہ تعداد میں آئیں گے۔ اور آپ کی باتیں سنیں گے۔ چنانچہ اگلے سال بارہ آدمی آئے۔ آپ کی باتیں اُن کے دلوں میں گھر کر گئیں۔ اور وہ آپ کی بیعت کر کے واپس چلے گئے۔ اور اگلے سال اس سے بھی زیادہ تعداد میں آنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اگلے سال ایک بڑا قافلہ آیا۔ جس میں عورتیں اور بچے بھی تھے۔ لیکن مخالفت کا اتنا جوش تھا۔ کہ مشرکین مکہ چونکہ لوگوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں نہیں سننے دیتے تھے۔ اسلئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ادھی رات کو عقبہ میں مدینہ سے آئے ہوئے افراد سے رات کے بارہ بجے ملاقات فرمائی۔ مدینہ والوں نے جب آپ کی باتیں سنیں۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے جو کچھ بیان کیا وہ سب ٹھیک ہے ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اُن کی بیعت لے لی۔ حضرت عباسؓ کو بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ساتھ لے گئے تھے۔ حضرت عباسؓ آپ سے دو سال بڑے تھے اور دل سے آپ پر ایمان لا چکے تھے۔ جب وہ لوگ بیعت کر چکے۔ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اس بستی نے آپ کو قبول نہیں کیا۔

آپ ہماری بستی میں آجائیں

حضرت عباسؓ نے کہا۔ یہ آسان بات نہیں۔ مکہ والوں کو پتہ لگا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے ہیں۔ تو وہ مدینہ پر حملہ کر دینگے تم پہلے سوچ سمجھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ پھر مقابلہ سے گریز کرو۔ انہوں نے کہا ہم نے خوب سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ ہم بہرحال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ اچھا معاہدہ کر لو۔ چنانچہ ایک معاہدہ ہوا کہ اگر مدینہ میں آپ پر یا مہاجرین پر کسی نے حملہ کیا تو ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ لیکن اگر مدینہ کے باہر کوئی لڑائی ہوئی۔ تو ہم مدافعت کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ کیونکہ سارے عرب سے لڑائی مول لینا ہمارے بس کی بات نہیں۔ اتنے میں کسی نے کفار مکہ کو یہ خبر دے دی کہ

مدینہ سے ایک قافلہ آیا ہے

اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہا ہے۔ ان کا جلدی کوئی انتظام کرنا چاہیئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ بات پہنچ گئی۔ اور آپ نے خیال کیا۔ ایسا نہ ہو۔ وہ مسلمانوں کو کوئی نقصان پہنچائیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا اب گفتگو ختم کر دینا چاہیئے۔ اور یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔ لیکن مدینہ والے اب ایمان لا چکے تھے اور موت ان کی نظروں میں حقیر ہو چکی تھی۔ انہوں نے کہا۔ ہم کمزور نہیں۔ ہم بھی عرب ہیں۔ اگر مشرکین مکہ نے ہمیں کوئی نقصان پہنچانا چاہا۔ تو ہم ان کا مقابلہ کریں گے۔ اور آپ پر جو انہوں نے ظلم کئے ہیں۔ ان کا بدلہ لیں گے۔ جب آپ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد آپ

جنگ بدر کے لئے باہر نکلے

تو خدا تعالےٰ نے ابھی آپ کو یہ خبر دی۔ کہ آپ کا مقابلہ قافلہ سے نہیں ہوگا۔ بلکہ مکّہ سے آنیوالے لشکر کے ساتھ ہوگا۔ اس وقت آپ نے اپنے ساتھیوں کے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ اب قافلہ کا کوئی سوال نہیں۔ صرف فوج ہی کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ لوگ اس کے لئے تیار ہیں اس پر ایک کے بعد دوسرا اٹھا جو کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ اگر دشمن ہمارے گھروں پر چڑھ آیا ہے۔ تو ہم اس سے ڈرتے نہیں۔ ہم اس کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں مگر ہر ایک کا جواب سنکر آپ یہی فرماتے رہے لوگو۔ مجھے مشورہ دو۔ مدینہ کے لوگ اس وقت تک خاموش بیٹھے تھے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا کہ مجھے مشورہ دو۔ تو ایک انصاری کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ مشورہ تو آپ کو مل رہا ہے مگر پھر بھی جو آپ بار بار مشورہ طلب فرما رہے ہیں تو شاید آپ کی مراد ہم باشندگان مدینہ سے ہے آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! شاید آپ اس لئے ہمارا مشورہ طلب فرما رہے ہیں۔ کہ آپ کے

مدینہ تشریف لانے سے پہلے

ہمارے اور آپ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا اور وہ یہ تھا۔ کہ اگر مدینہ میں آپ پر اور مہاجرین پر کسی نے حملہ کیا تو ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ لیکن اگر مدینہ کے باہر کوئی لڑائی ہوئی۔ تو ہم اس میں حصہ لینے کے پابند نہیں ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ جس وقت یہ معاہدہ ہوا تھا۔ اس وقت ہم پر آپ کی حقیقت پورے طور پر روشن نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اب جبکہ ہم نے آپ کے معجزات اور نشانات دیکھ لئے ہیں ہم پر آپ کا مرتبہ اور آپ کی شان پورے طور پر ظاہر ہو چکی ہے۔ یا رسول اللہ اب اُس معاہدہ کا کوئی سوال نہیں۔ ہم موسےٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی طرح آپ کو یہ نہیں کہیں گے کہ

اذهب انت و ربك فقاتلا انا هٰهنا قاعدون۔ کہ جاؤ اور تیرا رب دشمن سے لڑتے پھرو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑینگے . . . . . . اور آگے بھی لڑیں گے۔ اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور یا رسول اللہ دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ آئے پھر اس نے کہا یا رسول اللہ جنگ تو ایک معمولی بات ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سمندر ہے۔ آپ ہمیں حکم دیں کہ

سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دو

تو ہم بلادریغ سمندر میں اپنے گھوڑے ڈالدیں گے یہ کتنا بڑا تغیر ہے جو اسلام میں داخل ہونے کے بعد صحابہؓ کے اندر پیدا ہو گیا۔

پس حقیقت یہ ہے کہ لوگ احمدیت سے ناواقف ہیں انہیں یہ معلوم نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان پر کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ اس تاریکی کے دور میں اس نے اپنا ایک مامور بھیجا۔ تاکہ وہ اسلام کو باقی ادیان پر غالب کر دے ان لوگوں کے پاس جاؤ۔ اور ان سے پوچھو کہ مان لیا ہم قرآن کریم کے منکر ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ ہم نے امریکہ اور لنڈن میں مسجدیں بنائی ہیں۔ کیا مسجدیں کافر بناتے ہیں۔ پھر یہ بتاؤ۔ کہ دوسرے فرقوں کے نوجوان لہو و لعب میں اپنا وقت بسر کر رہے ہیں لیکن ہمارے نوجوان اپنی زندگیاں وقف کر کے محض خدا تعالےٰ کی خاطر باہر نکل گئے ہیں۔ اور وہ کافروں کو مسلمان بنا رہے ہیں۔ کیا یہ کام کافر کرتے ہیں۔ یہ سوچنے کا مقام ہے کہ کیا صرف کافر کو ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق ہے۔ مومن کو آپ سے عشق نہیں۔

میں نے ایک دفعہ

مخالفین کو یہ دعوت دی تھی

کہ تم بھی تبلیغ کی غرض سے باہر نکل کھڑے ہو اور ہم بھی تبلیغ کیلئے باہر نکل آتے ہیں۔ پھر دیکھیں گے کہ کس کی کوشش کے نتیجہ میں اسلام پھیلتا ہے۔ لیکن اس چیلنج کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اگر ان کے پاس سچائی ہے تو وہ میدان میں کیوں نہیں آئے۔ یہ سیدھی بات ہے کہ جو لوگ ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ اور عشق رسول کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ وہ بھی اسلام کی اشاعت کے لئے باہر نکل کھڑے ہوں۔ ہم بھی باہر نکلتے ہیں۔ اگر ہم جھوٹے بھی ہوئے تب بھی اسلام کے لئے بہرحال یہ طریق مفید ہوگا اور دنیا کو پتہ لگ جائے گا۔ کہ اسلام کے لئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کون قربانی کرتا ہے۔ اور محض زبانی دعووں پر کون اکتفا کرتا ہے۔ لیکن ہوتا کیا ہے کہ بجائے اسکے کہ یہ لوگ میرا چیلنج قبول کرتے۔ ہمارے خلاف جلسے کرتے ہیں اور تقریروں میں یہ فتوے صادر کرتے ہیں کہ احمدیوں کی چائے شراب سے بھی بدتر ہے۔ شراب پی جا سکتی ہے۔ لیکن ان کی چائے پینا جائز نہیں۔ کیا ان فتووں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے

اسلام کو اگر فائدہ پہنچ سکتا ہے

تو اس طرح کہ میرا مبلغ اگر دس مسلمان بناتا ہے تو یہ بیس مسلمان بنائیں۔ میرا مبلغ اگر ایک روٹی کھا کر گذارہ کرتا ہے۔ تو یہ آدھی روٹی کھائیں اگر وہ ایسا کریں تو کیا میری آنکھیں کھل نہ جائیں۔ یہ کتنا بڑا نشان ہوگا۔ تمہاری صداقت کا۔ اور اس سے اسلام کو کتنا بڑا فائدہ پہنچے گا۔ ہماری لڑائی بھی ختم ہو جائے گی۔ اور مقابلہ بھی ہو جائیگا مثلاً یہ تو ایسا شاندار مقابلہ ہوگا کہ دریا کا بند ٹوٹ جائے۔ تو کون دریا کو بند باندھتا ہے۔ لیکن اگر ہم بند باندھنے سے پہلے آپس میں لڑ پڑیں اور لوگ پانی کی رو میں آکر تباہ و برباد ہو جائیں۔ تو کیا یہ خدمت خلق ہوگی۔

غرض اگر یہ لوگ اپنے دعووں میں سچے ہیں تو یہی

تبلیغ کے لئے باہر نکل جائیں

اور ہم بھی تبلیغ کے لئے باہر جاتے ہیں۔ پھر جو فریق جیت جائے۔ اسے حق ہوگا کہ وہ دوسرے کو جھوٹا کہہ سکے۔ اور لوگ بھی سمجھ لیں گے کہ کون جیتا اور کون ہارا۔ اور اس سے اسلام کو بھی فائدہ پہنچ جائے گا لیکن گالیاں دینے اور اس قسم کے فتوے دینے میں کیا رکھا ہے۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو پتھر نہیں پڑتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ صاحب قادیان آئے اور انہوں نے ایک لیکچر دیا اور لوگوں کے سامنے یہ بات پیش کی۔ کہ میاں محمود احمد بھی کلکتہ جائیں اور میں بھی کلکتہ جاتا ہوں۔ پھر دیکھیں گے۔ کہ کس پر پتھر پڑتے ہیں۔ اور کس پر پھول برستے ہیں۔ بلکہ اس چیز کا پتہ امرتسر کے اسٹیشن پر ہی لگ جائے گا۔ لوگ اس بات کو سن کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنے لگے۔ ان کی اس بات کا جواب میں نے اسی دن عصر کے وقت دیا۔ کہ مولوی صاحب نے خود ہی اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ مجھے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ مولوی صاحب نے کہا ہے کہ کلکتہ تک جا کر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ پتھر کس پر پڑتے ہیں اور پھول کس پر برسائے جاتے ہیں۔ آپ عالم آدمی ہیں تاریخ نکال کر دیکھیں کہ مکہ والے پتھر کس کو مارتے تھے اور پھول کس پر پھینکتے تھے۔ اگر پتھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پڑتے تھے اور پھول ابوجہل پر پھینکے جاتے تھے۔ تو میں سچا اور یہ جھوٹے۔ لیکن اگر پھول رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر پھینکے جاتے تھے۔ اور پتھر ابوجہل کو مارے جاتے تھے۔ تو میں جھوٹا اور یہ سچے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب

تبلیغ کیلئے طائف تشریف لے گئے

تو طائف والوں نے لڑکوں کو اکسایا۔ انہوں نے آپ پر پتھر پھینکنے شروع کئے اور کتے آپ کے پیچھے لگا دئے۔ آپ ان سے بچتے آئے اور رستہ میں ایک باغ میں جا کر پناہ گزین ہوئے۔ آپ کے ساتھ حضرت زیدؓ بھی تھے اور وہ بھی زخمی تھے آپ کے پاؤں سے لہو بہہ رہا تھا۔ وہ باغ [illegible] آپ کے ایک شدید دشمن کا تھا۔ مکہ میں فراغت میسر ہو گئی تھی۔ اس لئے بعض لوگوں نے مکہ سے باہر زمینیں خرید کر باغات لگائے ہوئے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس باغ کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ اس لئے کہ اگر آپ اس کے اندر گئے۔ تو باغ کا مالک کیا کہے گا۔ ایسے موقع پر ایک شدید سے شدید دشمن میں بھی

شرافت کا احساس

پیدا ہو جاتا ہے۔ جب اس باغ کے مالک نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی حضرت زیدؓ کی یہ حالت دیکھی تو اس نے کہا۔ ان پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ خود تو اسے جرأت نہ ہوئی۔ اس نے اپنے ایک غلام کو جو نینوا شہر کا رہنے والا تھا۔ حکم دیا کہ ان کو اچھے اچھے انگور کھلا دو۔ وہ غلام انگور لے کر آپ کے پاس گیا۔ اس نے جب آپ کو سر سے پاؤں تک زخمی دیکھا۔ تو وہ حیران ہوا۔ اور آپ سے دریافت کرنے لگا کہ یہ کیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں لوگوں سے کہتا ہوں کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ اور وہ مجھے پتھر مارتے ہیں وہ غلام عیسائی تھا۔ جب اس نے آپ سے تمام قصہ سنا۔ تو عیسائیت کی یاد اس کے دل میں پھر تازہ ہو گئی۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کے سامنے خدا تعالےٰ کا ایک رسول بیٹھا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس غلام سے کہا اے میرے بھائی یونس بن متیٰ کے بیٹے میں بھی

خدا تعالیٰ کی باتیں

سنانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اسے تبلیغ شروع کی اور تھوڑی ہی دیر میں وہ اجنبی غلام آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھوں کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے چمٹ گیا۔ اور آپ کے سر۔ ہاتھوں اور پیروں کو بوسے دینے لگا۔ باغ کے مالک نے پہلے تو یہی کہا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے انگور بھیجے تھے۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کا غلام عقیدت مندانہ طور پر آپ کے پاس بیٹھا ہے۔ تو وہ غضبناک ہو گیا اور اپنے غلام کو بلا کر کہنے لگا۔ یہ شخص میرا رشتہ دار ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ مجنون ہے۔ اس غلام نے کہا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی باتیں تو نبیوں والی معلوم ہوتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ جب اوکھلی میں سر دیا۔ تو موہلوں کا کیا ڈر۔ اگر کوئی صداقت کی مخالفت کرتا ہے۔ تو کرے۔ مومن کو مخالفت سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کو جب شہید کیا جا رہا تھا۔ تو دیکھنے والوں نے شہادت دی ہے کہ جب آپ پر پتھر برسائے جاتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے۔ اے اللہ۔ ان لوگوں پر رحم فرما۔ در اصل ان کو پتہ نہیں۔ کہ میں کون ہوں۔ یہ مجھے جھوٹا اور مرتد خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے خیال میں ایک نیکی کا کام کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے

کہ جس کے اندر سچائی ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے اچھا جتنا ستاتا ہے۔ ستا لو۔ ہاں اگر وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس سچائی نہیں۔ تو وہ بے شک ڈرے گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے عیسائیوں کا جب وفد آیا۔ تو مسجد میں بیٹھ کر گفتگو شروع ہوئی۔ اور گفتگو لمبی ہو گئی۔ وہ باتیں سنتے رہے۔ آخر انہوں نے کہا ہماری نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ ہم باہر جا کر نماز ادا کر آئیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باہر جانے کی کیا ضرورت ہے ہماری مسجد میں ہی اپنی نماز ادا کر لیں۔ آخر ہماری مسجد خدا تعالےٰ کے ذکر کے لئے ہی بنائی گئی ہے۔ لیکن اب یہ رواداری لوگوں میں باقی نہیں۔ یہاں تک کہ اس زمانہ میں بعض مساجد پر یہاں تک لکھ دیا گیا ہے کہ اس مسجد میں کوئی وہابی یا مرزائی داخل نہ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی اتباع کا یہ لوگ دعوےٰ کرتے ہیں۔ وہ تو عیسائیوں سے بھی فرماتے ہیں کہ تم اپنی عبادت ہماری مسجد میں ہی کر لو لیکن یہ لوگ مسلمانوں کو بھی مسجد میں عبادت کرنے سے منع کرتے ہیں۔ اب یہ حدیث میری بنائی ہوئی نہیں۔ میں تو اس وقت موجود ہی نہیں تھا جب بخاری اور مسلم لکھی گئی تھیں۔ بلکہ انہیں تو پتہ بھی نہ تھا کہ میں کسی زمانہ میں پیدا ہوں گا۔

جب مکہ فتح ہوا

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے چند شدید معاندین کے متعلق یہ احکام نافذ فرمائے کہ وہ جہاں کہیں ملیں قتل کر دئے جائیں ان لوگوں میں ایک عکرمہ بھی تھے جو ابوجہل کے بیٹے تھے وہ ڈر کے مارے مکہ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایبے سینیا جانے کا ارادہ کر لیا۔ یہ دیکھ کر عکرمہ کی بیوی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ میرے خاوند کو قتل کرنے کے احکام واپس لے لیں۔ اور اسے اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے مکہ میں رہنے کی اجازت عطا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اگر وہ یہاں آ جائے۔ تو ہم اسے صرف معاف ہی نہیں کریں گے۔ بلکہ اس کے مذہب میں دخل بھی نہیں کریں گے۔ یہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا۔ مگر ہمارے مخالف کہتے تو یہ ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا اور سردار ہیں۔ لیکن جو کام یہ لوگ کرتے ہیں وہ آپ کے اسوہ کے خلاف ہیں۔ اگر یہ سب لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والے کام کرنے لگ جائیں۔ تو دشمن کس طرح اسلام سے باہر جا سکتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس

ایک یہودی آیا

آپ نے اسے کھانا وغیرہ کھلایا اور رات کو وہ وہیں سو گیا۔ لیکن جاتے ہوئے وہ بستر پر پاخانہ کر گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا۔ تو فرمایا تم نے اپنے مہمان پر ظلم کیا کہ اسے پاخانہ کرنے کی جگہ نہ بتائی۔ چونکہ اسے پاخانہ کرنے کی جگہ کا پتہ نہیں لگا۔ اسلئے وہ بستر پر ہی پاخانہ پھر گیا۔ اس کے بعد آپ نے ایک عورت کو بلایا۔ اور اسے فرمایا۔ تم پانی ڈالتی جاؤ اور میں خود کپڑا دھوتا ہوں۔ اس عورت نے پانی ڈالتے ہوئے کہا۔ کہ خدا تعالےٰ اس شخص کو غارت کرے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گالی مت دو۔ پتہ نہیں اسے کتنی تکلیف ہوئی ہو۔ یہ آپ کے اخلاق فاضلہ کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ لوگ آپ کے پاس آتے۔ اور مسلمان ہوتے جاتے۔ جب نور قلب پیدا ہو جائے۔ جب وسعت قلب نصیب ہو جائے۔ جب روحانیت دکھائی جائے تو کیا کسی کی عقل ماری گئی ہے کہ وہ جہنم میں جائے۔ تنور میں جان بوجھ کر کوئی نہیں پڑتا۔ جتنے لوگ جہنم میں جائیں گے۔ غلط فہمی کی بنا پر ہی جائیں گے۔

پس تم ان کے پاس جاؤ۔ اور انہیں سمجھاؤ۔ جب ان کے اندر

نور ایمان پیدا ہو جائے گا

جب ان کی محبت تیز ہو جائے گی۔ تو جو لوگ آج تمہیں مارنے کا فتوےٰ دیتے ہیں۔ اگر کوئی تمہیں پتھر مارے گا۔ تو وہ خود اپنے سینہ پر لیں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک شخص نے بظاہر اسلام قبول کر لیا۔ اور وہ جنگ حنین میں شریک ہوا۔ لیکن اس کی نیت یہ تھی کہ جس وقت لشکر آپس میں ملیں گے تو میں موقعہ پا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دوں گا۔ جب لڑائی تیز ہوئی تو اس شخص نے تلوار کھینچ لی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اکیلے تھے صرف حضرت عباسؓ ساتھ تھے۔ اس شخص نے موقعہ غنیمت جانا۔ اور آگے بڑھ کر وار کرنا چاہا۔ خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا کہ اس شخص کے اندر کھوٹ ہے۔ وہ شخص خود ذکر

کرتا ہے کہ میں آپ کی طرف بڑھتا گیا۔ اور میں خیال کرتا تھا۔ کہ اب میری تلوار آپ کی گردن اڑا دے گی۔ لیکن جب میں آپ کے قریب پہنچا تو آپ نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور سینہ پر رکھکر فرمایا۔ اے خدا تو اس کو شیطانی خیالات سے نجات دے۔ اور اس کے بغض کو دور کر دے وہ شخص کہتا ہے

مجھے یکدم یوں محسوس ہوا

کہ آپ سے زیادہ پیاری چیز اور کوئی نہیں اس کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آگے بڑھو۔ اور لڑو۔ میں نے تلوار سونت لی۔ اور خدا کی قسم اگر اس وقت میرا باپ بھی زندہ ہوتا۔ اور وہ میرے سامنے آجاتا۔ تو میں اپنی تلوار اس کے سینہ میں بھونک دینے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ یہ محبت ہے۔ جس نے اس کی دشمنی کو دور کر دیا۔ پس تم تبلیغ کرو اور نرمی سے سمجھاؤ اور دعائیں کرو۔ کہ خدا تعالےٰ ان لوگوں کے اندر بھی محبت پیدا کرے۔ ان کی دیرینہ بغض اور کینہ و فساد کی آگ کو مٹا دے انہیں ایمان بخشے۔ انہیں اسلام کی محبت بخشے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ بخشے اور بجائے اس کے کہ یہ ہمیں مارتے پھریں یہ بھی آگے بڑھیں اور عیسائیت کے سینے میں خنجر بھونک دیں۔

زائرینِ قادیان سے خطاب

آئے ہو کیوں بہ دیدۂ خونبار کچھ کہو
ہم سے بھی حالِ کوچۂ دلدار کچھ کہو

کچھ تو سناؤ میکدہ پر کیا گزر گئی
کس حال میں ہیں اب وہاں میخوار کچھ کہو

آئی خزاں تو ڈھا گئی ہے اس پر کیا ستم
ذرّے تھے جس کے رونقِ گلزار کچھ کہو

تھی جن کی دید سے مری آنکھوں میں روشنی
کس حال میں ہیں وہ در و دیوار کچھ کہو

ہیں آن اب بھی مسجدِ اقصےٰ کے بام و در
ہوتے تو ہونگے مہبطِ انوار کچھ کہو

پوچھو نہ اپنا حال جو اس کے بغیر ہے
کیسا ہے ہم بن کوچۂ دلدار کچھ کہو

اپنوں کے ہونٹوں پر رہے گی تا بہ کے فغاں
کب تک رہیں گے خندہ زن اغیار کچھ کہو

حائل تا بہ کے ہمارے اور منزل کے درمیاں
حائل رہے گی وادیٔ پُر خار کچھ کہو

فضل [illegible]

ہم نے دُنیا نئی بسالی ہے

ذہن سود و زیاں سے خالی ہے
ہم نے ہر چیز بیچ ڈالی ہے

خوگرِ دو جہاں ہے وہ گدا
جو ترے حُسن کا سوالی ہے

جانے کیا چیز اپنے شہر میں تھی
داغِ ہجرت نے جو اُڑا لی ہے

دل میں اپنے چمن کی یادیں ہیں
پتہ پتہ ہے ڈالی ڈالی ہے

ڈیرے ڈالے ہوئے بیاباں میں
کون سی مملکت کا والی ہے

دل کی دُنیا اجاڑنے والو!
ہم نے دُنیا نئی بسالی ہے

شکوہ ناہیدؔ تجھ سے کیا تیری
کچھ طبیعت ہی لاابالی ہے

عبد المنان ناہید

جلسہ سالانہ کے ایّام

اے ہم نفسو! حمد و مناجات کے دن ہیں
اب آؤ چلے آؤ۔ ملاقات کے دن ہیں

اللہ کے الطاف و عنایات کا سایہ
اللہ کے الطاف و عنایات کے دن ہیں

جس طورِ تجلّی کی حکایت رہی دل میں
اُس طورِ تجلّی کی حکایات کے دن ہیں

برکات کی موجیں ہیں رواں صبح ہو یا شام
پاؤ اُٹھو لمحوں کو کہ برکات کے دن ہیں

ہے ایک ہی گہوارۂ عافیت و درماں
آؤ اسی دامن میں کہ خطرات کے دن ہیں

عبد السلام اختر ایم اے

امیر المومنینؑ

عشاقِ پاکباز کو مہماں کئے ہوئے
نورِ خدا سے بزمِ چراغاں کئے ہوئے

بندہ نوازیوں کی بچھائے ہوئے بساط
محفل کو زیرِ سایۂ مژگاں کئے ہوئے

سینوں کو موجِ نور سے دھونے کے واسطے
اہلِ جنوں کے چاک گریباں کئے ہوئے

تابانیاں لئے ہوئے تاریک رات میں
تاریکیوں میں جشنِ چراغاں کئے ہوئے

لہجے میں سوز بات میں رس گفتگو ملیح
روحِ بشر کے درد کا درماں کئے ہوئے

جس شمعِ آرزو سے میسر ہے دیدِ دوست
وہ شمعِ آرزو تہِ داماں کئے ہوئے

اک سرمدی بہار کا چھیڑے ہوئے سرود
ہر گوشۂ فضا کو غزلخواں کئے ہوئے

رکھے ہوئے یقین پہ بنیادِ دلبری
وہم و گماں کا بتکدہ ویراں کئے ہوئے

کھولے ہوئے رموز و معارف کے بند باب
تفسیرِ دلفریبیٔ قرآں کئے ہوئے

نوعِ بشر کی راہ نمائی کے واسطے
صدہا چراغِ راہ فروزاں کئے ہوئے

لیکر سرورِ عشق کی تسکین ریز کے
"چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کئے ہوئے"

سرمہ بنا کے وادیٔ بطحا کی خاک کو
"سرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کئے ہوئے"

المختصر وہ صدر نشینِ انجمن میں ہے
اور انجمن ہے پیش دل و جاں کئے ہوئے

اعجازِ خوش نصیب بھی اس آستاں پہ ہے
سر زیرِ بارِ منتِ درباں کئے ہوئے

زیرِ قبا چھپائے ہوئے صد جہانِ شوق
پوشیدہ دل میں سینکڑوں ارماں کئے ہوئے

دستِ دعا اٹھائے ہوئے سوئے آسماں
آہ و فغاں کو زیرِ گریباں کئے ہوئے

سالارِ مومنین پہ یا رب نگاہِ خاص
ارض و سما کو اس کا نگہباں کئے ہوئے

صحت سے کیجیو مرے آقا کو ہمکنار
بدخواہ دشمنوں کو پشیماں کئے ہوئے

عمرِ دراز دیجیو اے فاطرِ حیات
خدامِ جاں نثار پہ احساں کئے ہوئے"

اعجاز
سعد احمد

بحضورِ ساقی

باقی ہے رسائی ساقی تک
مستوں سے ملتے جلتے ہیں

صوفی دیکھیں کب ہم پر بھی
میخانے کے در کھلتے ہیں

تھے اچھے خاصے سیانے ہم
کیا جانے ہوتے جاتے ہیں

کچھ گھل مل کر دیوانوں میں
دیوانے ہوتے جاتے ہیں

صہبا کے اثر کا اندازہ
ہوتا ہے پینے والوں سے

ساقی کے ایک اشارے پر
مرنے اور جینے والوں سے

مسجد سے نکالے جائیں گے
ہم یہ بھی گوارا کر لیں گے

میخانے کی دیواروں کے
سائے میں گذارا کر لیں گے

اے سرد ہواؤ پہنچاؤ
خبریں محبوب ہمارے تک

یا اپنے پروں پر لے جاؤ
ہم کو مطلوب ہمارے تک

ملزم ہیں تیری محبت کے
تو ہم سے محبت کر تو سہی

اک دو پل خلوت کر تو سہی
اک دو پل جلوت کر تو سہی

آنکھوں کی پیاس بجھا لیں ہم
تو جلوا آرا ہو تو سہی

پاؤں پہ گرنے دے تو سہی
گرتوں کا سہارا ہو تو سہی

* صوفی نذیر محمد
* نور پور دھلی

"سلامتی کی راہ"

فرار ہو کے دیر سے حرم کی راہ ڈھونڈ لی
پہاڑیوں کی اوٹ میں پناہ گاہ ڈھونڈ لی

سکوں ملا اماں ملی — پیامِ امن مل گیا
مقامِ شکر ہے مجھے — مقامِ امن مل گیا

تعصبات ناروا ہیں سوءِ ظن گناہ ہے
کہ ربوبی نظام، تو سلامتی کی راہ ہے

یہ راہ شاہراہ ہے صراطِ مستقیم ہے
قدم قدم پہ ہیں نشاں گزرگہِ عظیم ہے

صوفی فقیر محمد
نور محل

اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا ایک عظیم الشان نشان

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں اور ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔

ربّ فرّق بین صادق و کاذب (الہامی دعا)

اے میرے رب سچے اور جھوٹے میں امتیاز کر دے (مسیح موعودؑ)

از محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی عمر سے متعلق قریباً پینتیس برس پہلے الہاماً فرمایا:

"ثمانین حولاً او قریباً من ذالک او تزید علیہ سنیناً۔"

یعنی تیری عمر اسّی برس ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ۔

حضرت اقدسؑ اس الہام کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"جو الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ چوہتر اور چھیاسی سال کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔"

اور اس کے مطابق آپکی عمر آپ کے شدید مخالف مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک بھی پچھتر سال ہوئی (دیکھو اہلحدیث مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء) یہ پیشگوئی اللہ تعالےٰ کے علیم و قدیر ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے کی ایک کھلی شہادت ہے۔ کیونکہ ایک کمزور بے بس انسان جو اکثر بیمار بھی رہتا تھا از خود یہ دعویٰ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ اسّی سال کے قریب عمر پائے گا۔ اور اس نشان کی عظمت و جلالت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب آپ کے اپنی عمر کے متعلق الہامات کا ان پیشگوئیوں کو جو آپ کے مخالفین نے آپ کی وفات سے متعلق کی تھیں مقابلہ میں رکھ کر موازنہ کیا جائے۔

وفات سے متعلق الہامی خبر

دسمبر ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "الوصیت" شائع کی جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ

"خدائے عزّوجل نے متواتر اپنی وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانۂ وفات نزدیک ہے اور اس بارہ میں اسکی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔"

اور اس میں منجملہ اور الہامات کے یہ الہام بھی درج فرمایا۔ "قرب اجلک المقدّر" یعنی تیری اجل مقدر قریب آگئی ہے۔

اور رسالہ ریویو دسمبر ۱۹۰۵ء میں یہ رؤیا بھی شائع ہوئی کہ ایک کوری ٹنڈ میں آپ کو کچھ پانی دیا گیا جو صرف دو تین گھونٹ باقی رہ گیا ہے۔ لیکن بہت مصفّا اور مقطّر پانی ہے۔ اسکے ساتھ الہام ہوا "آبِ زندگی"

آپ کے عمر سے متعلق الہامات اور اس رؤیا سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپ زیادہ سے زیادہ اڑھائی تین برس اور عمر پائیں گے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی

الوصیت کی اشاعت کے بعد ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو آپ کے ایک شدید مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی نے آپ سے متعلق پیشگوئی شائع کی کہ

"صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اسکی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔"

(کانا دجال صفحہ ۵)

اسکے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو زیر عنوان "خدا سچے کا حامی ہو" ایک اشتہار دیا جس میں آپ نے وہ الہامی دعا لکھی اور وہ اعلان فرمایا جو اس مضمون کے عنوان میں درج ہے۔

بعد میں ڈاکٹر عبدالحکیم نے اپنی اس پیشگوئی کو تبدیل کر دیا اور لکھا کہ اللہ تعالےٰ نے سہ سالہ میعاد میں سے جو ۱۲ جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہوتی تھی دس مہینے اور گیارہ دن کم کر دئے اور مجھے یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو الہاماً فرمایا کہ مرزا آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔"

(اعلان الحق صفحہ ۲)

اور اس پیشگوئی کی میعاد ۳۱ اگست ۱۹۰۸ء کو ختم ہوتی تھی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کے مدنظر جو اس نے پرچہ اہلحدیث مؤرخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء میں کیا تھا ۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" کے زیر عنوان مولوی صاحب کے نام بطور چٹھی ایک تحریر لکھی جس میں آپ نے اللہ تعالےٰ سے یہ طلب کی کہ خدا تعالےٰ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں ہلاک کرے۔ اور اسکے آخر میں مولوی صاحب سے یہ التماس کی کہ وہ اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

ابو حمید گٹالوی کی پیشگوئی

تیسری طرف مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے رسالہ مرقع قادیانی بابت ماہ نومبر ۱۹۰۷ء میں ابو حمید گٹالوی مدرس چونڈہ ضلع سیالکوٹ کی یہ پیشگوئی شائع کی۔

"بتاریخ ۲ ستمبر ۱۹۰۷ء مجھکو الفائے ربانی نے بشارت دی کہ مرزا غلام احمد صاحب ... گیارہ ماہ کے بعد فی النار والسقر ہوگا۔"

اس "بعدیت" کے متعلق مولوی صاحب نے حاشیہ میں یہ نوٹ دیا:۔

"یہ بعدیت کیسی اور کہاں تک؟" اور لکھا کہ آیت "ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم" اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اسکی گردن پر وبال ہوگا اور اگر سچا ہے تو تم لوگوں کو ضرور مصیبت پہنچیگی۔"

ملخص ان پیشگوئیوں کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الہامات بتا رہے تھے کہ آپ کی وفات قریب ہے اور ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی یہ بتاتی تھی کہ آپ ۳۱ اگست اور پھر تبدیل شدہ پیشگوئی کے مطابق ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک وفات پا جائیں گے۔ اور ابو حمید گٹالوی کی پیشگوئی کا ماحصل یہ تھا کہ آپ یکم ستمبر ۱۹۰۸ء تک وفات نہیں پائیں گے بلکہ اسکے بعد آپ کی وفات ہوگی۔ کب ہوگی پیشگوئی میں اس کی کوئی تعیین نہ تھی۔ اور "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" میں فیصلہ کا طریق یہ پیش کیا گیا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان سب مخالفوں کے مقابل یہی دعا تھی کہ اللہ تعالےٰ سچے اور جھوٹے میں امتیاز کر دے اور ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو اپنے اشتہار تبصرہ میں بھی بحکم الٰہی یہی لکھا تھا کہ

"ان سب کو میں جھوٹا کروں گا۔"

مخالفوں کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو گیا

ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی کے مطابق اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک وفات پا جاتے تو آپ نعوذ باللہ کاذب ثابت ہوتے تھے اور ڈاکٹر عبدالحکیم صادق۔ اور اگر اس طریق فیصلہ کو کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے مولوی ثناء اللہ قبول کر لیتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سے پہلے وفات پا جاتے تو پھر بھی آپ صادق نہ ثابت ہوتے اور اگر ۲ اگست ۱۹۰۸ء تک آپ زندہ رہتے اور اسکے بعد وفات پاتے تو ابو حمید گٹالوی کی پیشگوئی سچی ثابت ہو جاتی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دماغوں اور قلموں پر تصرف کرکے ان کے جھوٹا ہونے کا سامان پیدا کر دیا اور سچے اور جھوٹے میں امتیاز کر دکھایا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم نے اپنی چودہ ماہ والی پیشگوئی کو بھی منسوخ قرار دے کر ۱۶ فروری ۱۹۰۸ء کا یہ الہام پیش کیا کہ مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ تک ہلاک ہو جائے گا۔ اور پھر اپنے خط مکتوبہ ۸ مئی ۱۹۰۸ء میں جو پیسہ اخبار

۱۵ مئی ۱۹۰۸ء اور اہلحدیث ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ اپنے جدیدہ الہامات کے زیر عنوان پہلا الہام یہ لکھا کہ "مرزا ۲۱ ساون سمت ۱۹۶۵ کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔" اسکے جواب میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظاہر کر دیگا کہ راستباز کون ہے۔ (بدر ۲۴ مئی)

سو اللہ تعالیٰ نے ۲۱ ساون (مطابق ۴ اگست) کی بجائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور اس طرح ڈاکٹر عبدالحکیم کا کاذب ہونا ظاہر کر دیا۔ چنانچہ آپ کی وفات پر ایڈیٹر روزنامہ پیسہ اخبار نے ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی پر یہی اعتراض کیا جس کا ذکر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے پرچہ اہلحدیث مورخہ ۱۲ جون ۱۹۰۸ء میں بایں الفاظ کیا ہے:-

"ہم خدا لگتی کہنے سے نہیں رک سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی ۱۴ ماہ پیشگوئی کر کے مرزا کی (وفات کی) تاریخ مقرر نہ کر دیتے۔ جیسا کہ انہوں نے کیا۔ تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو معزز ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۲۷ مئی کے روزنامہ پیسہ اخبار میں ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر چسپاں کیا ہے۔ کہ "۴ اگست کو" کی بجائے "۲۱ ساون تک" ہوتا تو خوب ہوتا۔"

اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا باطل پر ہونا اللہ تعالیٰ نے اس طرح ظاہر کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" کی تحریر میں دعائے مباہلہ لکھ کر مولوی صاحب سے التماس کی تھی کہ وہ اسے اپنے پرچہ میں چھاپ کر اسکے نیچے جو چاہیں لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے مولوی صاحب نے اسکے نیچے یہ لکھا کہ:-

"اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔"

اور لکھا:-

"یہ تحریر دیکھئے یہ طریق فیصلہ کہ جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔ شمس) تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔"

(دیکھو اہلحدیث ۲۶ مئی ۱۹۰۷ء)

اور اسکے نائب ایڈیٹر نے اسی پرچہ میں حاشیہ میں قرآنی آیات کا ذکر کر کے لکھا: "کہ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ جھوٹے دغا باز مفسد نافرمان لوگوں کو لمبی عمر دیا کرتا ہے۔"

اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے پرچہ اہلحدیث مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۳ کالم ۳ میں اس نوٹ سے اتفاق کا اظہار کیا۔

اور مرقع قادیانی بابت ماہ اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۹ میں لکھا۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال کر گئے اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا کیا کسی اہل علم کی یہ شان ہو سکتی ہے کہ ایسی دعا کرے۔" یعنی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی ان تحریرات کی موجودگی میں اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ رہتے اور مولوی ثناء اللہ صاحب وفات پا جاتے تو یقینی طور پر مخالفین آپ کو نعوذ باللہ مسیلمہ کا مثیل قرار دیتے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو صادق جانتے۔ لیکن جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ طریق فیصلہ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے منظور نہ کیا اور مسیلمہ کذاب کی مثال دے کر اس طریق فیصلہ کو غلط قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وفات دیدی اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو زندہ رہنے دیا۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صادق ہونا اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا کاذب ہونا ظاہر کر دیا۔ اسی طرح ابو حمید گنگاوی کی پیشگوئی بھی غلط ثابت ہوئی کہ آپ ۳۱ اگست ۱۹۰۸ء کے بعد وفات پائیں گے۔ کیونکہ آپ اس سے پہلے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال فرما گئے۔ اس سے ابو حمید گنگاوی کا کاذب ہونا بھی ظاہر ہو گیا۔

وحی الٰہی میں وفات کی خبر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات اس وحی الٰہی کے مطابق ہوئی جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ اور اس کے علاوہ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی

"موت قریب ہے ان اللّٰہ یحمل کل حمل"

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کا ہر بوجھ اٹھائے گا۔

اور ۳۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا۔

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید"

یعنی خوش ہو کہ تیرے وصال کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔

اور ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہی جہاں آپ کا انتقال ہوا الہام ہوا۔

"مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار"

یعنی ناپائیدار عمر پہ بھروسہ مت کرو

اور وہیں ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا

"الرحیل ثم الرحیل والموت قریب"

یعنی اب کوچ کا وقت آ گیا ہے ہاں کوچ کا وقت آ گیا ہے اور موت قریب ہے۔

اور لاہور میں ہی آپ نے یہ بھی اعلان فرما دیا کہ تبلیغ کا جو کام ہمارے سپرد کیا گیا تھا وہ ہم نے تحریر و تقریر کے ذریعہ پورا کر دیا ہے۔ اور اس کے بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کا وصال ہوا

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

پس آپ کی وفات آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی خبروں کے مطابق ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام مخالفین کی پیشگوئیوں کو غلط ثابت کر کے صادق اور کاذب میں فرق کر دکھایا۔ مبارک ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کے نشانات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ولا یمرون علیہا وہم معرضون

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

از مکرم میر اللہ بخش صاحب تسنیم

کیا ہو گئے وہ ملت مرحوم کے نقیب
تھے جو مسیح پاک کے عشاق اولیں

ایک ایک کر کے بزم جہاں سے ہیں اٹھ رہے
سارے امام عہد کی مجلس کے ہم نشیں

وہ کاروانِ رشد و ہدایت کے راہنما
صدق و صفا میں تھے جو صحابہ کے جانشیں

ایثار پیشہ مخلص و تقویٰ شعار لوگ
تھا جن کے دل میں دردِ بنی نوع جاگزیں

شہد و شکر کا جن کی زبانوں میں تھا اثر
جن کی ہر ایک بات حلاوت میں انگبیں

آپس میں پیار اور محبت تھی جن کی خو
جن کا ضمیر تھا نہ شناسائے بغض و کیں

عزم بلند جن کا کواکب شکار تھا
جن کی نگاہ گرم سے دشمن تھا سہمگیں

تبلیغ کا جنون سا تھا اک رات دن جنہیں
حق کیلئے تھی جنکی تڑپ حیرت آفریں

تھے روز و شب تلاوت قرآں میں مست جو
تابندہ جنکی نور عبادت سے تھی جبیں

کھاتا ہے جن کے صدق کی سوگند آسماں
جن کا خلوص دیکھ چکی بارہا زمیں

دھونی رما کے بیٹھ گئے کوئے یار میں
سب کچھ لٹا کے ہو گئے محبوب کے قریں

پروانہ وار شمع صداقت پہ آ گرے
گھربار اور اقربا چھوڑے بڑے وہیں

سینہ تجلیوں سے تھا جن کا ضیا فروش
جن کے وجود میں تھا خدا ہی خدا مکیں

اظہار حق سے تھا نہ جنہیں باک مطلقاً
تھا جن کی بات چیت کا انداز دل نشیں

اے گردشِ زمانہ خدا کے لئے بتا
وہ دین کے فدائی پھر آئیں گے یا نہیں

بائیبل میں "آج کے دن تک" کے قابلِ غور حوالے

پادری صاحبان کو دعوتِ فکر

از محترم مولانا ابو العطاء صاحب

بائیبل۔ تورات، دیگر صحیفوں اور انجیل کے مجموعہ کا نام ہے۔ پیدائش کی کتاب سے لے کر ملاکی نبی کے صحیفہ تک یہودیوں کے ہاں مسلّم ہیں۔ وہ استثناء موسےؑ اور دیگر نبیوں کے صحیفوں میں مرتبہ میں فرق کرتے ہیں مگر سارے مجموعہ کو وہ الہامی کلام مانتے ہیں۔ عیسائی ان کتابوں کے ساتھ ساتھ انجیل کے مجموعہ کو بھی شامل کر کے ساری کتاب کو الہامی ٹھہراتے ہیں اور سارے مجموعہ کو بائیبل کہتے ہیں۔ عیسائیوں کے عقیدہ کے رو سے اب نجات شریعت سے نہیں۔ بلکہ مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لانے سے ہے۔ جسے وہ اپنی اصطلاح میں کفارہ کہتے ہیں۔ اس لئے درحقیقت عیسائی لوگ شریعت کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اور بائیبل میں تحریف ہو جانے کو زیادہ درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ آئے دن ان کے ہاں بائیبل کے ہر ایڈیشن میں تبدیلی، ترمیم، تنسیخ و تصحیح کا خاصہ انبار ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کتاب کی اصلی اہمیت ہی قائم نہیں۔ اس کی حفاظت کا اہتمام بھی جاتا رہے گا۔ لیکن جب پادری صاحبان کو اس صورت حال کی طرف توجہ دلا کر قرآن مجید کی ضرورت تسلیم کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ اس کی تعلیم کی جامعیت اور اس کی حفاظت کو واضح کر کے انہیں اس پر ایمان لانے کی دعوت دی جاتی ہے۔ تو وہ مقابلہ میں بائیبل کو پیش کرتے ہیں۔ جہاں تک قرآن مجید کی محفوظیت کا سوال ہے یہ یوں بھی کبھی سمجھدار پادری کو یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ محفوظ نہیں۔ کیونکہ تاریخی طور پر یہ ایک واضح ترین حقیقت ہے۔ قرآن مجید کا مسلمانوں کی زندگی کے ہر مرحلہ میں داخل ہونا، اس کی دن رات کی تلاوت، نمازوں میں بکثرت دہرایا جانا۔ رمضان المبارک میں ساری دنیائے اسلام میں اس کی بار بار قرأت ہونا اور پھر اس کی شیریں فصیح اور اعلیٰ زبان۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ پر اس کی حفاظت کا ذریعہ ہیں اور خدائی وعدہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون اپنی جگہ اس کی حفاظت کا ضامن ہے۔ بہرحال قرآن مجید کا محفوظ کتاب ہونا ایک کھلی صداقت ہے۔ اس کے مقابلہ پر پادری صاحبان کو مجبوراً یہ موقف اختیار کرنا پڑتا ہے۔ کہ بائیبل بھی ہر طرح سے محفوظ ہے۔ اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہوئی۔ کیونکہ اگر وہ لوگ یہ تسلیم کرلیں۔ کہ بائیبل ایک محرف کتاب ہے تو ایک تو انہیں قرآن مجید کے اس بیان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ کہ یہودی اور عیسائی تورات و انجیل میں تحریف کرتے رہتے ہیں دوسرے انہیں بائیبل کو قرآن مجید کے مقابل میں کم تر ماننا پڑتا ہے۔ پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ واقعی بائیبل کے بعد نئی کتاب کی ضرورت ہے۔ بہرحال بائیبل کا محفوظ یا محرف کتاب ہونا ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ جس پر عیسائیت اور اسلام کے موازنہ کا بہت حد تک انحصار ہے۔ کیونکہ اگر یہ کتاب شروع سے محفوظ ہی نہیں۔ اس میں تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے۔ اور انسانی دستبرد اس پر اثر انداز رہی ہے۔ تو گو یہ اوائل میں یہ خدا کا کلام تھا۔ مگر اس کی موجودہ پوزیشن اسے واجب الاتباع قرار نہیں دیتی۔ بالخصوص قرآن مجید سے اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

تحریف بائیبل ایک وسیع موضوع ہے جس پر بیرونی دلائل اور اندرونی شواہد کے رو سے بحث ہو سکتی ہے۔ اور اس پر کافی دلائل دیئے جا سکتے ہیں۔ مگر آج کے اس مقالہ میں صرف اندرونی شہادتوں میں سے صرف ایک شہادت کو پیش کر کے ہر ایک عیسائی صاحبان کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہوں۔ ذیل میں بائیبل سے ایسی آیات درج کی جاتی ہیں جن میں لفظ "آج تک" درج کیا گیا ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) "اور یعقوب نے اس کی قبر پر ایک ستون کھڑا کیا۔ اور یہ راخل کی قبر کا ستون آج تک موجود ہے۔" (پیدائش ۳۵/۲۰)

(۲) "سو خداوند کا بندہ موسےؑ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مر گیا۔ اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا۔" (استثناء ۳۴/۶)

(۳) "اب تک بنی اسرائیل میں موسےؑ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا جس سے خداوند نے آمنے سامنے آشنائی کی۔" (استثناء ۳۴/۱۰)

(۴) "اور یشوع نے راحب فاحشہ کو اور اس کے باپ کے گھرانے کو اس سب سمیت جو اس کا تھا جان بخشی کی۔ اس کی بود و باش آج کے دن تک بنی اسرائیل میں ہے۔" (یشوع ۶/۲۵)

(۵) "پھر انہوں نے اس کے اوپر پتھروں کا بڑا تودہ لگایا۔ جو آج تک ہے۔" (یشوع ۷/۲۶)

(۶) "اور غار کے منہ پر بڑے بڑے پتھر رکھے۔ چنانچہ وہ آج کے دن تک ہیں۔" (یشوع ۱۰/۲۷)

(۷) "چنانچہ جسوری اور معکاتی آج تک اسرائیلیوں کے درمیان بستے ہیں۔" (یشوع ۱۳/۱۳)

(۸) "حبرون اس وقت سے آج تک قنزی یفنہ کے بیٹے کالب کی میراث ہوا۔" (یشوع ۱۴/۱۴)

(۹) "اور ان کنعانیوں کو جو جزر کے باشندے تھے خارج نہ کیا۔ سو وہ آج تک بنی افرائیم کے ساتھ بستے ہیں اور جزیہ کی راہ سے خدمت کرتے ہیں۔" (یشوع ۱۶/۱۰)

(۱۰) "وہاں ایک شہر بنایا اور اس کا نام لوز تھا چنانچہ آج تک اس کا یہی نام ہے" (قاضیوں ۱/۲۶)

(۱۱) "سو وہ ابی عزریوں کے عفرہ میں آج کے دن تک موجود ہے" (قاضیوں ۶/۲۴)

(۱۲) ان کے تیس شہر تھے۔ جو کہ نام آج کے دن تک یائیر کی بستیاں ہیں۔ (قاضیوں ۱۰/۴)

(۱۳) اس لئے اس نے اس جگہ کا نام عین حقّور رکھا۔ جو لحی میں آج تک ہے۔ (قاضیوں ۱۵/۱۹)

(۱۴) "سب کوئی جو دجون کے گھر میں داخل ہوتے ہیں دجون کی دہلیز پر اشدود میں آج تک پاؤں نہیں رکھتے" (۱۔سموئیل ۵/۵)

(۱۵) "جس پر انہوں نے خداوند کے صندوق کو رکھا تھا جو آج کے دن تک بیت شمسی یشوع کے کھیت میں موجود ہے۔" (۱۔سموئیل ۶/۱۸)

(۱۶) "اس لئے صقلاج آج کے دن تک یہوداہ کے بادشاہوں کے عمل میں ہے۔" (۱۔سموئیل ۲۷/۶)

(۱۷) "سو اس نے اس دن سے اسرائیل کے لئے یہی قانون اور آئین مقرر کیا جو آج تک ہے۔" (۱۔سموئیل ۳۰/۲۵)

(۱۸) "اور بیروتی جتیم کو بھاگ گئے تھے۔ چنانچہ آج کے دن تک وہ وہیں رہتے ہیں۔" (۲۔سموئیل ۴/۳)

(۱۹) "اس نے اس جگہ کا نام پرض عزہ رکھا۔ جو آج کے دن تک ہے۔" (۲۔سموئیل ۶/۸)

(۲۰) "اس نے اپنا نام اس ستون کا بھی رکھا تھا اور آج کے دن تک وہ یادگارِ ابی سلوم کہلاتا ہے۔" (۲۔سموئیل ۱۸/۱۸)

(۲۱) "اور اس نے ان کا نام کابول کا ملک رکھا جو آج کے دن تک ہے۔" (۱۔سلاطین ۹/۱۳)

(۲۲) "سو اسرائیل آج کے دن تک داؤد کے گھرانے سے باغی ہے۔" (۱۔سلاطین ۱۲/۱۹)

(۲۳) "الیشع کے کلام کے مطابق جو اس نے فرمایا، ان چشموں کا پانی اچھا ہو گیا۔ جو آج کے دن تک ہے۔" (۲۔سلاطین ۲/۲۲)

(۲۴) "بعل کا گھر ڈھایا اور بیت الخلاء بنایا چنانچہ آج کے دن تک ہے۔" (۲۔سلاطین ۱۰/۲۷)

(۲۵) "اس کا نام یقتی ایل رکھا جو آج کے دن تک ہے۔" (۲۔سلاطین ۱۴/۷)

(۲۶) "یہودیوں کو ایلت سے نکال دیا اور ارامی ایلت میں آئے اور آج کے دن تک وہ وہیں بستے ہیں۔" (۲۔سلاطین ۱۶/۶)

(۲۷) "اور ان باقی عمالیقیوں کو جو بچ نکلے تھے قتل کیا۔ اور آج کے دن تک وہاں بستے ہیں۔" (۱۔تواریخ ۴/۴۳)

(۲۸) "نسی کے آدھے فرقے کو جلاوطن کروایا اور انہیں خلخ کو اور خابور اور ہارا اور جوزان کی نہر کو لایا یہ آج کے دن تک وہیں ہیں۔" (۱۔ تواریخ ۵/۲۶)

(۲۹) "اس نے اس مقام کا نام پرض عزا رکھا جو آج تک اسی کا نام ہے۔" (۱۔ تواریخ ۱۳/۱۱)

(۳۰) "انہوں نے چوبوں کو کھینچ کر نکالا یہاں تک کہ ان کے کنارے صندوق پر سے الہام گاہ کے آگے دکھائی دیتے تھے اور وہ وہاں آج کے دن تک ہیں۔" (۲۔ تواریخ ۵/۹)

(۳۱) "سو اسرائیل آج کے دن تک داؤد کے گھرانے سے باغی ہے۔" (۲۔ تواریخ ۱۰/۱۹)

(۳۲) "سب گانے والے اور گانے والیاں اپنے مرثیوں میں آج کے دن تک یوسیاہ کا ذکر کرتی ہیں۔" (۲۔ تواریخ ۳۵/۲۵)

(۳۳) "تب میں نے انہیں کہا کہ یہ کیسا اونچا مکان ہے جہاں تم جاتے ہو اور انہوں نے اس کا نام بامہ رکھا جو آج کے دن تک ہے۔" (حزقیل ۲۰/۲۹)

(۳۴) "اس سبب سے وہ کھیت آج تک خون کا کھیت کہلاتا ہے۔" (متی ۲۷/۸)

(۳۵) "پس انہوں نے روپے لیکر جیسا سکھائے گئے تھے ویسا ہی کیا اور یہ بات آج تک یہودیوں میں مشہور ہے۔" (متی ۲۸/۱۵)

ہم نے بطور نمونہ یہ پینتیس حوالے پیش کئے ہیں ان آیات کی ساخت صاف بتلا رہی ہے کہ یہ الہامی کلام نہیں بلکہ انسانی کلام ہے پھر ان میں "آج تک" "آج کے دن تک" کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ کسی زمانہ میں نقل کرنے والوں نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں۔ ہم پادری صاحبان سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ان حوالہ جات میں لفظ "آج کے دن تک" کی تشریح کریں۔ اور اگر ان کا ضمیر تسلیم کرے کہ یہ عبارتیں بطور تحریف زائد کی گئی ہیں تو انہیں بائیبل کے محرف کلام ماننے میں کیا عذر ہے۔

یاد رہے کہ ہم نے تحریف کے ثبوت میں اندرونی شہادتوں میں سے ان سطور میں صرف ایک پہلو ذکر کیا ہے وما علینا الا البلاغ المبین۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبشر فرزند نسل سیدہ، جن کا نام لیکر مسیح پاک نے خدا سے التجائیں کی تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہشتی مقبرہ کی رحمتوں سے بغیر کسی شرط کے کثیر حصہ عطا فرمایا (الوصیت) الہام نے جنہیں "بادشاہ" اور "عمر اللہ" کے لقب سے نوازا (تذکرہ صفحہ ۷۰۶-۷۰۵) کشف میں جن کے سر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پگڑی دیکھی (تذکرہ صفحہ ۶۸۸) جنہیں رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں" پچھلے سال جلسہ کے ان ایام میں دنیا سے منہ موڑ کر اپنے آقا اور مقدس باپ کے پاس اعلیٰ علیین میں جا بسے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں آپ کو بادشاہ کہا گیا ہے اور یہاں بادشاہت سے مراد کوئی دنیاوی بادشاہت نہیں کہ اس کے متعلق تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار

حدیث شریف میں آیا ہے الغنیٰ غنی النفس کہ تونگری تو دل کی تونگری ہے دل اگر غنی نہیں تو ظاہری غنی تو انسان کے کردار کو بلند کرنے کی بجائے اکثر اوقات پستی کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ حدیث حضرت میاں صاحب پر اپنی پوری شان سے چسپاں ہوتی تھی۔ غرباء اور محتاجوں کو وہ اس طرح دیتے تھے تو ان پر بادشاہ کا ہی گمان ہوتا تھا۔ میں نے ایک والئے ریاست کو دیکھا کہ وہ ہر روز شام کو سیر کے لئے باہر نکلتا اور راستے میں غریبوں اور محتاجوں کو پانچ پانچ دس دس روپے تقسیم کرتا لیکن یہاں تو حضرت میاں صاحب کے سو سو روپیہ کی داد و دہش کے متعدد واقعات ہیں۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب فرماتے ہیں۔ میرے ایک موٹر ڈرائیور فضل دین نامی قادیان میں تھے۔ ایک دن وہ میرے پاس ایک رقعہ لایا جو حضرت میاں صاحب مالک پرسین کمپنی کا تھا کہ اسے سو روپیہ دیدیا جائے۔ میں نے ڈرائیور سے پوچھا تم نے مانگا تھا وہ کہنے لگا نہیں میں جا رہا تھا کہ مجھے بلایا اور یہ رقعہ دیدیا کہ کل کارخانے لے جانا۔

صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے سنایا کہ ماڈل ٹاؤن میں ایک پان فروش تھا۔ اس نے بتایا کہ ایک دن میری دوکان پر حضرت میاں صاحب تشریف لائے۔ پوچھا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا مالی بحران کا ہی سامنا ہے تو چپکے سے میرے ہاتھ میں سو روپے کا نوٹ دیدیا۔

چوہدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر فرماتے ہیں۔ ایک دن شیخ محمود احمد صاحب عرفانی مرحوم اور میں آپ کے گھر کے سامنے کھڑے تھے شیخ صاحب فرمانے لگے گھر سے تین دفعہ پیغام آچکا ہے کہ آٹا بھی گھر نہیں کسی پیسوں والے فرشتے کی انتظار میں ہوں اتنے میں حضرت میاں صاحب سائیکل پر تشریف لائے اور فرمایا شیخ صاحب آپ اخبار بھیج دیتے ہیں اور قیمت نہیں لیتے۔ شیخ صاحب نے عرض کی حضرت میاں صاحب میں آپ سے اخبار کی قیمت نہیں لے سکتا۔ حضرت میاں صاحب نے جیب سے بٹوا نکالا اور مجھے فرمایا دیکھو اس میں کتنے پیسے ہیں۔ میں نے دیکھا۔ ایک بڑا نوٹ اور چند آنے تھے۔ فرمایا آنے ہمارے اور نوٹ شیخ صاحب کا اور فرمایا آپ اسے قیمت خیال نہ کیجئے۔ بارش میں مددگار کارکن کا مکان گر گیا۔ تو اندازہ لگوا کر تمام خرچ اس کو دیدیا۔

چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر افسر خزانہ فرماتے ہیں۔ جب کبھی کسی ضرورتمند کو دیکھتے جیب میں ہاتھ ڈالتے اور جو ہوتا دیدیتے اور بسا اوقات قرض لیکر بھی انکی امداد کرتے۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے کیا ہی خوب فرمایا تھا۔ وہ "دل کے درویش لیکن مزاج کے بادشاہ تھے" حضرت میاں صاحب کے قریب ہو کر کام کرنے والے مکرم چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے روپیہ کے معاملہ میں انہیں بے حد دل کا غنی پایا۔ وہ لاکھوں کو بھی خاطر میں نہ لانے والے تھے۔

الہام نے ان کو عمر اللہ بھی کہا ہے جس کے معنے ہیں خدا کی طرف سے عمر دئے گئے۔ آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ آپ اور آپ کے حملہ آور کے درمیان سوائے خدا کی ذات کے اور کوئی نہ تھا لیکن حملہ آور "عمر اللہ" سے ان کی عمر مستعار نہ چھین سکا۔ فوج کی ملازمت کے دوران آپ پر شدید بیماری کا حملہ ہوا جس سے آناً فاناً موت ہو سکتی تھی لیکن عمر اللہ کو خدا نے زندگی عطا فرمائی اور خود ہی بیماری کو زائل کر دیا اور آپ کی عمر کے آخری سالوں کا تو ایک ایک دن آپ کے عمر اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

الہام میں فرمایا تھا "اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں" چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد نظارت دعوت و تبلیغ اور احرار کے زمانہ میں نظارت خاص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کی اشاعت۔ مخالفین کے منصوبوں سے جماعت کی حفاظت۔ یہ دونوں صیغے ایسے ہیں کہ جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن یہی تھا۔ اسکے علاوہ تلاوت اور تقریر میں آپ کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت مشابہ تھی۔ مساکین کی محبت اور ان کی امداد میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصف نمایاں طور پر آپ میں پایا جاتا تھا۔ یہی معنے تھے "اب تو ہماری جگہ بیٹھ" کے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الغرض مسیح موعود کے شریف احمد ام المومنینؓ کے لخت جگر۔ پنجتن کی دریا کی کڑی سلسلہ کے ناظر دعوت و تبلیغ ... سال کی عمر میں پچھلے سال ان دنوں میں ... بھائیوں کو سوگوار چھوڑ کر اپنے آسمانی ... کی آغوش رحمت میں ابدی نیند سو گئے سلسلہ کی تاریخ میں آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا کہ مسیح موعود کے کلام میں وہ زندہ جاوید ہیں۔ حضور علیہ السلام اپنے منظوم دعائیہ کلام میں فرماتے ہیں:

اسکے ہیں دو برادر ان کو بھی رکھیو خوشتر
تیرا بشیر احمد تیرا شریف اصغر
کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر معطر
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ ان کو گندے
کر دور ان سے یارب دنیا کے سارے پھندے
چنگے رہیں ہمیشہ کریو نہ ان کو مندے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو پاک

اور

تزکیہ نفوس کرتی ہے

میثاق النبیین

صحیفۂ لاوی میں نبیٔ موعود فخرِ موجودات سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی

ایک عظیم الشان بشارت

از مکرم جناب شیخ عبد القادر صاحب چوبرجی پارک لاہور

حضرت یعقوب کے تیسرے فرزند لاوی کی وصیت پر مشتمل صحیفہ اس لحاظ سے نہایت اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں حضرت مسیح کی بعثت کا بھی ذکر ہے اور اسکے بعد نبی موعود صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مقدسہ کی بشارت اس درجہ پُرشوکت اور شاندار الفاظ میں درج ہے کہ پڑھ کر انسان کی رُوح وجد کرنے لگتی ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی وصایا پر مشتمل ایک صحیفہ قرونِ اولیٰ سے عیسائی لٹریچر میں شامل ہے اس کتاب میں یہ ذکر ہے کہ اسرائیل کے بارہ بیٹوں نے جب وہ موت کے دروازہ پر دستک دے رہے تھے۔ اپنی اولاد اور اولاد در اولاد کو کیا نصائح کیں۔ ہر بیٹے نے بسترِ مرگ پر پہلے اپنی زندگی کے چیدہ چیدہ حالات بیان کئے۔ ان میں سے سبق آموز باتیں اپنی اولاد کو نصیحت کیں۔ جو خوبیاں تھیں ان کی تقلید کرنے کی تلقین کی اور جو نقائص تھے اُن سے مجتنب رہنے کی وصیت کی۔ پھر انہوں نے اس امر سے ڈرایا کہ گناہ اور برائی سے کیا کیا مصائب اور مظالم آئندہ جا کر ان پر ٹوٹنے والے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے تیسرے فرزند لاوی تھے۔ اسرائیل کی امامت ان ہی اور ان کی نسل کے تفویض ہوئی۔ لاوی کی وصیت پر مشتمل صحیفہ اس لحاظ سے نہایت اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت کا بھی ذکر ہے پھر بنی اسرائیل کی مکمل تباہی جو کہ فرستادۂ حق کے انکار کا نتیجہ تھی۔ کا بیان ہے اور اسکے بعد نبیٔ موعود کی بعثتِ مقدسہ کی بشارت اس درجہ پُرشوکت اور شاندار الفاظ میں درج ہے کہ انسان کی روح وجد کرنے لگتی ہے۔ لاوی بنی اسرائیل نے اپنی ساری اولاد کو اس وصیت پر گواہ مقرر کیا اور پھر اپنی جان، جانِ آفرین کے سپرد کی۔ آیت "میثاق النبیین" کی یہ ایک واضح مثال ہے۔

عصرِ حاضر میں صحائف قمران کے انکشاف کے باعث بارہ بزرگوں کے اس صحیفہ کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی۔ کیونکہ وادیٔ قمران کے غاروں سے حضرت یعقوبؑ کے دو بیٹوں لاوی اور نفتالی کی وصایا بالترتیب آرامی اور عبرانی زبان میں ملی ہیں۔ باقی بیٹوں کی وصایا کا کوئی حصہ نہیں ملا جس سے محققین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ان دو بیٹوں کی وصایا وہ بنیادی مواد ہے جس کو سامنے رکھ کر قرنِ اول کے عیسائیوں نے اس صحیفہ کو دوبارہ لکھا اور اسے بارہ بیٹوں کی وصایا پر پھیلا دیا۔ بعد میں اس کا یونانی ترجمہ ہوا۔

صحیفہ لاوی کا باب چہارم دہم جس کے متعلق علماء کا یہ خیال تھا کہ یہ حصہ الحاقی ہے۔ اسکے بھی کچھ حصے کہفِ قمران سے ملے ہیں۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ اس باب کے بیشتر مندرجات قدیم ترین ماخذ سے متعلق ہیں۔[1]

اب زیادہ تر محققین اس نظریہ کو تسلیم کرتے ہیں کہ زیرِ نظر صحیفہ کسی "یہودی مسیحی" یا "ایسینی عیسائی" کا لکھا ہوا ہے۔ بعد کے عیسائیوں نے بھی کچھ حاشیہ آرائی کی۔ اور مخصوص عیسائی عقائد کے پیوند لگائے جن کی نشاندہی کوئی مشکل کام نہیں۔[2] اس صحیفہ نے نئے عہد نامہ پر کیا اثرات چھوڑے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل حوالہ قابلِ غور ہے۔

"پہاڑی وعظ کی روح، الغرض اور مقدس بارہ بزرگوں کے صحیفہ سے متاثر ہیں۔ اس صحیفہ سے پولوس نے اس درجہ استفادہ کیا کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ ہر سفر میں اس کو اپنے پاس رکھتا تھا۔"[3]

صحیفہ لاوی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اُس ہادیٔ برحق اور نورات کے شارح کا ذکر ہے جسے صحائف قمران میں "مورہ ھاالصدق" اور "دورس ھاالتوراہ" کہا گیا یعنی صادق استاد اور کاشفِ تورات اور جس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی ظالمانہ گرفت اور موت کے منہ سے بچا لیا گیا اور یروشلم سے ہجرت کر گیا۔ صحائفِ قمران کی اس عظیم شخصیت سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں یا کوئی اور شخص؟ یہ بحث علمائے بائیبل میں زور شور سے جاری ہے۔ صحیفہ لاوی سے ثابت ہے کہ یہ مخفی شخصیت سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

اس مختصر تعارف کے بعد قرنِ اول کے عیسائیوں نے صحیفہ لاوی کی صورت میں لاوی بن اسرائیل کی زبان سے جو بشارات پیش کی ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

صحیفہ لاوی میں پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت کا ذکر ہے۔ لاوی اپنی اولاد سے یوں گویا ہوتے ہیں:۔

"ایک انسان جو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے شریعت کو ترو تازہ کرنے کے لئے برپا ہوگا۔ اسے تم دھوکہ باز قرار دو گے اور آخرکار تم اسے قتل کرنے کے لئے تم اس پر ٹوٹ پڑو گے۔ اسکے مقام کو نہ سمجھتے ہوئے۔ اسکے پاک خون کو سرکشی کی راہ سے تم اپنے سر پر لو گے۔ اس ظلم و تعدی کی سزا یہ ہوگی کہ تمہارے شعائر اور مقاماتِ مقدسہ تباہ و برباد ہو جائیں گے تمہارے لئے کوئی مطہر جگہ باقی نہ رہے گی اور غیر قوموں میں تم ایک لعنت بن کر جلاوطنی کی زندگی بسر کرو گے۔"

ظاہر ہے کہ اس حوالہ میں مجدد تورات سے حضرت مسیح علیہ السلام مراد ہیں اور واقعہ صلیب کی طرف اشارہ ہے جبکہ پیلاطوس کے سامنے یہودی سرداروں نے کہا کہ یسوع کو صلیب دے اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر ہو۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام نے پیشگوئی کی کہ یہود کی سرکشی کی وجہ سے ہیکل تباہ اور یروشلم برباد ہو جائے گا۔ یہ سب باتیں مذکورہ اقتباس سے ثابت ہیں۔

اس صحیفہ میں دوسری جگہ آنیوالے مسیح کو لاوی کی ذریت و نسل بتایا گیا بارہ بزرگوں کی دوسری وصایا سے بھی ثابت ہے کہ آنیوالا یہودا سے ظاہر ہوگا لیکن نسل کے لحاظ سے وہ لاوی ہوگا۔ صحائفِ قمران میں صادق استاد کو ذریتِ لاوی کا ایک کاہن قرار دیا گیا۔ قرآن مجید میں بھی حضرت مریم اور ابن مریم کو عمران (بن لاوام) کی آل میں سے بتایا گیا۔

صحیفہ لاوی میں آنے والے مسیح کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ

"اس کا ظہور ہمارے باپ ابراہیم کی نسل سے خدائے بزرگ و برتر کے ایک نبی کی صورت میں ہوگا۔" (۲۴/۲)

1- More light on the Dead sea Scrolls by Burrows P. 180, 337

2- The Dead Sea Scrolls by Allegro P. 120

3- Religions Development Between the old and new Testaments by R. H. Charles. P. 229

1- The Last look of The Bible P. 220

ظاہر ہے کہ قرونِ اولیٰ کے عیسائی حضرت مسیحؑ کو ایک انسان، نبی اور مجدّدِ تورات سمجھتے تھے۔

صحیفہ لاوی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ذکر کے بعد بنی اسرائیل کے شروع سے لیکر یروشلم کی تباہی تک کے ادوارِ کہانت کا ذکر ہے۔ آخری دَور (یعنی ۷۰ عیسوی) میں بنی اسرائیل کی سزا پر کہانت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لکھا ہے

"ساتویں ہفتہ (یعنی آخری دَور میں) ایسے کاہن کھڑے ہوں گے۔ جو کہ بت پرستی کو روا رکھیں گے۔ وہ فاسق و فاجر۔ دولت کے پجاری۔ متکبر۔ قانون شکن۔ شہوت پرست، بچوں اور جانوروں کو گالیاں بکنے والے ہونگے۔ ان کی سزا کے بعد جو کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان پر نازل ہوگی۔ کہانت کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

اس حوالہ میں بنی اسرائیل کی جس سزا کا ذکر ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ۷۰ عیسوی میں طیطس رُومی کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچی۔ کاہنوں کے خاندان تباہ و برباد ہو گئے ہیکل کی مکمل تباہی پر کہانت کا خاتمہ ہو گیا۔

اسکے بعد آنے والے عظیم الشان نبی کی بشارت ایک شاندار نظم کی صورت میں بایں الفاظ درج ہے۔

"تب خدا تعالےٰ ایک نیا کاہن پیدا کرے گا۔ اس پر خداوند کے تمام کلمات منکشف ہوں گے۔ اور وہ زمین پر عرصہ دراز تک کے لئے ایک سچی عدالت جاری کرے گا۔ اُس کا ستارہ آسمان پر ایک بادشاہ کے ستارے کی مانند بلند ہوگا۔ وہ علم و حکمت کی مشعل ایسے روشن کرے گا جیسے دن کو آفتاب۔ وہ دنیا میں حد سے زیادہ تعریف کیا جائے گا۔ وہ ایسے چمکے گا جیسے زمین پر سورج۔ اور وہ آسمان کے نیچے سے تمام تاریکیوں کو ختم کر دیگا تب تمام روئے زمین پر امن و امان کا دَور دَورہ ہو جائے گا۔ سماوات اسکے زمانہ پر فخر کریں گے۔ اور زمین طمانیت پائے گی۔ اور بادل مسرت سے جھُوم جائیں گے۔ اور خداوند کی حکمت سے زمین یُوں معمور ہوگی جیسے پانی سے سمندر۔

خداوند کے حضور کے فرشتے اس کے باعث خوش ہوں گے آسمان کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور جلال کی ہیکل سے اس پر تقدیس نازل ہوگی۔ جیسے ابراہیم سے اسحٰق تک باپ کی آواز سے۔ اور خدائے

بزرگ و برتر کا جلال اس کو ڈھانپ لے گا۔ علم و تقدس کی رُوح اس پر ٹھہرے گی۔

کیونکہ وہ خداوند کے صادق بیٹوں کو ہمیشہ کے لئے عظمتِ الٰہی کا وارث بنا دے گا۔

اُس کے مقام کو پانے والا تمام آئندہ نسلوں میں کبھی کوئی پیدا نہ ہوگا۔ اُسکی کہانت (امامت) میں غیر اسرائیلی اقوام صفحۂ دنیا پر علم و عرفان میں ترقی کریں گی۔ اور فیضانِ الٰہی اُن کو روشنی عطا کرے گا۔ اسکے دَور میں گناہ مٹ جائے گا۔ اور بدکردار بدیوں کو ترک کر دیں گے۔ وہ جنّت الفردوس کے دروازے کھول دے گا۔ اور آدم کے خلاف لہراتی ہوئی تلوار کو دُور کر دے گا۔ وہ مقدسوں کو زندگی کے درخت سے کھانے کو دے گا۔ اور تقدس کی رُوح ان پر نازل ہوگی۔ شیطان کو وہ مقید کر دے گا۔ وہ اپنے بچوں کو شیطانی ارواح پر غلبہ کی طاقت بخشے گا۔ اور خداوند اپنے بچوں سے مسرور ہوگا۔

خدا تعالےٰ ہمیشہ ہمیش اپنے پیاروں سے راضی اور ان کے درمیان خوش رہے گا۔ تب ابراہیمؑ۔ اسحاقؑ اور یعقوبؑ فخر کریں گے اور میں (لاوی بن یعقوبؑ) خوش ہوں گا۔ اور تمام مقدسین خوشی کے جامے پہن لیں گے۔"

اسی بشارت [illegible] کے بعد لاوی بن اسرائیل [illegible]

بستر مرگ پر اپنے بچوں سے یوں مخاطب ہوتے ہیں:۔

"اور اب میرے بچو تم نے سب کچھ سُن لیا۔ اب اپنے لئے دو میں سے ایک چیز چُن لو۔ نور یا ظلمت۔ خدا تعالیٰ کی شریعت یا کارِ شیطان"۔

اسکے لڑکوں نے جواب میں کہا:۔

"ہم عہد کرتے ہیں۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ کے حضور اسکے قانون کے مطابق چلیں گے"۔

ان کے باپ نے کہا:۔

"خدا تعالےٰ گواہ ہے۔ اسکے فرشتے گواہ ہیں۔ اور تم سب گواہ ہو۔ اور میں بھی گواہ ہوں۔ تمہارے مُنہ کے کلمات پر"۔ اور اسکے لڑکوں نے اسے کہا کہ ہاں ہم گواہ ہیں۔

تب لاوی نے اپنی وصیّت کو ختم کیا۔ وہ بستر پر دراز ہوا اور ۱۳۷ سال کی عمر میں اپنے آباؤ اجداد میں جا ملا"۔

(The Lost Books of the Bible P. 232, 233)

یہ ہے۔ لاوی بن یعقوبؑ کے عہد و پیمان کی تفصیل۔ اس پر یہ صحیفہ اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اب مندرجہ بالا جواہر پاروں پر دوبارہ ایک نظر ڈالیں صاف ظاہر ہے کہ قرونِ اولیٰ کے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک عظیم الشان پیغمبر کے منتظر تھے۔ جسے وہ فخرِ موجودات سرورِ عالم، غیر قوموں کا ہادی، رحمۃ للعالمین اور صحیح معنوں میں "محمد" سمجھتے تھے۔ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کی قدرت سے کھڑا کیا ہوا محض ایک انسان اور مجددِ دین سمجھتے۔ ان کے نزدیک یروشلم اور ہیکلِ سلیمانی کی تباہی، جو کہ طیطس رُومی کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچی۔ جواب تھا ان ظالم قوم کے گناہوں اور اس ظلم کا جو کہ یہودیوں نے اللہ تعالےٰ کے مامور سے روا رکھا۔ یہ سب باتیں صحائف قمران میں بھی اسی طرح لکھی ہیں۔ (ملاحظہ ہو کتاب صحائف قمران) انتی [illegible] کی موجودگی میں

صحائفِ قمران کے فرستادہ وہ حق اور کاشفِ تورات سے مُراد اگر حضرت مسیح علیہ السلام نہیں تو اور کون ہو سکتا ہے؟

آخر میں آیت میثاق النبیّین پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ سورہ آلِ عمران میں فرمایا:۔

"اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب اللہ تعالےٰ نے (اہل کتاب سے) سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے۔ تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا۔ اور ضرور اس کی مدد کرنا (اور) فرمایا تھا۔ کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری (طرف سے) ذمہ واری قبول کرتے ہو۔ اور انھوں نے کہا تھا کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔ فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے (ایک گواہ) ہوں۔ اب جو شخص اس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہوں گے۔

(آلِ عمران آیت ۸۲-۸۳)

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ
نور کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے دنیا بھر میں مشہور
جلسہ سالانہ پر خریدتے وقت
نور کاجل
اور
خورشید یونانی دواخانہ
کے الفاظ لیبل پر ملاحظہ فرمالیں
ملتے جلتے ناموں سے دھوکہ نہ کھائیں
مینیجر خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

راولپنڈی کے احباب کپڑے کی خرید کیلئے داؤد کلاتھ سٹور موتی بازار راولپنڈی میں تشریف لائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان کارنامہ

احیائے اسلام

از مکرم مولانا محمد یار صاحب عارف سابق مبلغ انگلستان

خدا تعالےٰ کی حکمتیں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ جس اسلام کو اُس نے سارے جہان کے اندھیروں کو دور کرنے کے لئے نہایت درجہ روشن کیا تھا اُس کے لئے بھی اس نے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ ایک زمانہ میں اس میں بظاہر اندھیرا ہی اندھیرا نظر آئے اور اپنے و بیگانے یہ پکار اٹھیں کہ اس میں اب اتنی بھی روشنی نظر نہیں آتی کہ یہ اپنے متبعین کو ہی راستہ دکھا سکے۔

ایک عظیم الشان معجزہ

دراصل یہ حکیم مطلق نے اس لئے مقدر کیا تھا کہ تا اسلام کی صداقت اور فضیلت کو تمام بنی نوع انسان کے دل کی گہرائیوں تک پہنچا دے۔ بھلا وہی بیمار جس میں چند سانس باقی رہ گئے ہوں اور موت کے کنارہ تک پہنچ چکا ہو اگر آناً فاناً بھلا چنگا ہو کر دوسرے بیماروں کو شفا دینا شروع کر دے تو کیا یہ انسانی عقلوں کو حیران کرنے والا معجزہ نہ ہوگا؟ یقیناً ہوگا۔ پس اسلام پر عظیم الشان ترقی کے بعد جو تنزل کا دور آیا وہ اسلئے نہ تھا کہ اسلام کے حدود کامل خدا میں اب وہ کامل مذہب کی ترقی کو برقرار رکھنے کی قوت نہ رہی تھی بلکہ اس قادر مطلق نے یہ اس لئے کیا تاکہ وہ جو اس خود زندہ رہنے والے اور دوسروں کو زندہ رکھنے والے دینِ حق کو مردہ سمجھ چکے ہیں وہ اس کی معجزانہ زندگی کو دیکھ کر حیران ہوں اور اس کی روحانی طاقتوں کو پرکھنے کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اور پھر اس کی خوبیوں اور کمالات کو نمایاں طور پر دیکھتے ہوئے صحیح راستہ اختیار کریں اور اس کی اتباع کر کے زندگی کے مقصد کو پورا کر سکیں۔

اس عظیم الشان کام کے لئے خدا تعالےٰ نے اپنے کامل متبع افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خوشخبری دی کہ آپ کی امت میں سے ہی ایک شخص کو کھڑا کروں گا اور اسکے ذریعہ ایسے وقت میں یہ نظارہ دکھاؤں گا۔ جبکہ ایک فریق کا یہ خیال اپنے عروج پر پہنچ چکا ہوگا کہ اسلام اب چند دنوں کا مہمان ہے اور دوسرے فریق کا یہ عقیدہ کمال کو پہنچ جائیگا کہ خدا اور اس کے نبیوں کے وجود کا اقرار کرنا پرانے زمانہ کی بات ہے۔ اب تو روشنی اور علم کا زمانہ ہے۔ اب عقلِ انسانی اور جدید علوم ہی ہماری ترقی اور راہنمائی کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ تب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ موعود غلام ظاہر ہو کر ثابت کر دے گا کہ جس اسلام کو اپنوں اور بیگانوں نے مردہ سمجھ لیا تھا وہی تمام روحانی و جسمانی بیماریوں کا حقیقی علاج ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا اعلان

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اور آپ نے اعلان فرمایا:۔

"اے مسلمانو! اگر تم سچے دل سے حضرت خداوند تعالےٰ اور اس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نصرت الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آگیا اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبہ نے اس کی بنا ڈالی بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہو گئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے بڑی ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا قریب تھا کہ تم کسی مہلک گڑھے میں جا پڑتے مگر اس کے باشفقت ہاتھ نے جلدی سے تمہیں اٹھا لیا۔ سو شکر کرو اور خوشی سے اچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آگیا۔ خدا تعالےٰ اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خونوں سے آبپاشی ہوئی تھی کبھی ضائع نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔۔ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ احیاءِ جسمانی کچھ چیز نہیں۔ احیاءِ روحانی کے لئے یہ عاجز آیا ہے اور اس کا ظہور ہوگا۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۳-۵)

آپ نے یہ کارنامہ دو طریق سے سرانجام دیا۔ اوّل عقائد اسلامیہ کی حقانیت کو دلائل کے ساتھ ثابت کر کے ان لوگوں پر اتمام حجت کر دی جو دلائل سے اپنے اپنے مذہب کی برتری ثابت کرنا چاہتے تھے یا علوم جدیدہ کا سہارا لے کر مذہب کی ضرورت کے منکر تھے۔ دوم اپنا عملی نمونہ پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام میں وہ روحانی طاقت موجود ہے۔ جو کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔ اور منکرین مذہب کو مشاہدہ کرا دیا کہ خدا تعالےٰ کا قائم کردہ کامل دین اپنے اندر اسی عظیم الشان روحانی طاقتیں

> حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی عقائد کی حقانیت کو دلائل کے ساتھ ثابت کر کے ان لوگوں پر اتمام حجت کر دی جو دلائل سے اپنے اپنے مذہب کی برتری ثابت کرنا چاہتے تھے یا علوم جدیدہ کا سہارا لے کر مذہب کی ضرورت کے ہی منکر تھے۔
>
> پھر آپ نے اپنا عملی نمونہ پیش کر کے یہ ثابت کر دکھایا کہ اسلام میں وہ روحانی طاقت آج بھی موجود ہے جو کسی اور مذہب میں موجود نہیں۔ آپ نے مشاہدہ کرا دیا کہ اسلام اپنے اندر عظیم الشان روحانی طاقتیں رکھتا ہے

رکھتا ہے۔ جن کا انکار عقلی لحاظ سے ممکن ہی نہیں ہے۔

اخبار وکیل کا اعتراف

حضور علیہ السلام نے دلائل کی رو سے جس طرح اسلام کو غالب کر دکھایا اس کا اندازہ ان کتابوں اور تقریروں و تحریروں وغیرہ سے ہو سکتا ہے جن میں آپ نے عقلی و نقلی دلائل سے اسلام کی افضلیت کو نہایت اعلیٰ پیرایہ میں ثابت کیا ہے۔ لیکن صرف ایک اقتباس اس مضمون سے پیش کرتا ہوں جو آپ کی وفات پر ایک غیر از جماعت اخبار "وکیل" امرتسر نے لکھا۔ ہندوستان کے ایک مانے ہوئے عالم مولانا عبد اللہ العمادی ایڈیٹر مذکور لکھتے ہیں:۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا تھا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔۔۔۔۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔۔۔۔۔ مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود مسلمانوں کو۔ ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ اُن کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔۔۔۔۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اس لٹریچر کی قدر و عظمت جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے۔ ہمیں دل سے تسلیم کرنا پڑتی ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت جو اسلام کی حالت تھی اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے مولانا موصوف لکھتے ہیں:

"جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا۔ اور مسلمان جو محافظ حقیقی کی طرف سے تمام اسباب و وسائط میں اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے۔ حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو مٹا دینا چاہتی تھی ــــ کہ وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائی مذہب کے پرخچے اڑا دئے۔ اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے وہ فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا اسکے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔"

اسلامی پیشگوئیوں کے مطابق موعود برحق کو ایک ایسی روحانی جماعت بھی قائم کرنا تھی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثیل ہو اور اسلام کی روشنی کو اکناف عالم تک پہنچانے کی سعادت حاصل کرے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے ایسی جماعت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائی جو ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں۔ جس کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا۔

ایک مخالفِ احمدیت کا اعتراف

اس مختصر مضمون میں جماعت احمدیہ کے کارناموں کا بھی میں تفصیلی ذکر نہیں کر سکتا صرف دو غیر از جماعت مسلمانوں کے حوالہ جات پیش کر دیتا ہوں۔ چوہدری افضل حق صاحب احرار لیڈر لکھتے ہیں:۔

"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا۔ جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی ...... مسلمانوں کے دوسرے فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا اور ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہوا تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

(فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں)

جماعت احمدیہ کی واضح اور روشن کامیابیاں

پھر مولانا نیاز فتحپوری اپنے رسالہ "نگار" میں لکھتے ہیں:۔

"دوسرا معیار جس سے ہم کسی کی صداقت کو جانچ سکتے ہیں نتیجۂ عمل ہے سو اس باب میں احمدی جماعت کی کامیابیاں اس درجہ واضح اور روشن ہیں کہ اس سے ان کے مخالفین بھی انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس وقت دنیا کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جہاں ان کی تبلیغی جماعتیں اپنے کام میں مصروف نہ ہوں ...... کیا یہ جذبۂ خلوص و صداقت کسی جماعت میں پیدا ہو سکتا ہے اگر اسے اپنے ہادی و مرشد کی صداقت پر یقین نہ ہو اور کیا وہ ہادی و مرشد اتنی مخلص جماعت پیدا کر سکتا تھا۔ اگر وہ خود اپنی جگہ صادق و مخلص نہ ہوتا۔"

(ماہنامہ "نگار" لکھنؤ اگست ۱۹۵۹ء)

پس دلائل کے ساتھ اسلام کی عظمت اور برتری ثابت کرنے کا جو کام تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی قائم کردہ جماعت نے جس شاندار طریق سے سرانجام دیا ہے اس سے انکار کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

عملی نمونہ

دوسرا طریق عملی نمونہ سے اسلام کو زندہ کرنا تھا۔ سو آپ نے اس کے مطابق ایک طرف اپنے آپ کو اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کا پابند قرار دیا اور دوسری طرف اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی کہ وہ جب تک اس تعلیم پر عمل نہ کرے گی اپنی زندگی کے مقصد کو پورا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو ایک مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے"

آگے چلکر فرماتے ہیں:۔

"تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے"

(کشتی نوح صفحہ ۲۶)

پھر فرماتے ہیں:۔

"جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ آخرین منہم میں داخل ہوتے ہیں اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اتار دیں اور اپنی ساری توجہ خدا کی طرف کریں۔"

(الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۳ء)

پھر اپنی جماعت کو صحابہ کے رنگ میں پورا طرح رنگین کرنے کی خواہش کے مطابق فرماتے ہیں:

"صحابہ کرام کی حالت کو دیکھو انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کے لئے کیا کچھ نہ کیا۔ جو کچھ انہوں نے کیا اسی طرح یہ ساری جماعت کو لازم ہے کہ وہی رنگ اپنے اندر پیدا کریں بدوں اس کے وہ اصل مطلب جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں پا نہیں سکتے"

(الحکم ۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء)

اپنی جماعت کو تقویٰ کے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے کی نصائح کے نتیجے میں جب حضور علیہ السلام یہ دیکھتے ہیں کہ ہزارہا افراد نے اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کر لی ہے تو اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزارہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے خود ایک نشان ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۲۳۰)

پس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے والی جماعت احمدیہ کی تعداد جب ایسی حد تک پہنچ جائے گی کہ دنیا کی مختلف قوموں اور مذاہب کو نظر آنے لگے تو وہ یہ معلوم کر کے حیران ہوں گے کہ جس اسلام کو اپنی نادانی کے باعث حقیر سمجھ کر نظر انداز کر رہے تھے اس کی تعلیم پر عمل کر کے ہی یہ جماعت دینی و دنیاوی ترقی کر رہی ہے۔ تب وہ ویرانوں اور بیابانوں میں بھٹکنے کی بجائے اسلام کے سایہ دار درخت کے تلے آرام حاصل کرنے کے لئے اکٹھے ہو جائیں گے اس وقت اس کامل مذہب کے بانی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ساری دنیا میں عزت سے لیا جائے گا۔ اور دنیا کی ساری قومیں بھائی بھائی بن کر ایک ہی زندہ مذہب ایک ہی زندہ نبی اور ایک ہی زندہ خدا کو ماننے والی بن جائیں گی۔

ایسے حالات پیدا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کی جو ذمہ داری ہے وہ ہم احمدی کہلانے والوں سے مخفی نہیں۔ ہمیں ہر پہلو سے اسلامی تعلیم کا نمونہ بن کر وہ دن جلد سے جلد لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خدا ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

ہمدرد نسواں (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس انیس ۱۹/ روپے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا ایک عظیم الشان کارنامہ

آپ نے عظمتِ قرآن کو قائم فرمایا

جانم کباب شد ز غمِ ایں کتاب پاک ۔ چنداں بسوختم کہ خود امید جاں نماند (المسیح الموعود)

★ از مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلادِ عربیہ ★

(۱)

والہانہ عشق

موسس احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی حفاظت اور اس کی اشاعت کے لئے جو علمی اور افادی لٹریچر تیار کیا ہے اس کی عظمت ۔ رہبیت مسلمان اکابرین نے بھی تسلیم کرتے ہوئے آپ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے ۔ اس لٹریچر کی خصوصیات میں سے ایک نمایاں اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے پُر در خیالات و افکار جو ہیں ان میں جگہ جگہ قرآنی معارف ۔ علوم اور نکات نظر آتے ہیں ۔ آپ نے قرآن مجید کے متعلق جس موضوع پر بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے اس سے ان پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ عشق عشق کر اٹھتا ہے قرآنی حسن و جمال فصاحت و بلاغت شوکت بیان اور دیگر فضائل کو نہایت اچھوتے اور دلآویز پیرایہ میں آپ نے پیش فرمایا ہے ۔ آپ کو جو قرآن کریم سے عشق تھا اس کا اظہار یوں فرماتے ہیں ؂

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(۲)

معجزہ قرآن

جس نازک اور آڑے وقت میں بانی احمدیت نے قرآنی فضائل و کمالات کو پیش فرمایا اس وقت مذاہب عالم کی طرف سے قرآن کریم کی تعلیمات و صداقت پر اعتراضات اور انتقادات کی بوچھاڑ ہو رہی تھی ۔ آریہ سماج تو اپنی فطرتی خصوصیات کی وجہ سے مجبور تھی اور دوسری طرف عیسائی پادریوں نے قرآن کریم کے ظاہری اور باطنی کمالات کو مسخ کرنے کے لئے لاکھوں صفحات کا لٹریچر شائع کر کے قرآن کریم کے معجزہ کو مشکوک بنانے کی انتہائی کوشش کی ۔ آپ معجزہ کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"معجزہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ معجزہ ایسے امر خارق عادت کو کہتے ہیں کہ فریق ثانی اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز آجاوے خواہ وہ امر بنظاہر نظر انسانی اور طاقتوں کے اندر ہی معلوم ہوتا ہو جیسا قرآن شریف کا معجزہ جو ملک عرب کے تمام باشندوں کے سامنے پیش کیا گیا تھا ۔ پس اگرچہ وہ بنظر سرسری انسانی طاقتوں کے اندر معلوم ہوتا تھا ۔ لیکن اس کی نظیر پیش کرنے سے تمام باشندے عاجز آگئے پس معجزہ کی حقیقت سمجھنے کے لئے قرآن شریف کا کلام نہایت روشن مثال ہے ۔" (نصرۃ الحق)

مندرجہ بالا الفاظ میں معجزہ کی جو تعریف اور مقصد آپ نے بیان فرمایا ہے اس کی قدرے معنوی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں :-

"قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں اپنی صداقتوں اپنی بلاغتوں اپنے لطائف و نکات اپنے انوار روحانی کا آپ دعوےٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ثابت فرما دیا ہے ۔ یہ بات ہرگز نہیں کہ صرف مسلمانوں نے فقط اپنے خیال میں اس کی خوبیوں کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیوں اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے ۔ اور بلند آواز سے ھل من معارض کا نقارہ بجا رہا ہے اور دقائق حقائق اس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اس کے دقائق تو بحر ذخار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں ۔ کوئی صداقت نہیں جو اس سے باہر ہو ۔ کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیط بیان سے رہ گئی ہو ۔ کوئی نور نہیں جو اس کی متابعت سے نہ ملتا ہو ۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

(۳)

جہاد بالقرآن

اسلام میں جہاد کی فضیلت مسلّم ہے اور یہ جہاد ہی دراصل اسلام کی صحیح سپرٹ قائم رکھتا ہے مگر بدقسمتی سے جہاد کے مفہوم کو ایسے رنگ میں پیش کیا گیا جو اسلام پر اعتراض کا باعث ہو گیا ۔ اور اس اعتراض نے پادریوں کو اسلام کے خلاف فضا پیدا کرنے کا زریں موقع دیا ۔ اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات اور تالیفات میں جہاد کی جو تشریح فرمائی ہے اس سے قرآن پاک اور اسلام کی حقیقی شان ظاہر ہوتی ہے ۔ مسئلہ جہاد میں جو غلط فہمی پائی جاتی تھی آپ نے اس کا دلائل سے ازالہ فرماتے ہوئے ثابت کیا کہ اصل جہاد تو جہاد بالقرآن ہے ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرماتے ہیں

"جاھدھم بہ جھادًا کبیرًا"

یعنی مخالفین اسلام کے ساتھ قرآن کریم کے ذریعہ جہاد کرو یعنی قرآنی تعلیمات کی اشاعت کثرت سے کی جائے اور اسلام کے خلاف جملہ اعتراضات کا جواب قرآنی آیات سے دیا جائے تاکہ اسلام کی حقانیت اور صداقت آشکار ہو ۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

"ابتدائے اسلام میں دفاعی اصول اور اسلامی جنگوں کی اسلئے بھی ضرورت پڑتی تھی کہ دعوت اسلام کرنیوالے کا جواب ان دنوں دلائل و براہین سے نہیں بلکہ تلوار سے دیا جاتا تھا اس لئے لاچار جوابًا جواب میں تلوار سے کام لینا پڑا ۔ لیکن اب تلوار سے جواب نہیں دیا جاتا بلکہ قلم اور دلائل سے اسلام پر نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ سیف (تلوار) کا کام قلم سے لیا جائے اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جائے اس لئے اب کسی کو شایاں نہیں کہ قلم کا جواب تلوار سے دینے کی کوشش کرے ۔"

(۴)

تزکیہ نفوس

بدقسمتی سے مسلمانوں کے اندر عجیب و غریب رسوم پیدا ہو چکی ہیں ۔ قرآن کریم کے مقابلہ پر کئی مشائخ اور اصفیاء نے مختلف وظیفوں اور چلوں کو رواج دے رکھا ہے اور پھر ان مجاہدات کے ساتھ جو کڑی شرائط ہیں وہ اپنی ذات میں نہ صرف ناقابل برداشت ہیں بلکہ ان میں اکراہ اور جبر کا ایک رنگ پایا جاتا ہے ۔ اس کے مقابلہ میں بانی احمدیت نے اپنی متعدد تحریرات میں فرمایا ہے کہ ورد وظائف نہیں بلکہ قرآن کریم قلوب کو منور کرتا ہے اور تزکیہ نفوس کرتا ہے اور اس سے بہتر مجاہدہ اور ریاضت نہیں ہے ۔ یہ قرآن کریم مردہ دلوں کے لئے زندگی کا باعث ہے ۔ آپ فرماتے ہیں :- ؂

کتاب کریم احکمت آیاتہ
وحیاتہ یحیی القلوب دیزھم

یعنی قرآن کریم عظیم الشان عظمت اور شان کی حامل کتاب ہے اور اس کی جملہ آیات مطالب عظیمہ سے بھرپور ہیں اور محکم ہیں اور اس کی زندگی یعنی تعلیمات اور اخلاقی تقیودیاں دلوں کو زندہ کرتی ہیں اور تاریکیوں کو دور کرتی ہیں ۔ آپ نے قرآن کریم کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ اگر قرآن مجید کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ اگر قرآن مجید نہ ہوتا تو دنیا میں توحید کا نام و نشان نہ ہوتا اور دنیا اس خوبی سے بالکل محروم ہوتی ۔ آپ فرماتے ہیں :

اگر نماندے در جہاں ایں کلام
نماندے بدنیا ز توحید نام

(۵)

الناسخ والمنسوخ

قرآنی آیات سے عیسائیوں نے استہزاء اور تمسخر شروع کر رکھا تھا اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ بعض مسلمان مفسرین نے قرآنی آیات کو منسوخ کرتے ہوئے غلط راستہ پر عوام کو چلانے کی کوشش کی ۔ بعض مفسرین نے گیارہ صد آیات کو منسوخ قرار دیا اور بعض نے سات سو علامہ سیوطی جیسے بلند پایہ مفسر نے بیس آیات کو منسوخ کر دیا ۔ چنانچہ آپ نے اپنی مشہور کتاب "اتقان" میں ان کو تحریر کیا ہے ۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے

پانچ آیات کو منسوخ قرار دیا مگر بانیٔ احمدیت نے تحریر فرمایا کہ یہ عقیدہ انتہائی خطرناک اور ضرر رساں ہے اور قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔

حال ہی میں ایک کتاب قاہرہ سے "لا نسخ فی القرآن" شائع ہوئی ہے جس میں مصنف نے کافی ریسرچ سے ان آیات منسوخہ کے متعلق نقلی و عقلی دلائل کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ یہ مسئلہ سراسر غلط ہے اور اس طرح بانیٔ احمدیت کے علم کلام کو شاندار فتح ہوئی ہے۔ اس نظریہ کے پیش کرنے کا مقصد دراصل قرآن کریم کے مقام عظیم کو پیش کرنا ہے۔ اگر بعض قرآنی آیات کو منسوخ سمجھ لیا جائے تو یہ اسلام پر خطرناک حملہ ہے اور پادریوں نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسلام کے خلاف خطرناک حملے کئے ہیں۔

(۶)

قرآن کریم کا نزول ام الالسنہ میں

بانیٔ احمدیت کو عظمت قرآن کے قائم کرنے میں تاریخی لحاظ سے یہ امتیازی مقام حاصل ہے کہ آپ نے ثابت فرمایا ہے کہ جس زبان میں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے وہ ام الالسنہ ہے۔ آپ نے ۱۸۹۵ء میں یہ پر شوکت اعلان فرمایا اور اس امر کے اثبات میں آپ نے ایک کتاب "منن الرحمٰن" نام سے تحریر فرمائی۔ جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور واضح ہو کہ اس کتاب میں تحقیق السنہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو اس زبان میں نازل ہوئی جو ام الالسنہ اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے۔"

ام الالسنہ کے نظریہ کو پیش کرنے کا بنیادی مقصد آپ کا یہ تھا کہ قرآن کریم کے بلند مقام کو ظاہر کیا جائے۔ دائل عرب اکیڈیمی (المجمع العلمی العربی) کے ایک ممتاز اور مشہور ممبر الاستاذ ابن البکری نے ایک کتاب "الکمال اللغۃ" تحریر کی ہے۔ جس میں آپ نے اپنی طرف سے یہ علمی انکشاف کیا ہے کہ عربی زبان ام الالسنہ ہے اور میں پہلا شخص ہوں جس نے اس تحقیق کو پیش کیا ہے یہ نظریہ ۱۹۳۵ء میں اس نے پیش کیا جبکہ بانیٔ احمدیت نے ۱۸۹۵ء میں یہ پیش فرمایا تھا۔

(۷)

صداقت قرآن

آپ کی سب سے پہلی تصنیف اور معرکۃ الآراء کتاب براہین احمدیہ ہے جس وقت آپ نے یہ تصنیف شائع کی ہے اس وقت قرآن کریم کی صداقت کو مخالفین نے اوجھل کر رکھا تھا۔ معاندین اسلام قرآنی حقائق کو غلط رنگ میں پیش کر کے قرآن کے خلاف محاذ بنا رہے تھے۔ آپ نے اپنی اس کتاب میں قرآن کریم کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کو قوی دلائل سے ثابت فرمایا۔ اس کتاب کے دلائل کا مطالعہ کر کے مسلمان اکابرین نے آپ کی اس تصنیف کو ایک عظیم الشان کتاب قرار دیا۔

الغرض بانیٔ احمدیت کی زندگی کا نمایاں کارنامہ عظمت قرآن کو قائم کرنا ہے جو آپ نے کماحقہ سرانجام دیا۔ آپ کیا ہی خوب فرماتے ہیں:۔

اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

امانت تحریک جدید کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امانت فنڈ تحریک جدید کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

"احباب سلسلہ اور اپنے مفاد کے مدنظر اپنا روپیہ امانت تحریک جدید کے فنڈ میں رکھوائیں۔ میں تو جب تحریک جدید کے مطالبات پر غور کرتا ہوں ان سب میں امانت فنڈ تحریک جدید کی تحریک پر خود حیران ہو جایا کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے۔ کیونکہ بغیر کسی بوجھ اور غیر معمولی چندہ کے اس فنڈ سے ایسے ایسے کام ہوئے ہیں کہ جاننے والے جانتے ہیں اور وہ ان کی عقل کو حیرت میں ڈالنے والے ہیں۔"

احباب جماعت حضور کے اس ارشاد کے مطابق امانت تحریک جدید میں رقم جمع کروا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

افسر امانت تحریک جدید

تحریک دعا

از مکرم میاں [illegible] صاحب [illegible] ربوہ

میرے آقا میرے محمود فخرِ ماہِ کنعانی
امیر المومنین فضلِ عمر محبوبِ سبحانی
عَلَم بردارِ فوجِ دینِ ابن المہدیٔ دوراں
سراپا مظہرِ حق العلاء و صاحبِ یزداں
وہ جس نے کر دیا غالب جہاں پر احمدیت کو
وہ جس کے دم نے رونق بخش دی گلزارِ ملت کو
وہ محبوبِ خدا ہے آج کل بیمار کچھ دن سے
بہت ہی فکر میں ہیں دین کے غم خوار کچھ دن سے
گذارش ہے محبانِ امیر المومنین سے اب
کریں مل کر دعائیں اپنے مولیٰ سے وہ روز و شب
کہ اے ربِ زمین و آسماں اے شافیٔ ہر جاں
حکیمِ دو جہاں حاجت روائے حاجتِ انساں
عنایت کر شفائے کاملہ فضلِ عمر کو تُو
بچا آفات سے ہر وقت اس رشکِ قمر کو تو
عطا اُن کو شفا کر تا ہمیں صبر و قرار آئے
ہمارے گلشنِ دل میں نئی فصلِ بہار آئے
عطا کر اُن کو صحت خدمتِ اسلام کی خاطر
بڑھا دے عمر دینِ مصطفیٰ کے کام کی خاطر
خدایا دیں کے غم خواروں کے سب غم دور ہو جائیں
ترے فضل و کرم سے یہ سبھی مسرور ہو جائیں
غرض پیر و جواں سے ہے یہی اک التجا اخترؔ
دعاؤں میں رہیں مصروف درودِ دل سے سب مل کر

مذہب اور سائنس

دور حاضرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیش فرمودہ ایک عظیم الشان قرآنی نظریہ

(از مکرم عبد الرشید صاحب غنی ایم ایس سی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

اس زمانہ کے مامور و مرسل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلام کی یہ ایک منفرد اور نمایاں خصوصیت ہے کہ اس میں اسلام پر حملہ کا خواہ وہ دیگر مذاہب کی طرف سے ہو یا سائنس اور فلسفہ کی طرف سے اس رنگ میں کامل طور پر دلیری اور جرأت سے جواب دیا گیا ہے کہ نہ صرف معترضین کی پوری پوری تسلی ہو جاتی ہے بلکہ قرآنی تعلیم کا باقی تمام مذاہب کی تعلیم سے اکمل اور افضل ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ قرآن پاک خدا تعالیٰ کا ایک زندہ کلام ہے اس کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں اور کائنات خدا تعالیٰ کا فعل ہے اور خدا تعالیٰ کے فعل اور قول میں کوئی تضاد نہیں اور نظام کائنات نہ صرف اس کے کلام کی پوری پوری تائید کرتا ہے بلکہ وہ (نظام کائنات) نہایت روشن طریق سے اپنے پیدا کرنے والی ہستی کی طرف بنی نوع انسان کو توجہ دلا رہا ہے چنانچہ آپ قرآن پاک کی اس آیت سے

اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ (نمل ۴۵)

سے استدلال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"دنیا ایک ایسے شیش محل کی طرح ہے جس کی زمین کا فرش نہایت مصفّٰی شیشوں سے کیا گیا ہے اور پھر ان شیشوں کے نیچے پانی چھوڑا گیا ہو جو نہایت تیزی سے چل رہا ہے اب ہر ایک نظر جو شیشوں پر پڑتی ہے وہ اپنی غلطی سے ان شیشوں کو بھی پانی سمجھ لیتی ہے اور پھر انسان ان شیشوں پر چلنے سے ایسا ڈرتا ہے جیسا کہ پانی سے ڈرنا چاہیئے حالانکہ درحقیقت وہ شیشے ہیں مگر صاف اور شفاف سو یہ بڑے بڑے اجرام جو نظر آتے ہیں جیسے آفتاب و ماہتاب وغیرہ یہ وہی صاف شیشے ہیں جن کی غلطی سے پرستش کی گئی اور ان کے نیچے ایک اعلیٰ طاقت کام کر رہی ہے جو ان شیشوں کے پردہ میں پانی کی طرح بڑی تیزی سے چل رہی ہے اور مخلوق پرستوں کی نظر کی یہ غلطی ہے کہ انہیں شیشوں کی طرف اس کام کو منسوب کر رہے ہیں جو ان کے نیچے کی طاقت دکھلا رہی ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

دور حاضر کے سائنسدانوں نے جنہوں نے نظام کائنات کے رازوں کو سمجھنے کی کوشش کی ہے انہوں نے تخلیق کائنات کے بارے میں تین نظریے قائم کئے ہیں:-

۱۔ بعض کا نظریہ ہے کہ اس دنیا کا معرض وجود میں آ جانا محض ایک اتفاقی حادثہ ہے اس کا خالق اور قادر کوئی نہیں ہے۔

۲۔ بعض کا نظریہ ہے کہ اس کو پیدا کرنے والی کوئی برتر ہستی تو ضرور ہے لیکن وہ ہستی اس کو پیدا کرنے کے بعد اس سے بالکل لاتعلق ہو کر بیٹھ گئی ہے۔ بائبل کی تعلیم کے مطابق اس ہستی نے (خدا تعالیٰ نے) زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کیا اور پھر تھک گیا اور ساتویں دن آرام کیا۔

۳۔ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ یہ کائنات کسی حکیم و علیم اور قدیر ہستی نے کسی خاص حکمت خاص اندازے اور کسی خاص مقصد کے لئے پیدا کی ہے۔

پہلا نظریہ کمیونسٹ سائنسدانوں نے قائم کیا ہے مگر سائنس بذات خود اس نظریہ کی تردید کرتی ہے مثال کے طور پر نظام شمسی کو لیجئے اس نظام میں سورج کو ایک ماں کی حیثیت حاصل ہے باقی دوسرے اجرام فلکی اسی سے پیدا ہوئے ہیں سورج بہت ہی سخت گرم گیسوں اور توانائی کا مجموعہ ہے اس کا کچھ حصہ گیس کی صورت میں اس طرح علیحدہ ہوا جس طرح دائرہ میں گھومنے والی چیز علیحدہ ہو اور پھر اس نے سورج کے گرد ایک خاص محور پر چکر کاٹنے شروع کئے اور گرم گیس نے ٹھنڈا اور منجمد ہونے کے بعد زمین کی شکل اختیار کر لی اب یہ کرۂ زمین جو خلا میں ایک گولہ کی مانند معلق ہے اپنے قطبی محور کے گرد گردش کر رہا ہے جس کے نتیجے میں دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن آتا ہے اور اس کا اپنے مدار کی جانب ۲۳° درجے جھکاؤ موسموں کے تغیر کا باعث بنتا ہے اور یہ زمین بعض سائنسدانوں کے اندازے کے مطابق پانچ ارب سال سے اور بعض کے مطابق دو ارب سال سے اپنے اس حرکت کے قانون کی پابندی کرتے جا رہی ہے اب اگر یہ نظام شمسی ایک اتفاقی حادثہ سے پیدا ہوا ہے تو پھر اس چیز کو کس چیز نے اتنے عرصہ سے اپنی رفتار حرکت ایک خاص محور کے گرد قائم رکھنے پر مجبور کیا ہوا ہے کیونکہ بالفرض اگر سورج اور زمین کا درمیانی فاصلہ نصف ہو جائے تو سورج سے حاصل ہونے والی حرارت کی مقدار چار گنا ہو جائے گی اور زمین کی رفتار گردش دگنی ہو جائے گی جس کے نتیجہ میں موسموں کا تغیر تقریباً جاتا رہتا۔ پھر موسم سرما کی مدت نصف رہ جاتی اور کبھی کی رو سے زمین پر الجھنیں پیدا ہو جاتیں جن کی وجہ سے زندگی کا قائم رہنا ناممکن ہو جاتا۔ زمین کی جسامت اور اس کا سورج سے فاصلہ نیز اس کی گردش رفتار کو قائم رکھے ہوئے ہے یہ تمام چیزیں اس نظریہ کی نفی کرتی ہیں جو کمیونسٹ سائنسدانوں نے پیش کیا ہے اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ یہ تمام دنیا ایک اتفاقی حادثہ کی رہین منت ہے تب بھی یہ نظریہ صحیح ثابت نہیں ہوتا THEORY OF PROBABILITY یا علم کا بہت ہی ترقی یافتہ اور ٹھوس نظریہ ہے جو کہ "اتفاق و بخت" سے بحث کرتا ہے یعنی ایسے امور کے بارے میں جن کی یقینی معلومات نہیں ہوتیں ان کے واقع ہونے کے بارے میں صحیح اندازے لگا کر آسانی فیصلہ کرتا ہے کہ اتفاقاً اس حادثہ کا وقوع پذیر ہونا کس حد تک ممکن ہے اب جب ہم اس کو اس کسوٹی پر پرکھتے ہیں تو علم ریاضی اس نظریہ کو بری طرح رد کرتا ہے

سوئٹزرلینڈ کے ایک حساب دان چارلس ایوجین گائی نے اس کا حساب لگایا ہے اور اس نے بتایا کہ:-

"ایسے اتفاقی حادثہ کا امکان (10^{160}) کے مقابلہ میں صرف ایک دفعہ ہو سکتا ہے گویا یہ ایک ایسی بات ہے جس کو اعداد کی زبان میں بھی بیان کرنا مشکل ہے۔"

قرآن پاک نے زمین و آسمان کی پیدائش کو ان آیات میں دنیا کے سامنے پیش کیا:-

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا (انبیاء ۳۱)

کیا کفار نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں بند تھے پس ہم نے ان کو کھول دیا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ (حٰم السجدۃ ۱۲)

پھر خدا تعالیٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ محض ایک کہر کی تھا اور اس نے اس سے اور زمین سے کہا دونوں اپنی مرضی سے یا مجبور ہو کر میری فرمانبرداری کے لئے آ جاؤ۔ ان دونوں نے کہا ہم فرمانبردار ہو کر آ گئے (تفسیر صغیر)

پھر اللہ تعالیٰ سورہ رعد میں فرماتا ہے:-

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ (۳)

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو (اور) پھر وہ عرش پر قائم ہوا۔ اور سورج اور چاند کو اس نے بغیر کسی مزدوری کے کسی آسمانی قانون کے ماتحت تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے چنانچہ ہر ایک سیارہ ایک معین میعاد تک اپنی گردش کے مطابق چل رہا ہے یعنی اللہ ہر امر کا انتظام کرتا ہے اور اپنی آیات کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم لوگ اپنے رب سے ملنے کا یقین رکھو۔

(تفسیر صغیر)

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورہ ابراہیم میں فرماتا ہے:-

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ (ابراہیم ۳۴)

اور سورج اور چاند کو بھی، وہ دونوں بلا وقفہ اپنا کام کرتے ہیں اور اس نے رات اور دن کو بھی بلا اجرت تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (سورہ نحل ۱۳)

اور اس نے رات اور دن کو سورج اور چاند کو تمہارے لئے خدمت پر لگا رکھا ہے اور دوسرے تمام سیارے اور ستارے

بھی اس کے حکم سے تمہاری خدمت پر متعین ہیں جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں، اس میں یقیناً کئی نشان پائے جاتے ہیں۔

دوسرا نظریہ ان سائنسدانوں کا ہے جنہوں نے کائنات کے ربط، تنظیم اور ترتیب سے متاثر ہو کر یہ تو مان لیا کہ اس نظام کا کوئی نہ کوئی ناظم تو ضرور ہے لیکن وہ نظام کائنات سے اس قدر متاثر ہو گئے کہ انھوں نے سمجھا کہ وہ ہستی اتنا بڑا نظام ۶ دن میں پیدا کرنے کے بعد تھک گئی اور ساتویں دن اس نے آرام کیا۔

یہ نظریہ اصل میں ان کی اپنی غلط مذہبی تعلیم ہی کا نتیجہ ہے انھوں نے اس ہستی کا اقرار تو کر لیا پر اس کو حکیم و قادر ماننے سے انکار کر دیا قرآن پاک کی تعلیمی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی بہت بڑی خوبی ہے کہ یہی واحد کتاب ہے کہ جس نے نظام کائنات کو احسن طریق پر ہستی باری تعالیٰ کے لئے دنیا کے سامنے بطور دلیل پیش کر کے بنی نوع انسان کو اس قادر مطلق حکیم و علیم، اور سمیع و بصیر کے آستانہ پر جھکنے کے لئے کہا اور پرستش کے قابل اسی ذات کو بتایا اور اس ذات کو ہر قسم کی تھکاوٹ اور عیب سے بے نیاز اور پاک قرار دیا چنانچہ قرآن یہ اعلان کرتا ہے

ولقد خلقنا السموات والارض و ما بینھما فی ستۃ ایام و ما مسنا من لغوب (قٓ ۳۹)

یعنی ہم نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کو چھ اوقات میں پیدا کیا اور ہم بالکل نہیں تھکے۔

لہٰذا یہ نظریہ کہ خدا تعالیٰ تھک گیا یا پھر بے تعلق ہو گیا صریحاً غلط ہے سچ تو یہ ہے کہ جس ہستی نے اس کائنات میں انسان کی ہر قسم کی ضرورت پوری فرمائی اس نے اسی طرح اس کی اخروی زندگی کا بھی پورا پورا خیال فرمایا۔

تیسرا نظریہ یہ ہے کہ کائنات کو ایک حکیم و علیم، ودرت یہ ہستی نے کسی خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے درحقیقت یہی صحیح نظریہ ہے: یہ JOHN GLENN جو کہ امریکہ کا دوسرا آدمی ہے جس نے (FRIENDSHIP 7) میں خلاء میں پرواز کرتے ہوئے زمین کے گرد تین چکر کاٹے تھے اپنا سفر ختم کرنے کے بعد اس عنوان کے تحت

WHY I KNOW THERE'S A GOD

لکھتا ہے۔

"NOW WHAT IS THE POINT I AM MAKING? IT IS THE ORDERLINESS OF THE WHOLE UNIVERSE ABOUT US FROM THE SMALLEST ATOMIC STRUCTURE TO THE MOST ENORMOUS THING WE CAN IMAGINE; GALAXIES MILLIONS OF LIGHT YEARS ACROSS, ALL TRAVELLING IN PRESCRIBED ORBITS IN RELATION TO ONE ANOTHER.

COULD THIS HAVE JUST HAPPENED —? WAS IT AN ACCIDENT. THAT A BUNCH OF FLOTSAM AND JETSAM SUDDENLY STARTED MAKING THESE ORBITS OF ITS OWN ACCORD —? I CAN'T BELIVE THAT THIS WAS A DEFINITE PLAN THIS IS A BIG THING IN SPACE THAT SHOWS ME THERE IS A GOD. SOME POWER PUT ALL THIS INTO ORBIT AND KEEPS IT THERE.

(Reader's Digest July)

ترجمہ:- "جو بات میں واضح کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے اردگرد پھیلی ہوئی کائنات کے حقیر سے حقیر ذرے اور بڑے سے بڑے وجود ایک طے شدہ نظام کے تحت کروڑوں نوری سالوں سے اپنے اپنے محور کے گرد گردش کر رہے ہیں۔

کیا یہ سب کچھ اتفاق محض ہے کیا یہ منتشر کائناتیں محض حادثتہً ایک نظام میں یکجا ہو گئیں ہیں اور خود بخود یوں اپنے اپنے محوروں کے گرد گردش میں ہیں میں اس اتفاقی حادثہ کا تصور بھی نہیں کر سکتا یہ سب کچھ یقیناً اور یقیناً ایک نظام کے تحت ہوا ہے اور خلاء میں ایک بڑی حقیقت ہے جو مجھے خدا کے وجود کا پتہ دیتی ہے ایک عظیم ترین قوت جس نے کائنات کو تخلیق کیا، اور اب اسے اس طرح قائم رکھ رہی ہے۔"

JOHN GLENN جدید بات آسمان میں پرواز کرنے کے بعد اپنے تجربے کی بناء پر اجرام فلکی کے نظام سے متاثر ہو کر کہتا ہے کہ ان اجرام کے پیچھے کوئی نہ کوئی طاقت ہے جو کہ ان کو حرکت میں لاتی اور پھر ان کی حرکت کو اپنے اپنے ORBITS (محوروں) میں قائم رکھے ہوئے ہے۔

اسی حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفصیل کے ساتھ آج سے ۶۶ سال قبل اپنے لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی میں بیان فرمایا ہے حضور نے تحریر فرمایا:-

"سو یہ بڑے بڑے اجرام جو نظر آتے ہیں جیسے آفتاب و ماہتاب وغیرہ یہ وہی صاف شیشے ہیں جن کی غلطی سے پرستش کی گئی اور ان کے پیچھے ایک اعلیٰ طاقت کام کر رہی ہے۔"

قرآن پاک نے اس بات کا اعلان آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے جب کہ سائنس کی موجودہ ترقی کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اس شاندار انداز سے فرمایا:-

الذی خلق سبع سموٰت طباقا ما تری فی خلق الرحمٰن من تفٰوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور

(الملک ۴)

(بہت ہی برکت والا ہے وہ خدا جس کے قبضہ میں بادشاہت ہے اور جو ہر ایک ارادہ کو پورا کرنے پر قادر ہے) وہی ہے جس نے سات آسمان درجہ بدرجہ بنائے ہیں اور تو رحمٰن خدا کی پیدائش میں کوئی رخنہ نہیں دیکھتا اور تو اپنی آنکھ کو ادھر ادھر اچھی طرح پھیر کر دیکھ لے کیا تجھے خدا کی مخلوق میں کسی جگہ بھی کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟

(تفسیر صغیر)

یہی نہیں پھر خدا تعالیٰ آگے فرماتا ہے:-

ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا و ھو حسیر

(الملک ۵)

پھر بار بار نظر کو چکر دے وہ آخر تیری طرف ناکام ہو کر لوٹے گی اور تھکی ہوئی ہو گی اور اسے کوئی رخنہ نظر نہیں آئے گا۔

ان آیات کو قرآن نے ہستی باری تعالیٰ کے لئے بطور ایک قطعی دلیل پیش کیا کہ اتنا بڑا نظام دیکھ کر بھی کیا لوگ خدا تعالیٰ کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوتے!

پھر اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

والشمس تجری لمستقر لھا ذالک تقدیر العزیز العلیم والقمر قدرنٰہ منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا الیل سابق النھار۔ و کل فی فلک یسبحون۔

(سورہ یٰسین ۳۹-۴۱)

اور سورج ایک مقررہ جگہ کی طرف چلا جا رہا ہے یہ غالب اور علم والے خدا کا مقرر کردہ قانون ہے۔ اور چاند کو دیکھو کہ ہم نے اس کیلئے بھی منزلیں مقرر کر چھوڑی ہیں یہاں تک کہ وہ ان منزلوں پر چلتے چلتے ایک پرانی شاخ کے مشابہ ہو کر پھر لوٹ آتا ہے نہ تو سورج کو طاقت ہے کہ وہ اپنے سال کے دور میں کسی وقت چاند کے قریب جا پہنچے (کیونکہ اگر ایسا ہو تو سارا نظام شمسی تباہ ہو جائے) اور نہ رات کو طاقت ہے (یعنی چاند کو) کہ وہ مسابقت کرتے ہوئے دن کو (یعنی سورج کو) پکڑ لے بلکہ یہ سب کے سب نہایت سہولت کے ساتھ ایک مقررہ راستہ پر چلتے چلے جاتے ہیں (تفسیر صغیر)

(ان آیات میں قرآن پاک نے صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ چاند کو بھی طاقت نہیں ہے کہ وہ سورج کے قریب چلا جائے کیونکہ اس صورت میں بھی تباہی آ جاتی ہے)

اب ناظرین ملاحظہ فرمالیں کہ قرآن نے تخلیق نظام شمسی کو کس طرح تفصیل دنیا کے سامنے پیش کی کیا اب بھی اس کتاب کے بارے میں کسی شک کی گنجائش ہے آج کی موجودہ سائنس ببانگ دہل اسلام کی تائید کر رہی ہے آج کا سائنسدان بڑی کاوشوں کے بعد اس بات کے قائل ہوا کہ دنیا کو بتائے کہ نباتات کے بھی جوڑے ہیں لیکن قرآن اس بات کا اعلان آج سے صدیوں قبل یوں فرماتا ہے:—

۱۔ ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون

اور ہر ایک چیز کو نر اور مادہ بنائے ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

۲۔ سبحٰن الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون

پاک ہے وہ جس نے ہر قسم کے جوڑے پیدا کئے ہیں اس میں سے بھی جس کو زمین اگاتی ہے اور خود ان کی جانوں میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جن کو وہ نہیں جانتے؟

اس آیت میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ

نہ صرف نباتات کے جوڑے ہیں بلکہ ہر اس چیز کے جوڑے ہیں جو کہ ابھی تک سائنس دان معلوم نہیں کر سکے چنانچہ اب سائنس کی ترقی نے یہاں تک ثابت کر دیا ہے کہ ATOM کے باریک اجزاء میں بھی جوڑے موجود ہیں مثلاً PROTONS اور ANTIPROTONS

خلاصہ کلام یہ کہ سائنس ابھی باتوں کی تصدیق کر رہی ہے جن کے بارے میں قرآن آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے بیان کر چکا ہے اور جنہیں اس زمانہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے پیش فرمایا۔ سائنسدان اپنے تجربوں کی روشنی میں اس بات پر مجبور ہو رہے ہیں کہ وہ ہستی باری تعالیٰ کے وجود پر ایمان لائیں اور اس کو علیم اور قدیر مانیں چنانچہ دنیا کے ایک نامور ماہر طبیعیات لارڈ کیلون کا قول ہے۔

"اگر آپ جتنا زیادہ غور و فکر سے کام لیں گے اتنا ہی سائنس آپ کو خدا کے ماننے پر مجبور کرے گی"

سانچی کے

عمدہ اور اعلیٰ پان کے لئے!
سلامتی سٹال غلہ منڈی ربوہ یاد رکھیں

چار صد ایکڑ زمین کا ٹھیکہ

چار پانچ صد ایکڑ کا زرعی کاشت شدہ رقبہ مین لائن پر باندھی اسٹیشن (ضلع نواب شاہ) پر واقع ہے۔ نہری پانی بافراط ہے۔ اگلے سیزن میں اس کے قریب ہی شوگر مل بھی جاری ہونے والی ہے۔ ٹھیکہ پر دیا جانا مقصود ہو۔ خواہشمند احباب مجھ سے خط و کتابت فرماویں۔ ٹھیکہ کے لئے بہت مناسب اور نفع بخش موقعہ ہے۔ خاکسار عبدالرحمن
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ باندھی ضلع نوابشاہ

جواہرات کوڑیوں کے مول

سارے قرآن مجید کا ترجمہ اور لغات ہمارے شائع کردہ سیٹ کلید ترجمہ قرآن مجید کے ذریعہ پڑھائیں قیمت برائے نام
حکیم عبد اللطیف شاہد،
خورشید دواخانہ گولبازار ربوہ

ضروری اعلان

ربوہ کے مالکان سکنی اراضی و مکانات متوجہ ہوں

مالکان سکنی اراضی و مکانات کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ربوہ نے یکم جولائی ۱۹۶۲ء سے ہاؤس ٹیکس [illegible] کرکے حسب ذیل شرح سے ترقیاتی و تعمیراتی ٹیکس تمام رہائشی پلاٹس تعمیر شدہ و غیر تعمیر شدہ پر عائد کرنے تجویز کئے ہیں

(۱) خالی پلاٹس رہائشی

محلہ دار الرحمت و دار الصدر ۱۰/- فی کنال
محلہ دار البرکات ۸/- ،،
بقیہ محلہ جات ۶/- ،،

(ب) خالی پلاٹس و دوکانات

۱۔ غلہ منڈی و گول بازار ۱۲/- فی ۱۰ مرلہ پلاٹ پر زائد مرلہ پر ۲/- فی مرلہ
۲۔ بقیہ محلہ جات میں ۶/- ،، ،، ،،
زائد مرلہ ایک روپیہ فی مرلہ

ج۔ تعمیر شدہ پلاٹس رہائشی

۱۔ تعمیر شدہ رہائشی پلاٹس پر خالی پلاٹس کی شرح پر ۲۵٪ اضافہ

(د) تعمیر شدہ پلاٹس و دکانات

خالی پلاٹس و دکانات کی شرح پر ۳۰۰٪ اضافہ

مندرجہ بالا ٹیکس کے مطابق تشخیص مکمل ہو چکی ہے جو نو بجے صبح تا چار بجے شام دفتر ٹاؤن کمیٹی میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں اور اگر کسی کو تشخیص پر اعتراض ہو تو اس سے دفتر ٹاؤن کمیٹی کو ۳۱ دسمبر ۶۲ء تک مطلع کیا جا سکتا ہے وقت کی قلت کے پیش نظر احباب کی خدمت میں فرداً فرداً بل نہیں بھجوائے جا سکتے لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے اور مقامی احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ دفتر ٹاؤن کمیٹی میں اپنا حساب دیکھ کر مشخصہ ٹیکس کی ادائیگی ماخذ رسید کر دیں ۱۵ جنوری ۶۳ء تک ادائیگی کی صورت میں دس فیصدی رعایت دی جائے گی۔

سیکرٹری ٹاؤن کمیٹی ربوہ

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ پاکستان ۱۹۶۲ء

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز بدھ

پہلا اجلاس

وقت	عنوان	مقرر
۹-۱۵ تا ۹-۲۵	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹-۴۵ تا ۱۰-۱۵	افتتاحی تقریر	سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
۱۰-۱۵ تا ۱۱	نزول مسیح	جناب شیخ محمد نذیر صاحب لائل پوری سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ
۱۱-۰ تا ۱۱-۴۵	اسلامی پردہ	محترم جناب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ
۱۱-۴۵ تا ۱	تیاری نماز	
۱-۰ تا ۱-۴۵	نماز ظہر و عصر	

دوسرا اجلاس

وقت	عنوان	مقرر
۱-۴۵ تا ۲	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۲-۰ تا ۲-۴۵	نوجوانوں کی تربیت	جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا
۲-۴۵ تا ۳-۳۰	ختم نبوت کی حقیقت	جناب شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ

دوسرا دن ۲۷ دسمبر بروز جمعرات

پہلا اجلاس

وقت	عنوان	مقرر
۹-۱۵ تا ۹-۳۰	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹-۳۰ تا ۱۰-۱۵	اسلام اور مفکرین مغرب	جناب شیخ محمد اسلم صاحب ایم اے سابق صدر شعبہ نفسیات کراچی یونیورسٹی
۱۰-۱۵ تا ۱۱-۰	جماعت احمدیہ کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ	جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق امام مسجد لنڈن
۱۱-۰ تا ۱۱-۴۵	ملایا اور انڈونیشیا کے مذہبی حالات	جناب مولانا محمد صادق صاحب سابق مبلغ سماٹرا و ملایا
۱۱-۴۵ تا ۱۲-۴۵	تیاری نماز	
۱۲-۴۵ تا ۱-۳۰	نماز ظہر و عصر	

دوسرا اجلاس

وقت	عنوان	مقرر
۱-۳۰ تا ۱-۴۵	دفتری اعلانات و پیغامات	
۱-۴۵ تا ۲	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۲-۰ تا ۲-۴۵	غیر شرعی رسوم اور ان کا ازالہ	صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ
۲-۴۵ تا ۳-۳۰	فضائل قرآن مجید	جناب مولانا ابو العطاء صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ
۳-۳۰ تا ۴-۱۵	ارتقائے انسانیت اور ہستی باری تعالیٰ	صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید

تیسرا دن ۲۸ دسمبر بروز جمعہ

پہلا اجلاس

وقت	عنوان	مقرر
۹-۱۵ تا ۹-۳۰	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹-۳۰ تا ۱۰-۱۵	احمدیت مشرقی پاکستان میں	جناب مولوی محمد صاحب بی اے آف مشرقی پاکستان
۱۰-۱۵ تا ۱۱	جماعت احمدیہ کا تبلیغی نظام اور اس کے نتائج	صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تحریک جدید
۱۱-۰ تا ۱۱-۴۵	منکرین حدیث کے اعتراضات کے جوابات	جناب مولانا غلام باری صاحب سیف لیکچرر جامعہ احمدیہ
۱۱-۴۵ تا ۱۲-۳۰	تیاری نماز	
۱۲-۳۰ تا ۱-۳۰	نماز جمعہ و عصر	

دوسرا اجلاس

وقت	عنوان	مقرر
۱-۳۰ تا ۱-۴۵	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱-۴۵ تا ۲-۴۵	ذکر حبیب	حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

۲-۴۵ سے پیغام یا تقریر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ

مغربی پاکستان میں روزنامہ الفضل کی ایجنسیاں

مغربی پاکستان کے جن مقامات پر روزنامہ الفضل کی ایجنسیاں موجود ہیں۔ ان کی فہرست درج ذیل کی جاتی ہے —— احباب کرام ان ایجنسیوں کے ذریعے الفضل حاصل کر سکتے ہیں —— (مینیجر)

۱ - شیخ عبدالرشید و شیخ فضل دین صاحبان لائل پور
۲ - احمدیہ کلاتھ ہاؤس ریل بازار اوکاڑہ
۳ - میاں صاحب عطاء الرحمٰن معرفت ماسٹر محمد ابراہیم صاحب احمدیہ مسجد دہلی دروازہ لاہور
۴ - عبدالرشید صاحب بھیرہ
۵ - عبدالغنی صاحب بٹ سیکرٹری مال متصل مسجد احمدیہ بدو ملہی ضلع سیالکوٹ
۶ - طاہر بکڈپو ٹرام جنکشن کراچی صدر
۷ - چوہدری محمد سعید صاحب کریانہ مرچنٹ غلہ منڈی جہلم
۸ - مولوی محمد ایوب ... سیکرٹری مال سانگلہ ہل
۹ - رحمان برادرز نیوز ایجنسیز طوغی بازار کوئٹہ
۱۰ - حکیم مرغوب اللہ صاحب مین بازار شیخوپورہ
۱۱ - چوہدری نذیر احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ منڈی بہاؤالدین
۱۲ - ایم بی احمد اینڈ کو پٹرول پمپ جھنگ صدر
۱۳ - محمد اشرف صاحب عارف نیوز ایجنسی کنجاہ ضلع گجرات
۱۴ - شیخ عنایت اللہ صاحب جنرل مرچنٹ وزیرآباد
۱۵ - سید غلام شاہ صاحب احمدیہ ہال میگزین لین کراچی شہر
۱۶ - بشیر احمد صحرائی صاحب نیوز ایجنٹ ریل بازار گوجرانوالہ شہر
۱۷ - رشید احمد صاحب مسجد احمدیہ سول کوارٹرز کوہاٹ روڈ پشاور چھاؤنی
۱۸ - عبدالکریم صاحب محلہ پیراں والا خوشاب
۱۹ - چوہدری غلام نبی صاحب نیوز ایجنٹ اڈہ گجرات بس گجرات شہر
۲۰ - شیخ محمد صدیق صاحب معرفت لطیف سائیکل ورکس نزد تھانہ کچہری حافظ آباد
۲۱ - خواجہ اللہ دتہ صاحب منیاری فروش بڈھی بازار سیالکوٹ شہر
۲۲ - قریشی شریف احمد صاحب نیوز ایجنٹ راولپنڈی
۲۳ - شیخ رشید احمد صاحب سرگودھا۔
۲۴ - ماسٹر فضل دین صاحب طارق منزل ضلع تھرپارکر سابق سندھ
۲۵ - عزیز نیوز ایجنسی بیرون کنگ گیٹ کوہاٹ چھاؤنی
۲۶ - شیخ عبدالعزیز صاحب چوک کیپٹن گھرڈ سکہ
۲۷ - ارشاد احمد صاحب شکیب مینیجر غوری اینڈ کو جیکب آباد
انڈیا - مولوی ابو المنیر فخر الدین صاحب مالابادی احمدیہ بازار قادیان مشرقی پنجاب

ربوہ سے احباب جلسہ سالانہ کے اختتام کے بعد اس نقشہ میں دیئے ہوئے شہروں کے لئے
طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ کی بسوں میں سفر کر سکتے ہیں

ایک دن پہلے اطلاع دینے پر سپیشل لاری کا بھی بندوبست کیا جا سکتا ہے

ہمیشہ اپنی بسوں میں سفر کریں

(جنرل مینیجر)

قومی اور ملکی صنعت کو فروغ دینا آپ کا اوّلین فرض ہے

جلسہ سالانہ کی عظیم الشان اور بابرکت تقریب

احباب جماعت کو مبارک ہو

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

آپ کا قومی ادارہ ہے کیونکہ تحریک جدید صدر انجمن احمدیہ نے لئے آپ کے قومی سرمایہ سے جاری کیا ہے لھذا اسے کامیاب بنانے کی ذمہ واری ہر احمدی پر عائد ہوتی ہے۔ تاجر احباب کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔

ہمارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے بھی احباب جماعت کو اس ادارہ کی مصنوعات کو خریدنے اور ان کو فروغ دینے کی طرف کئی بار توجہ دلائی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک طریق چندہ بڑھانے کا یہ بھی ہے کہ دوست سلسلہ کے اداروں کی مصنوعات خریدیں اور انکی حوصلہ افزائی کریں بلکہ باہر بھی فروخت کرنے کی کوشش کریں تو اس سے سلسلہ کو کافی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔" پھر فرمایا کہ "اگر ہماری جماعت کے لوگ توجہ کریں کہ سلسلہ کی طرف سے جو چیزیں بنتی ہیں انکو خریدیں تو بڑی ترقی ہو سکتی ہے۔ مثلاً شائنو بوٹ پالش ہے کف ایکس ہے۔۔۔۔ سن شائن گرائپ واٹر ہے۔۔۔۔ بامیکس سر درد کی دوا ہے۔ ڈاکٹروں کو بھی چاہیئے کہ لے جائیں اور تجربہ کریں اگر مفید ہوں تو سرٹیفکیٹ دیں۔"

جلسہ سالانہ کے ایام میں ہماری مصنوعات کا سٹال گولبازار ربوہ میں کھلا رہیگا اور مندرجہ ذیل مصنوعات آپ وہاں سے حاصل فرما سکیں گے۔

٭ شائنو بوٹ پالش ٭ نئی پیشکش شاہین بوٹ پالش ٭ کف ایکس (کھانسی کی دوا) ٭ سن شائن گرائپ واٹر ٭ بامیکس (نزلہ و زکام اور درد کی دوا) ٭ شائنو ویزلین پومیڈ ٭ شاہین ویزلین پومیڈ و شاہین برلن ٹائن ٭ شائنو ہیر آئلز ہر قسم

امسال کی مصنوعات

۱۔ جرم ناکس۔ یعنی طاقتور فینائل ۲۔ فریگرینٹ برلنٹائن۔ بالوں کیلئے ۳۔ شائنو وائٹ شو کلینر۔ کپڑے کے سفید جوتوں کیلئے

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ

سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ
جسے حضرت خلیفة المسیح اوّلؓ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا
سنہ ۱۹۱۱ء سے آپ کی جملہ طبّی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے
پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے
زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے
قدیمی
اوّلین
شہرۂ آفاق
حبّ اٹھرا رجسٹرڈ
فی تولہ ایک روپیہ آٹھ آنے — مکمل کورس ۱۱ تولہ ۱۳-۲۵ روپے
ہمارا اصول
صاف ستھرے اجزاء
دیانتدارانہ دوا سازی
عمدہ پیکنگ
غریبانہ قیمت
مخلصانہ مشورہ
اور اسی اصول کے تحت سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں
مقوی دماغ گولیاں
ذہنی کام کرنے والوں کی بہترین معاون
قیمت فی شیشی ایک روپیہ
زوجام عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۶۰ گولی ۱۴ روپے
نرینہ اولاد گولیاں
سو فیصدی مجرب دوا
قیمت فی کورس ۹ روپے
تریاق خاص
نوجوانوں کی صحت کا نگہبان
۳ روپے
عرق نظامی
تلی بڑھ جانا۔ خرابی جگر
اور یرقان کا علاج
قیمت ۱۶ دن کی خوراک ۴ روپے
مقوی دانت منجن
دانتوں کی عمر اور صحت
بڑھانے کے لئے
قیمت فی شیشی ۵۰ پیسے
دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
قیمت فی شیشی ۳ روپے
حبّ مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا
قیمت خوراک ایک ماہ ۳ روپے
حبّ مسان
سوکھے کی مجرب دوا
فی شیشی دو روپے
شہزین
خرابی جگر کمزوری جسم
اور اٹھرا کی دوا
قیمت ۳۲ خوراک ۶ روپے
تسہیل ولادت
پیدائش کی گھڑیوں کو آسان
کرنے کی دوا
قیمت ۳ روپے
حکیم نظام جان اینڈ سنز چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

ہٹلر اور مذہب

از مکرم سید فضل الرحمن صاحب فیضی آف منصوری

سابق جرمن ڈکٹیٹر "اڈولف ہٹلر" ۱۸۸۹ء میں جرمن آسٹریا کے ایک چھوٹے سے سرحدی قصبہ "براناؤ" BRAUNAU میں پیدا ہوا۔ اس کے والد محکمہ چنگی کے افسر تھے۔ ۱۹۱۲ء میں نوجوان ہٹلر شہر میونخ میں وارد ہوا۔ اور ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوتے پر فوج میں بھرتی ہو گیا۔ ۱۹۱۸ء میں اختتام جنگ پر جرمنی کی شکست نے اس کے دل پر نہایت بڑا ملال اور گہرا اثر کیا اور اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ جرمنی کو شکست کی ذلت سے نکال کر پھر دنیا کی سب سے بڑھ کر طاقتور سلطنت بنانے میں اپنی زندگی صرف کر دیگا۔ چنانچہ اسی عزم کے ساتھ اس نے "نازی پارٹی" کی تشکیل کی جو رفتہ رفتہ جرمنی میں طاقت پکڑتی گئی۔ حتیٰ کہ ۱۹۳۳ء میں نازی لیڈر ہٹلر، جرمنی کے چانسلر یعنی وزیر اعظم مقرر ہو گیا اور ۱۹۳۴ء میں مطلق العنان ڈکٹیٹر بن گیا۔

اس وقت مسٹر چرچل نے جو بعد میں دوسری جنگ عظیم کے زمانہ میں، برطانیہ کے بڑے اولوالعزم اور مایہ ناز وزیر اعظم بنے، ہٹلر کے متعلق اپنی ایک کتاب میں لکھا :-

"اس پندرہ سال کے عرصہ میں جو ہٹلر نے عزم پر گذارا، وہ جرمنی کو دراصل یورپ میں دوبارہ نہایت زبردست طاقت بنانے میں کامیاب ہو گیا اور نہ صرف یہ کہ اپنے ملک کی حیثیت اس نے بحال کر لی بلکہ بہت حد تک جنگ عظیم اول کے تلخ نتائج کا رُخ بدل کر رکھ دیا۔ ۔ ۔ جس وقت ہٹلر نے کام شروع کیا تھا اس وقت جرمنی اتحادی طاقتوں کے پیروں کے نیچے روندی ہوئی پڑی تھی۔ ممکن ہے کہ ہم اس دن کو بھی دیکھ لیں جب کہ یورپ کا اب جو کچھ باقی ہے وہ جرمنی کے پیروں کے نیچے روندا ہوا پڑا ہو۔ اس کی عجائب کے متعلق خواہ اور کچھ بھی کہا جائے مگر اس میں شبہ نہیں کہ وہ ساری تاریخ عالم کے اہم ترین واقعات میں سے ہیں۔"

(GREAT CONTEMPORARIES. P. 224)

۱۹۳۹ء میں جب مغرب کی "مہذب اقوام" نے دوبارہ طبل جنگ کی آواز بلند کی تو یورپ سے دوسری جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ پھر بتدریج دنیا میں پھیلی اور چھ سال تک جاری رہی۔ اس عرصہ میں بڑے بڑے شہر تباہ ہو گئے اور گنجان آبادیاں ویران ہو گئیں۔ بالآخر ۱۹۴۵ء کے اوائل میں جرمنی کی دوبارہ شکست پر یہ ہولناک جنگ ختم ہوئی اسی سال جرمنی کے دارالسلطنت "برلن" میں ہٹلر کا دورِ حیات بھی جانی قربانی پر ختم ہو گیا!

۱۹۲۴ء میں جب ہٹلر جرمنی کی احیاء ثانی کے لئے سرگرم عمل تھا تو اس وقت کی برسر اقتدار جرمن حکومت نے جو دراصل اتحادیوں کے اشارہ پر کام کرتی تھی، اس کو "لینڈسبرگ" کے قلعہ میں نظر بند کر دیا تھا۔ اسی جگہ تیرہ ماہ کی نظر بندی میں اس نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "MEIN KAMPF" (مائن کامف) یعنی "میری جدوجہد" تصنیف کی تھی۔ جس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۳۹ء میں لندن سے شائع ہوا۔ دنیا کے سیاسی لٹریچر میں "مائن کامف" بھی ایک نہایت اہم اور قابل دید کتاب ہے۔

اس کتاب میں ہٹلر نے بحیثیت ایک سیاسی مفکر کے مذہب سے متعلق بھی بڑے دلچسپ خیالات کا اظہار کیا ہے اور ایک جگہ تو ضمناً تبلیغ عیسائیت اور تبلیغ اسلام کے نتائج کا موازنہ کیا ہے۔ اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یورپین مفکر یا مصنف جب مذہب کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد بالعموم عیسائیت ہوتی ہے۔ تاہم اس رنگ میں بھی وہ بڑی حد تک خالص "مذہب" کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر دیتے ہیں۔ مذہب سے متعلق "مائن کامف" سے بعض دلچسپ اقتباسات کا ترجمہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں :-

ہٹلر لکھتا ہے۔

"جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مذہبی اصلاح کا کام سیاسی تنظیم کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے وہ دراصل یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسکو معلوم ہی نہیں کہ مذہبی تصورات اور دینی عقائد کس طرح ترقی پذیر ہوتے ہیں اور ان عقائد کو کلیسائی ادارہ کس طرح عملی شکل دیتا ہے۔"

"کوئی شخص بیک وقت دو آقاؤں کی اتباع نہیں کر سکتا۔ اور میرے نزدیک تو کسی پارٹی کے بننے اور مٹنے کا خیال ذکر ہی کیا، خود دین کو قائم کرنا یا اس کو مٹانا ایک سلطنت کے قائم کرنے یا اس کو تباہ کرنے سے بہت دور رس نتائج پیدا کرتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"بلاشبہ ہمیشہ سے ایسے بے اصول بدمعاش بھی چلے آئے ہیں جو سیاست کے کمینہ مقاصد کے لئے مذہب کی توہین کرنے سے ذرا دریغ نہیں کرتے ایسے لوگ قریباً ہمیشہ اپنے مقاصد کے سوا اور کوئی مقصد نہیں رکھتے کہ مذہب و سیاست کو تجارت کے طور پر استعمال کریں۔ لیکن دوسری طرف ان چند بدمعاشوں کے افعال کا جو اپنے کمینہ اغراض کے لئے مذہب کا ناجائز استعمال کرتے ہیں، خود مذہب یا کسی مذہبی فرقہ کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ کیونکہ بدمعاش لوگ تو ہر اس شے کو جس میں ان کا دخل ہو کسی طرح ناجائز طور پر استعمال کر لیتے ہیں۔"

"کیا تم یہ محسوس کرتے ہو کہ پروردگار عالم نے تمہیں دنیا میں حق و صداقت کی تبلیغ کے لئے مامور کیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو جاؤ اور اس پر عمل کرو لیکن تمہارے اندر یہ جرأت ہونی چاہیئے کہ تم خود صاف صاف اور بلاواسطہ تبلیغ کرو۔ اور کسی سیاسی پارٹی کو آلہ کار نہ بناؤ۔ ورنہ تم اپنے فرض منصبی سے گریز کرنے والے ثابت ہو گے۔ اس وقت جو کچھ (مذہب کی شکل میں) موجود ہے اگر تمہارے نزدیک بُرا ہے تو اس کی جگہ کوئی اور چیز لے آؤ جو بہتر ہو اور آئندہ بھی قائم رہنے والی ہو۔"

"اگر تم میں مطلوبہ جرأت نہیں یا تم خود ہی پوری طرح نہیں جانتے کہ کیا نعم البدل تمہیں پیش کرنا چاہیئے تو (مذہب کا) سارا معاملہ خدا کے ہاتھ ہی رہنے دو۔ بہرکیف اگر تم بے نقاب بہادروں کی طرح میدان میں آکر مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں رکھتے تو پھر اپنے مطلب برآری کے لئے ایک سیاسی پارٹی کی طرح گول مول طریقے اختیار کرنے کی کوشش بھی نہ کرو۔" (صفحہ ۱۰۱)

"سیاسی جماعتوں کو دینی مسائل میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ایک سیاسی لیڈر کو ہمیشہ لوگوں کے مذہبی عقائد و اعمال کی تقدیس کا احترام کرنا چاہیئے۔ اور ان کے رد و بدل کا قصد نہیں کرنا چاہیئے ورنہ وہ ہرگز لیڈر کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ البتہ ایک مصلح ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس میں وہ مطلوبہ صفات موجود ہوں جو ایسے کام کی انجام دہی کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔" (صفحہ ۔۔)

"جنگ عظیم اول (۱۹۱۴ء) سے قبل" اور "قسر ہب" کے زمانہ میں یہودیوں اور کمیونسٹوں کے ہاتھوں عام جرمن آسٹرین معاشرے کی خستہ حالی بیان کرتے ہوئے ہٹلر نے عوام الناس کی مذہبی بے حسی و لادینی کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے :-

"جنگ عظیم سے قبل کی مذہبی حالت کا جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہو گا کہ (یہودیوں اور کمیونسٹوں کی) عام تخریبی کاروائیاں اس میدان میں بھی پہنچ چکی تھیں۔ قوم کا ایک بہت بڑا حصہ خود ایک عرصہ سے اپنی نظریاتی زندگی کیلئے کسی منطقی اور عملی قسم کے عقائد کو پہلے ہی فراموش کر چکا تھا۔"

"اس صورت میں سب سے اہم سوال کسی طرح بھی ان لوگوں کی تعداد کا نہیں رہا تھا جو اپنے گرجوں سے بے تعلق ہو چکے تھے بلکہ (مذہب سے) زبردست پھیلی ہوئی بے اعتنائی کا تھا۔"

تبلیغ عیسائیت کے مقابل پر ہٹلر تبلیغ اسلام کا بھی ذکر کرتا ہے اور صحیح موازنہ پیش کرتا ہے۔

"جبکہ دو عیسائی فرقے (کیتھولک و پروٹسٹنٹ) ایشیا اور افریقہ میں اپنے اپنے مشن اس غرض سے چلا رہے تھے کہ (عیسائی) مذہب کے نئے پیروکار حاصل کریں۔ تو دوسری طرف یورپ میں یہی دو فرقے خاص اپنے گھروں میں لاکھوں لاکھ عیسائی پیروکاروں کو کھو بھی رہے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس جگہ ضمناً یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ عیسائیت کے پھیلانے میں جو ترقی ان مشنوں نے بیرونی ممالک میں کی تھی وہ دین محمدی (یعنی اسلام) کی ترقی کے مقابلہ میں نہایت ہی کمتر تھی۔"

آگے پھر مذہب کے بارے میں لکھتے ہیں :-

"یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ان دینی عقائد پر جو کلیسائی تعلیم کی جان ہیں عام حملے بتدریج تشدد اختیار کر رہے تھے مگر اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ ہماری یہ انسانی دنیا بغیر کسی عملی مذہب کی موجودگی کے متصور بھی نہیں ہو سکتی۔"

"کسی قوم کے عوام الناس بھی فلا...

پرستی نہیں ہوتے۔ عوام کے لئے تو صرف مذہب ہی صرف ایک ایسی بنیاد ہے جس پر ان کی اخلاقی زندگی کے نظریوں کا انحصار ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔"

"اگر مذہبی تعلیم اور مذہبی ایمان کو عوام الناس ایک مرتبہ اپنی زندگیوں میں موجودہ زندہ قوانین کے تسلیم کرلیں تو پھر شریعت کی کمل حکومت ان کی تمام عملی کوششوں میں بنیادی طور پر کارفرما نظر آئے۔۔۔۔"

"خالص روحانی تصور تو بجی ذات میں ایک ایسا تبدیل ہونے والا امر ہے، جو بے شمار تعبیرات کو حامل ہو سکتا ہے اس کو تو صرف دینی مسلمات کے ذریعہ ہی ایک خاص شکل دی جا سکتی ہے، جس کے بغیر وہ زندہ مذہب نہیں بن سکتا۔۔۔۔"

"دینی مسلمات پر حملہ اس حملہ کے مشابہ ہے جو ان عام قوانین پر کیا جائے جن پر ایک سلطنت کی بنیاد استوار ہوتی ہے۔ چنانچہ ان قوانین پر حملہ اگر کامیاب ہے تو بالآخر کمل سیاسی غدر ہی برپا کرے گا۔ عین اسی طرح مذہب کے خلاف حملہ بالآخر اسکو لامذہبی طور پر نیست و نابود کرنے پر منتج ہوگا۔"

"سیاسی لیڈر کو کسی مذہب کی چند اک رسوم و موہوم کمزوریوں کے پیش نظر اسکی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں لگانا چاہئیے، بلکہ اسکو اپنے نفس سے یہ دریافت کرنا چاہئیے کہ مذہب کے مقابل اس کے نزدیک کوئی اور عمل بدل بھی ہے جو بہتر طور پر اس سے بہتر ثابت ہو سکے گا۔"

"جب تک کوئی ایسا بدل حاصل نہ ہو اس وقت تک صرف احمق اور مجرم قسم کے لوگ ہی موجودہ مذہب کو نابود کرنے کا خیال کر سکتے ہیں۔"

(صفحہ ۲۲۵)

مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے کہ ہٹلر نے باوجود ایک سیاسی مفکر اور لیڈر ہونے کے، جب مذہب کے بارے میں غور و فکر سے کام لیا تو اپنے خیالات میں حقیقت کے قریب قریب پہنچ گیا اور سیاسی نظر بندی کے ایام میں کتاب "مائن کامف" لکھی تو اس میں مذہب کی ضرورت اور اسکی تقدیس و احترام کا بھی ذکر کیا۔

ہٹلر کی زندگی پر دوستوں اور دشمنوں نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق متعدد کتب ہیں لکھی مگر ان میں سے جب کوئی کتاب ہمارے مطالعہ سے گذری تو دل نے یہی کہا "کاش کوئی احمدی مجاہد ہٹلر سے ملا ہوتا اور اسلام کی پاک و مطہر تعلیم سے اس کو آگاہ کیا ہوتا" قرآن مجید کا ہمارا معیاری جرمن ترجمہ اُس وقت تک شائع نہیں ہوا تھا۔ مشیت ایزدی کے ماتحت دوسری جنگ عظیم کے بعد شائع ہوا۔ لیکن ذرا غور کیجئے کہ ہٹلر جو ۱۹۲۴ء میں "لینڈزبرگ" کے قلعہ میں نظر بند رہ کر اپنی کتاب "مائن کامف" میں مذہب اور دین محمدی کی تبلیغ سے متعلق قریباً صحیح رائے قائم کر سکتا تھا وہ اگر ۱۹۳۹ء تک یعنی دوسری جنگ عظیم کے چھڑنے سے پہلے قرآن پاک کی اعلیٰ ترین و دلکش تعلیم کا بھی مطالعہ کر لیتا تو اس کا ذہن کدھر جاتا؟ اس سے کیا کچھ روحانی فیض تسکین و حظ حاصل نہ کرتا؟

لیکن وہ وقت تو ماضی کی آغوش میں چلا گیا۔ مستقبل کے لحاظ سے اب یہ سوچئے کہ ہٹلر کے بعد کمیونسٹ بلاک کے مسٹر خروشیف اور ان کے ہمنوا اکابر کو نیز ان ممالک کے عوام کو۔۔۔۔۔ (آج کل کے دوسرے سربراہوں اور ان کے عوام کی طرح)۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا قرآن مجید کے روحانی تحفہ کی ضرورت نہیں ہے؟ ضرورت ہے اور لاریب بہت ضرورت ہے تاکہ دُنیا صحیح معنوں میں امن و اطمینان کے سانس لے سکے۔ کمیونسٹ بلاک کی مختلف زبانوں میں سے اوّل روسی زبان میں ہمارا معیاری ترجمہ قرآن شریف معہ دیباچہ کے بہت جلد شائع ہو جانا چاہیئے۔ اس کے راستہ میں اگرچہ بظاہر کئی آہنی دیواریں حائل ہیں۔ مگر کب تک؟ آج نہیں تو کل ان سب نے "جعلہ دکا" ہو جانا ہے "قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا" ہمیں اللہ تعالے کی اس منحرف مخلوق کے لئے بھی آسمانی مائدہ کا دسترخوان بچھانے کی کمل تیاری کر لینا چاہیئے۔۔۔۔۔۔ تاکہ پندرہ بیس سال بعد کوئی احمدی دل میں یہ نہ کہے "کاش! مسٹر خروشیف وغیرہم کے ہاتھوں میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ معہ دیباچہ کے ضرورت کے وقت پہنچ گیا ہوتا" اس اہم فریضہ کی انجام دہی پر ہمیں مخلصانہ دعاؤں مسلسل قربانیوں کے ساتھ اپنی توجہ مذکور کر دینی چاہیئے۔ تحریک جدید کے فنڈ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنے کی بہت جلد فکر کرنا چاہیئے۔ تا قرآن پاک کے مطلوبہ تراجم جلد شائع ہو کر کمیونسٹوں کے ہاتھوں میں بھی پہنچ جائیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ایسا کرنے کی

ہمارے عقائد کو صحیح تسلیم کرنے کے باوجود کیوں بعض لوگ احمدیت کو قبول نہیں کرتے؟

ایک اہم سوال کا جواب

از مکرم جناب پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے

(۱)

۵۳ء کے فسادات کے بعد کا ذکر ہے کہ میرے ایک غیر احمدی آزاد خیال مغربی تعلیم یافتہ دوست تبادلۂ خیالات کے دوران میں فرمانے لگے کہ اگر آپ لوگ نئے عقائد اختیار نہ کرتے نئی جماعت نہ بناتے۔ مسلمانوں میں مل جل کر رہتے ہوئے اسلام کی خدمت کرتے تو ان فسادات کی نوبت نہ آتی۔ آخر کیا وجہ ہے کہ عوام بھی آپ کے خلاف ہیں اور علماء بھی اور سیاسی لیڈر بھی۔ میں نے پوچھا کہ آخر ہمارا جرم کیا ہے؟ کہنے لگے کہ یہی کہ تم نے عجیب عجیب نئے عقیدے گھڑ لئے ہیں جو مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں ہیں۔ اور ان عقائد کی بناء پر اسلام کو ضعف پہنچتا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے دوست آپ تو آزاد خیال اور آزاد روش آدمی ہیں۔ مغربی علوم سے آراستہ اور ہر چیز کو اور ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر جانچنے اور پرکھنے کے عادی۔ جہاں تک احمدیت کے مخصوص عقائد کا تعلق ہے آپ بھی ایک رنگ میں احمدی ہیں۔ میرا یہ جواب سُن کر وہ چونک پڑے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں بھی ایک رنگ میں احمدی ہوں یا احمدیت کے عقائد سے متفق ہوں۔ میں نے کہا کہ ابھی دیکھ لیتے ہیں آیئے ذرا ہمارے عقائد کو عقل (Common Sense) کی کسوٹی پر پرکھیں۔

۱۔ میں نے کہا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دنیا میں عام انسانوں کی طرح اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو چکے ہیں۔ لیکن علماء اسلام کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو صلیب کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہود کی گرفت سے اس طرح آزاد کرایا کہ یہود ۱ اسکریوطی جس نے انہیں پکڑوایا تھا ان کا ہمشکل بن گیا اور یہود نے اسکو حضرت مسیح سمجھ کر صلیب پر مار ڈالا اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے انکے جسم عنصری سمیت چوتھے آسمان پر اٹھا لیا اور آج تک وہ چوتھے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور آخری زمانے میں اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے آئیں گے۔ وہ کہنے لگے کہ "Absurd" یعنی کیا لغویت ہے، کوئی عقلمند اور پڑھا لکھا روشن دماغ شخص اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ میں نے عرض کیا کہ دیکھ لیں۔ اس عقیدے کے لحاظ سے تو آپ احمدی ثابت ہو گئے ہیں۔ کہنے لگے کہ اچھا آگے چلئے۔

۲۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارا دوسرا مخصوص عقیدہ یہ ہے کہ ہم یہ مانتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی صفت کلام پہلے زمانوں میں جاری رہی ہے تو اب وہ بند یا معطل نہیں ہو سکتی۔ اگر گذشتہ زمانوں میں اخلاقی و روحانی تاریکی کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو اپنی وحی و کلام سے مخصوص کر کے اور صراطِ مستقیم کا علم دیکر انہیں اصلاحِ خلق کے لئے مبعوث کیا کرتا تھا تو وہ اب بھی ایسا کرتا ہے اور کرتا چلا جائیگا۔ ہاں چونکہ قرآن کریم کے ذریعہ سے الٰہی شریعت اپنے کمال کو پہنچ گئی ہے اور قرآن کریم کی صورت میں اللہ تعالےٰ نے قیامت تک کے لئے دنیا کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ایک کامل قانون نازل فرما دیا ہے اسلئے اب اللہ تعالےٰ کی طرف سے صرف ایسے مصلحین ہی بھیجے جا سکتے ہیں جن کا مشن مسلمانوں میں اللہ تعالےٰ پر زندہ اور کامل ایمان پیدا کر کے قرآنی احکام پر عمل کروانا ہو۔

اس کے بالمقابل دیگر علماء کہتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے کلام اور وحی سے مخصوص کر کے ہدایتِ خلق کے لئے مبعوث نہیں کرے گا۔

وہ کہنے لگے کہ میں تو مقام نبوت کا اس رنگ میں قائل ہی نہیں جس طرح آپ پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ میں ضرور کہتا ہوں کہ اگر گذشتہ زمانوں میں دنیا کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی آتے رہے ہیں تو اس زمانے میں سب سے زیادہ آنا چاہئیے کیونکہ جو اصلاح کا کام انبیاء نے الگ الگ اپنی قوم میں کیا۔ آج دنیا کو اس کی مجموعی طور پر ضرورت ہے اور گذشتہ زمانوں کے تمام مفاسد بہت ہی شدت اور کثرت کے ساتھ آج کل پائے جاتے ہیں بلکہ بعض آج کل ایسے مفاسد بھی موجود ہیں جن کا گذشتہ زمانوں میں نام و نشان نہیں ملتا۔

میں نے عرض کیا کہ دیکھئے ختم نبوت کے وہی معنی آپ نے تسلیم کر لئے جو ہم کرتے ہیں۔ بے شک ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں۔ ایک تو ان معنوں میں کہ آپ نے تمام کمالات نبوت کو ختم کر دیا اور ان کے آخری مقام کو حاصل کر لیا۔ دوسرے ان معنوں میں کہ آئندہ جو نبی بھی آئے گا وہ آپؐ کی غلامی کی مُہر تصدیق اپنے اُوپر رکھے گا۔ بغیر آپؐ کی اتباع کے کوئی شخص مقام نبوت کو حاصل نہیں کر سکتا۔ مگر آپ کے اندر فنا ہو کر۔ جو شخص ظلّی طور پر آپ کا کامل ہمرنگ بن جائے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت محمدیہ کی چادر اوڑھا دی جائے گی۔ کہنے لگے یہ بالکل معقول بات ہے اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر خدا تعالیٰ پہلی تاریکیوں کے وقت اپنی روشنی ظاہر کرتا تھا تو اب کیوں ایسا نہیں کر سکتا یا تو یہ ہوتا کہ رسول اکرم (صلعم) کے بعد روشنی ہی روشنی رہتی اور تاریکی آتی ہی نہ لیکن اگر تاریکی کا دور آیا ہے اور پہلے کی نسبت زیادہ بھیانک شکل میں آیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی ضرور آنی چاہیئے۔ Common Sense تو یہی کہتی ہے۔

۳۔ میں نے کہا کہ ہمارا اور علمائے اسلام کا تیسرا اختلاف یہ ہے کہ ہم قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا ایسا کلام مانتے ہیں جو بسم اللہ کی ب سے لیکر الناس کی س تک سارے کا سارا شکوک و شبہات سے پاک اور واجب العمل ہے مگر غیر احمدی علماء فرماتے ہیں کہ نہیں۔ قرآن کریم میں اختلاف ہے۔ بعض آیات کا مضمون بعض دوسری آیات کو منسوخ کر دیتا ہے۔ بعض آیات ناسخ ہیں اور بعض منسوخ۔ وہ کہنے لگے کہ اس عقیدہ سے تو قرآن کریم کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے کلام کے اعتبار سے اُٹھ جاتا ہے اگر خدا تعالیٰ کو علم غیب حاصل ہے تو قرآن کریم کی منسوخ آیات کو اس نے نازل ہی کیوں کیا تھا جس کو اس نے بعد میں منسوخ کر دیا تھا۔

میں نے عرض کیا کہ منسوخ آیات کی تعیین بھی نہیں کی جاتی۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ پانچ سو آیات منسوخ ہیں اور بعض صرف پانچ آیات کو منسوخ مانتے ہیں وہ کہنے لگے کہ بہرحال ناسخ و منسوخ کے عقیدہ سے قرآن کریم کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر قرآن کریم واقعی اللہ تعالےٰ کا کلام ہے تو آپ کا عقیدہ ہی Common Sense کے مطابق ہے۔

الغرض اسی قسم کی چند اور باتیں میں نے اُن کے سامنے رکھیں جنہیں احمدیت کے بالمقابل دوسرے مسلمان فرقوں کے مخصوص مسائل و اعتقادات کہا جا سکتا ہے اور ان سب امور میں انہوں نے میری تصدیق کی۔ اس پر وہ حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ اگر آپ کا مذہب اتنا Rational اور Reasonable ہے تو پھر مسلمان کیوں اسے قبول نہیں کرتے میں نے انہیں کہا کہ دراصل ان میں سے اکثر عقائد تو ورنہ وہ ہر ایک نے قبول کر لئے ہیں۔ علماء نے بھی اور عوام نے بھی۔ اور یہ بھی دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم فتح اور دلیل صداقت ہے کہ جن باتوں کی وجہ سے آپ پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ بالآخر انہیں عقائد کے آگے مسلمانوں کی بعض عظیم ہستیوں کو بھی جھکنا پڑا۔

حیات و وفات مسیح ہی کو دیکھ لیں ۱۸۹۰ء میں اسی مسئلے کی بناء پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر علماء اسلام نے کفر کا فتویٰ لگایا مگر آج یہ حالت ہے کہ مصر کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعہ ازہر کے سربراہ علامہ محمود شلتوت صاحب نے ڈنکے کی چوٹ یہ فتویٰ دیا ہے کہ قرآن کریم سے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہے۔ دوسرے علماء اگر بے باقتدی کی وجہ سے برملا حیات مسیح کا انکار نہ بھی کریں تب بھی دل میں وہ متردد ہیں اور اس مسئلہ پر بحث کرنے سے کترا جاتے ہیں اور بحث کا پہلو بدلنا چاہتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے ان مسائل کا اعتراف قبولیت احمدیت میں روک نہیں ہے بلکہ احمدیت کے قبول کرنے میں جو چیز اور ہی

مشکلات ہیں جو لوگوں کے راستے میں حائل ہو رہی ہیں۔ علماء کے لئے الگ مشکلات ہیں۔ عوام کے لئے الگ اور تعلیمیافتہ۔ مغرب زدہ آزاد خیال مسلمان کہلانے والوں کے لئے الگ۔

اس پر وہ کہنے لگے کہ مثلاً میرے لئے کیا مشکل ہوگی۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان لینے سے قطعی طور پر محض یہ مراد نہیں کہ ہم بعض عقائد کی صداقت کے قائل ہو جائیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

یحی الدین ویقیم الشریعۃ

یعنی مسیح موعود دینِ اسلام کو ایک نئی زندگی عطا کرے گا اور شریعتِ اسلامیہ کا قیام کرے گا۔ آپ کا کام یہ نہیں کہ صرف اپنی صداقت لوگوں سے منوائیں بلکہ یہ کام ہے کہ لوگوں کو اپنے آقا و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی غلامی میں داخل کرتے چلے جائیں اور یہ دوسرا امر ہی ہے جو آپ جیسے تعلیمیافتہ۔ مغرب زدہ آزاد خیال انسان کے لئے ازحد دو بھر ہے۔

مثال کے طور پر میں نے اپنے دوست سے دریافت کیا کہ کیا پانچ وقت مسجد میں جا کر نماز باجماعت پڑھنے کے لئے اور رمضان شریف کے روزے رکھنے کے لئے وہ تیار ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ بہت مشکل امر ہے پھر یہ باتیں تو پرانے زمانے کے لئے تھیں۔ اَن پڑھ عربوں کی ذہنی۔ اخلاقی و روحانی و معاشرتی تربیت کے لئے۔ آج کل کے ترقی یافتہ تہذیب و تمدن کے دَور میں یہ امور ناقابلِ عمل ہیں۔ میں نے کہا کہ درحقیقت احمدیت کا اصل مقصود یہی ہے کہ وہ لوگوں کو اسی مذہب اور دین پر قائم کرنا چاہتی ہے جس کا اعلان آج سے تیرہ سو سال قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ احمدیت اس بات کی قائل نہیں کہ ہمارا معاشرہ ترقی یافتہ معاشرہ ہے۔ ہمارے نزدیک بہترین تہذیب و معاشرہ وہی تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاءِ راشدین کے زمانے میں قائم ہوا تھا اور اسی کی طرف ہم دنیا کو واپس لے جانا چاہتے ہیں۔

پس ایک مغربی تعلیمیافتہ۔ آزاد خیال مسلمان کے لئے احمدیت کو قبول کرنے میں اصل روک اور اصل مشکل قبولِ اسلام ہے۔ وہ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منکر نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو قبول کرنے سے انکاری ہے۔ چونکہ اسے اللہ تعالیٰ پر حقیقی ایمان نصیب نہیں اور نہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اسکا زندگی میں ایک

زندہ تعلق استوار کیا جا سکتا ہے اس لئے نماز روزے کو وہ ایک بہت بڑی چٹی سمجھتا ہے اور انہیں پُرانے دقیانوسی لوگوں کا مذہب سمجھتا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو دوٹوک یہ اعلان فرمایا ہے کہ ؎

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہُوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

آپ تو سراسر نورِ محمدی پہ فدا ہیں اور تمام بنی نوع انسان کو اُسی کا فدائی بنانا چاہتے ہیں۔ مگر مغرب زدہ۔ تعلیم یافتہ آزاد خیال مسلمانوں میں اور اس مقصدِ عالیہ میں بُعد المشرقین ہے اسی لئے یہ لوگ احمدیت سے بدک اٹھتے ہیں۔ کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ۔

اس کے بعد میں نے اپنے اس دوست کے سامنے ربوہ کی زندگی کا نقشہ کھینچا کہ بہت ہی پُر لطف زندگی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ کیسے۔ میں نے کہا سُنئے۔

پانچ وقت ہم اپنے پیدا کرنے والے آقا کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور اس کے سامنے اپنا دُکھ سُکھ بیان کر کے تسکینِ قلب حاصل کرتے ہیں۔ پھر کبھی قرآن کریم کا درس سُنتے ہیں تو کبھی حدیث شریف کا۔ کبھی ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس ہمارے دلوں کو گرماتا ہے۔

پھر علمی مجالس منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ جن میں دینی امور پر غور و فکر کیا جاتا ہے۔ کبھی مجالس خدام الاحمدیہ۔ اور انصار اللہ کے پروگرام سامنے آتے ہیں۔ خدمتِ خلق کے کاموں میں حصہ لیا جاتا ہے مختلف تربیتی مشغلوں میں حصہ لیا جاتا ہے۔ نوجوانوں کو ہر وقت کسی نہ کسی مفید کام میں مشغول رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے تا آوارگی و فکر کے لئے کوئی لمحہ باقی ہی نہ بچے اور وہ شیطان کے حملے سے محفوظ رہیں۔

وہ کہنے لگے کہ کیا ربوہ میں کوئی سینما گھر بھی ہے ؟۔

میں نے کہا کہ جس قسم کے سینما گھر لاہور میں ہیں اس قسم کا سینما گھر ربوہ میں ایک بھی نہیں بلکہ ان سینماؤں کو دیکھنا ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے ہمارے لئے ممنوع قرار دیا ہوا ہے۔

وہ کہنے لگے پھر تو ربوہ کی زندگی بڑی ہی خشک زندگی ہے۔ میں نے کہا ہمارے لئے تو بڑی ہی تر اور مزیدار زندگی ہے۔ ربوہ چھوڑ کر ہم تو ایک دن کے لئے بھی اگر لاہور وغیرہ آئیں تو دم گھٹنے اور دل بیٹھنے لگتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک قید میں پڑ گئے ہیں۔ اور جونہی ہم لاہور سے واپسی کا سفر شروع کرتے ہیں تو اطمینان کا سانس آتا ہے۔

اس پر میرے دوست حیران ہو گئے۔ کہنے لگے کہ آخر ربوہ میں تفریح اور دل لگی اور Recreation کا کیا انتظام ہے۔

میں نے کہا کہ ربوہ میں قریباً ہر محلے میں ایک خاص قسم کا "سینما گھر" موجود ہے جہاں جا کر ہم اس سے ہزاروں گنا بڑھ کر تفریح Recreation حاصل کرتے ہیں جتنی کہ آپ کو لاہور کے سینما گھر میں حاصل ہوتی ہے۔ کہنے لگے کہ وہ کیسے اور کہاں ؟ میں نے جواب دیا کہ ہر محلہ میں مسجد موجود ہے جہاں پانچ وقت اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑے ہو کر ہم اس کا دیدار حاصل کرتے ہیں۔ اور اس دیدار کی لذت وہی سمجھ سکتے ہیں جنہیں اس کی چاشنی نصیب ہو۔ آپ تو اُسے سمجھ بھی نہیں سکتے۔ کہنے لگے کہ میری رائے میں تو ربوہ کی اتنی خشک اور اتنی خطرناک زندگی ہے کہ اس میں اگر "اللہ تعالیٰ" کو بھی رہنا پڑے تو وہ بھی اس کی برداشت نہ کر سکے

میں نے کہا کہ اب دیکھ لیجئے کہ ربوہ کے عقائد آپ کے لئے کس قدر آسان ہیں اور ربوہ کی زندگی آپ پر کس قدر گراں ہے یہاں تک کہ آپ اپنی نا سمجھی کی وجہ سے اُسے اللہ تعالیٰ پر بھی گراں قرار دیتے ہیں۔ اور یہی وہ مشکل چٹان ہے جو آپ کے لئے قبولِ احمدیت کے راستے میں حائل ہے۔

ناظرین ! یہ وہ گفتگو ہے جو آج سے کچھ سال قبل میرے اور میرے ایک مغربی تعلیم یافتہ۔ آزاد خیال دوست کے درمیان ہوئی۔ مفہوم یہی تھا۔ اگرچہ الفاظ بعینہٖ یہی نہ ہوں۔ اس سے ان مشکلات کا پتہ لگتا ہے جو ایسے دوستوں کے لئے قبولِ احمدیت کے راستے میں حائل ہیں۔

(۲)

ناظرین ! یہ تو آپ نے قبولِ احمدیت کے راستے میں ایک مغربی تعلیمیافتہ آزاد خیال مسلمان کی مشکلات کا ملاحظہ فرمایا۔ لیجئے اب ایک اَن پڑھ اور جاہل مسلمان کی مشکلات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

گزشتہ موسم گرما میں جب خاکسار کچھ عرصہ کے لئے مضافات مری میں مقیم تھا ایک جاہل۔ اَن پڑھ دیہاتی کو جب یہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا اور پھر زندہ ہی اترنا اور خونی مہدی کا زمین سے ظاہر ہونا۔ یہ تمام ایسی باتیں ہیں جو قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ تو وہ سب باتیں سُن کر کہنے لگا کہ ہمیں ان باتوں کا تو کچھ علم نہیں۔ ہم تو اسی بات پر ہی یقین رکھتے

ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور خواہ دو دن کے لئے خواہ دو گھنٹے کے لئے ہی کیوں نہ ہو ایک دفعہ تو ضرور ساری دنیا میں مسلمانوں کی بادشاہت قائم کر دیں گے۔ ہمارے بڑے یہی مانتے چلے آئے ہیں۔ ہم بھی یہی مانتے ہیں۔

اس دیہاتی نے وہی بات کہی ہے جس کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وقالوا لو شاء الرحمٰن ما عبدنٰھم۔ ما لھم بذٰلک من علم ان ھم الا یخرصون۔ ام اٰتینٰھم کتابا من قبلہٖ فھم بہٖ مستمسکون۔ بل قالوا انا وجدنا اٰباءنا علیٰ امۃ وانا علیٰ اٰثٰرھم مھتدون۔ وکذٰلک ما ارسلنا من قبلک فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا۔ انا وجدنا اٰباءنا علیٰ امۃ وانا علیٰ اٰثٰرھم مقتدون۔ قٰل اولو جئتکم باھدیٰ مما وجدتم علیہ اٰباءکم۔ قالوا انا بما ارسلتم بہٖ کٰفرون فانتقمنا منھم فانظر کیف کان عاقبۃ المکذبین

(الزخرف ع ۲)

یعنی عام منکر لوگ اپنے غلط عقائد کو خدائی مشیئت کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اگر خدائے رحمان چاہتا تو ہم اس کے سوا دوسرے معبودوں کی پرستش نہ کرتے۔ ان کے پاس اپنے عقائد کی تائید میں کوئی علمی دلیل نہیں ہوتی۔ یہ بات وہ محض ڈھکوسلے اور اٹکل پچو سے کہتے چلے جاتے ہیں۔ بھلا انہیں سوچنا تو چاہیئے کہ کیا ہم نے اِس تعلیم سے پہلے کسی آسمانی کتاب میں ان کو ان عقائد کی تعلیم دی تھی کہ وہ اس تعلیم کو مضبوطی سے پکڑے رہے ہیں ایسا نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اِسی بات پر مُصر ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا تھا اور ہم انہی کے نقشِ قدم پر چلتے چلے جائیں گے۔

اور اے رسولؐ ! تجھ سے پہلے ہم نے کسی بستی میں بھی رسول نہیں بھیجا کہ انہی کی طرح اس کے مالداروں نے

یہ نہ کہدیا ہو کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا تھا اور ہم انہی کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔

(اس پر رسول نے) جواب دیا کہ کیا اگر میں تمہارے پاس اس سے بہتر تعلیم لے آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا تھا (تب بھی تم اسی پر مصر رہو گے؟) تو انہوں نے جواب دیا کہ جس تعلیم کے ساتھ تم کو بھیجا گیا ہے ہم اس کے منکر ہیں۔

پھر ہم نے ان سے بدلہ لے لیا۔ پس دیکھ لے کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

(۳)

ناظرین! آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ آزاد خیال مغربی تعلیم یافتہ نام نہاد مسلمان نوجوانوں کو نیز ان پڑھ۔ جاہل عوام کیلئے احمدیت قبول کرنے کے راستے میں کیا مشکلات ہیں۔ آیئے اب یہ بھی دیکھیں کہ علم دین سے شناسا۔ علماء کے راستے میں کیا مشکلات حائل ہیں۔ وہ کیوں صداقت قبول کرنے سے بے نصیب رہے ہیں۔

سو اس سلسلہ میں بھی یہ امر واضح ہے کہ علماء نے عوام کو اپنے مذہبی شکنجہ میں جکڑا ہوا ہے وہ عوام پر اپنے روحانی تسلط و اقتدار سے دستبردار ہونے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ نزول قرآن کے وقت بعض علماء و رہبان کی جو حالت تھی وہ اس آیت کریمہ سے عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یا ایھا الذین اٰمنوا
ان کثیرا من الاحبار
والرھبان لیاکلون
اموال الناس بالباطل
ویصدون عن سبیل اللہ
(التوبہ ع ۵)

کہ اے مومنو! بہت سے علماء اور رہبان (یعنی پیر فقیر) لوگوں کے اموال کو ناواجب طور پر کھا رہے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں۔

آج کل علماء کی حالت سب کے سامنے ہے۔ اسلام کو ان لوگوں نے سیاسیات کا اکھاڑا بنا رکھا ہے۔ کفر کے فتوے لگانا اور اپنے مخالفین پر سب و شتم کے تیر چلانا ان کا رات دن کا مشغلہ ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ حالیؔ نے خوب ہی کہا ہے ؎

امت کو چھانٹ ڈالا کافر بنا بنا کر
اسلام کے ہیں فقیہہ ممنون بہت تمہارا

اگر یہ لوگ امام وقت کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھ لیں تو عوام پر ان کا اپنا روحانی اقتدار و تسلط ختم ہو جاتا ہے اس لئے یہ لوگ بھی عوام کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے دور رکھنے کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔

علماء کے سامنے حق قبول کرنے میں ایک بڑی روک ان کا تکبر ہے۔ یہ کہ جب ہم اور ہمارے اکابر ایک دفعہ احمدیت کا انکار کر چکے ہیں تو اب ہم اس انکار سے رجوع نہیں کر سکتے۔ گذشتہ زمانوں میں بھی بعض لوگ اسی وجہ سے حق کا انکار کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

ثم بعثنا من بعدہٖ
رسلا الی قومھم فجاءوھم
بالبینٰت فما کانوا
لیؤمنوا بما کذبوا بہٖ
من قبل۔ کذٰلک نطبع
علی قلوب المعتدین
(یونس ع ۸)

یعنی پھر اس کے بعد ہم نے کئی رسولوں کو اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا اور وہ انکے پاس روشن نشان لیکر آئے لیکن ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ وہ اس سے پہلے اس صداقت کو جھٹلا چکے تھے۔ اس پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ ہم حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر اسی طرح مہر لگایا کرتے ہیں۔

یہ لوگ دراصل اپنے آپ کو ہی الوہیت کے مقام پر رکھ رہے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اسلام کی وہی تعبیر درست ہے جو ہمارے ذہنوں میں ہے۔ امت کی فلاح اسی راستے پر گامزن ہونے میں ہے جو ہم بتاتے ہیں۔ دین متین اسلام ہمارے ہی دم قدم سے قائم ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ
لحافظون۔

یعنی قرآن کریم کی ظاہری۔ باطنی و معنوی حفاظت علماء کے ذمے نہیں خود ہمارے ذمے ہے۔ قرآن کریم کی ہر قسم کی حفاظت کا پروگرام خود اللہ تعالیٰ مرتب کیا کرے گا اسی کی تفصیل حدیث شریف میں اس طرح آئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ
علی راس کل مائۃ سنۃ
من یجدد لھا دینھا۔

کہ ہر صدی کے سر پر اسلام کی تجدید کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے مجدد مبعوث فرمایا کرے گا۔ علماء اسلام بجائے اس کے کہ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے اور دیکھتے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں بھی کوئی آسمانی نظام قائم فرمایا ہے یا کہ نہیں۔ انہوں نے اپنی خواہشات و ہوا و ہوس کی پیروی کو مقدم سمجھا اور جب ان کے کانوں میں خدا تعالیٰ کی آواز پہنچی جو انہیں ایسے راستے پر

اطلاع عام

ہم اپنے دوستوں اور کرم فرماؤں کی خدمت میں

جلسہ سالانہ

میں شرکت کرنے والوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور انکو مطلع کرتے ہیں کہ موسم سرما کیلئے سوٹنگ ٹویڈ گبرڈین، ورسٹیڈ اور کوٹنگ کا تازہ سٹاک نئے رنگوں اور ڈیزائنوں میں موجود ہے۔ نیز لیڈیز کیلئے کوٹنگ پلین وچیک لور اور سلمہ ستارہ کے ریڈی میڈ سوٹ زری اور کمخواب، بنارسی ٹشو، قمیص دوپٹہ دیگر عمدہ قسم کی بہترین ساڑھیاں وغیرہ ہر وقت دستیاب ہو سکتی ہیں۔

میسرز — ملتان کلاتھ ہاؤس — فون نمبر ۲۵۱

چوک بازار ملتان شہر

مالکان:۔ چوہدری عبدالرحمٰن عبدالرحیم احمد (کپڑے والے)

چلانا چاہتی تھی جوان کی خواہشات کے برعکس تھا۔ انہوں نے خدائی آواز پر کان دھرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

افکلما جاء کم رسول
بما لا تھوی انفسکم
استکبرتم ففریقاً کذبتم
وفریقاً تقتلون ۔ (البقرہ ع ۱۱)

یعنی کیا ایسا نہیں ہوا کہ جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول اس تعلیم کو لے کر آیا جسے تمہارے نفس پسند نہیں کرتے تھے تو تم نے تکبر کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ بعض کو تم نے جھٹلا دیا اور بعض کو قتل کر دیا۔

بالکل یہی وجوہات ہیں جو اس وقت مسلمانوں کے علماء کے راستے میں حائل ہیں اور انہیں امام وقت کی اطاعت سے روگردان کر رہی ہیں۔

اس قسم کے متکبر خود ساختہ مصلحین کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ایک چیلنج دیتا ہے جس کو یہ لوگ کبھی بھی قبول نہیں کر سکتے اور نہ ہی کریں گے اور وہ یہ ہے فرماتا ہے:۔

قل ان کانت لکم الدار الآخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین ولن یتمنوہ ابداً بما قدمت ایدیھم ۔ واللہ علیم بالظٰلمین ولتجدنھم احرص الناس علیٰ حیوۃ ۔

(البقرۃ ع ۱۱)

یعنی اے رسول تو انہیں کہہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک آخرت کا گھر باقی لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے لئے ہی ہے تو اگر تم سچے ہو تو موت کی خواہش کرو۔ اور اے مسلمانو یاد رکھو کہ جو کچھ ان لوگوں کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اس کے سبب سے وہ کبھی بھی اس قسم کی موت کی تمنا نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے اور تو ان کو لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر زندگی (اور اس کی لذات و اس کی حکومتوں اور اس کے غلبہ و اقتدار) پر حریص پائے گا۔

احمدیہ جماعت آخرت پر یقین رکھتی ہے۔ اسلام کے درخشندہ مستقبل پر بھی اسے کامل یقین ہے اس لئے خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ ایک موت قبول کر رہی ہے اس کے راستے میں اپنے اموال لٹا رہی ہے۔ اس کے نوجوان اشاعت اسلام کے مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگیاں وقف کرتے ہوئے ایک موت قبول کر رہے ہیں اور بڑے ہی شوق و ذوق کے ساتھ اس موت کے یہ پیالے نوش کر رہے ہیں اس یقین کے ساتھ کہ ؎

موت کے پیالوں میں ملتی ہے شراب زندگی

وہ یقین رکھتے ہیں کہ اس موت سے یقیناً ہم بھی زندہ ہوں گے اور اسلام بھی زندہ ہوگا۔

اب ہم غیر احمدی علماء کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ اگر آپ کو بھی آخرت پر یقین ہے۔ اسلام کے علم کلام اور قوت روحانی پر ایمان ہے۔ قرآن کریم کی پر حکمت تعلیم پر آگاہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے سچی محبت ہے تو آیئے ہماری طرح اس راستے میں اپنی جانیں پیش کر کے دکھائیں اور موت قبول کریں۔ مگر یاد رکھو وہ ہرگز اس موت کو قبول نہیں کریں گے۔ وہ یقیناً اسی عارضی زندگی۔ اس کی لذات اور اس کی حکومتوں کے حریص ہیں۔ حریص رہے ہیں اور حریص رہیں گے۔

ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو یہ فرمایا کہ ؎

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

پھر فرماتے ہیں ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار

کیا ان علماء میں سے کوئی ایک بھی ہے جو زبان حال سے بھی اور زبان قال سے بھی یہی نعرہ بلند کرسکے۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

وآخر کلمنا حمدٌ وشکرٌ
لرب محسنٍ ذی الامتنان

فون نمبر ۲۲۵ تار کا پتہ مبشر پراپرٹی لاہور
یونٹ کلیم
اور
جائیداد کی خرید و فروخت کے لئے
مبشر پراپرٹی ڈیلر
سیالکوٹ شہر کو یاد رکھیں

رجسٹرڈ حسابات
کاروباری سال کے آغاز پر ہر قسم کے حسابات کے لئے ایسے ہی کھاتے رجسٹر وغیرہ خریدیئے جو
☆ — عمدہ ترین طباعت ☆ — بہترین کاغذ
اور
مضبوط و خوشنما جلد بندی کے حامل ہوں
یہ خصوصیات آپ کو ہمارے ہر قسم کے حسابات کے رجسٹر، فارم، ہی کھاتے و دیگر سامان سٹیشنری میں ملیں گی۔ جو ہمارے برسوں کے تجربہ کے آئینہ دار ہیں۔
ٹیلیفون نمبر ۳۰۸۷
لائن پریس ہسپتال روڈ لاہور

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

اس کے گیارہ اغراض و مقاصد اور فوائد و برکات

(از مکرم سید احمد علی صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم سرگودھا)

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی گمنامی کے ایام میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر ۱۸۸۲ء میں کتاب "براہین احمدیہ" میں یہ الہام شائع فرمایا:۔

۱۔ یاتیک من کل فج عمیق
یاتون من کل فج عمیق
... ینصرک رجال نوحی
الیھم من السماء

یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے گہرے ہو جائیں گے اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے ... تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ (تذکرہ صفحہ ۵۰)

۲۔ پھر فرمایا:۔
ولا تصعر لخلق اللہ
ولا تسئم من الناس

یعنی جب لوگوں کے کثرت آنے کی یہ پیشگوئیاں پوری ہوں گی تو اس وقت تم ملال ظاہر نہ کرنا اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۲)

۳۔ اس کے بعد یہ الہام ہوا:۔
"وسع مکانک"
یعنی اپنے مکان کو وسیع کرے۔"
(از براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۲ حاشیہ و تذکرہ صفحہ ۵۳)

پھر حضور نے دعوی مجددیت سے پیشتر خدا سے اطلاع پا کر اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ الہام شائع فرمایا کہ:۔

۴۔ "خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔" (تذکرہ صفحہ ۱۲۵)

۵۔ "وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔" (تذکرہ صفحہ ۱۲۴-۱۲۵)

۶۔ "میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔" (تذکرہ صفحہ ۱۲۶)

سو الحمد للہ! کہ یہ سب پیشگوئیاں آج ہم اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں۔ انہی میں سے ایک پیشگوئی وہ ہے جو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پوری آب و تاب سے پوری ہوتی ہے اور ہجوم خلق کو دیکھ کر علم و عرفان اور ایمان و ایقان میں غیر معمولی اضافہ ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوئے مجددیت کے بعد یعنی دسمبر ۱۸۹۱ء سے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔ اس کے اغراض و مقاصد اور برکات و فوائد کیا ہیں؟ وہ مختصراً ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

اوّل — امام کی صحبت سے فیضیاب ہونا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

(الف) "بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے ... اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے ... کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔" (آسمانی فیصلہ صفحہ الف)

(ب) اور فرمایا:۔
"اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کریں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔" (اشتہار مشمولہ شہادۃ القرآن صفحہ ۱)

(ج) اور فرمایا کہ:۔
"سب مخلصین محض للہ سفر کر کے آئیں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں۔" (اشتہار مذکور صفحہ ۲)

دوئم:۔ حقائق و معارف اور روحانی باتیں سننا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔
"اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔" (آسمانی فیصلہ ٹائٹل صفحہ ب)

گویا جلسہ سالانہ میں شمولیت علمی ترقی اور معرفت روحانی کے بڑھانے کا موجب ہے۔

سوئم:۔ مسیح موعودؑ کی ایک خاص دعا سے حصہ پانا

جلسہ سالانہ میں مخلصانہ شرکت کرنے والوں کو ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمودہ مندرجہ ذیل خاص الخاص دعا سے حصہ پاتے ہیں کہ:۔

"بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء بحوالہ تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۱۲۰-۱۲۱)

اب کونسا وہ احمدی ہے جو اس دعائے خاص سے حصہ لینے کا خواہاں نہیں! مگر اس کا واحد ذریعہ جلسہ سالانہ کے لئے مخلصانہ سفر اور اس میں شمولیت ہے۔

چہارم:۔ اضافہ علمی اور ترقی معلومات

جلسہ سالانہ میں شرکت کی ایک غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

"تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔" (تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۱۱۹)

جلسہ سالانہ کی تقاریر سننے والوں پر یہ امر خوب روشن ہے کہ ان کی علمی اور روحانی ترقی میں کس قدر اضافہ اور ان کے ایمان میں کتنی زیادتی ہوتی ہے! مگر جلسہ میں حاضر نہ ہونے والے ان برکات اور روح پرور نظاروں سے محروم رہتے ہیں۔

پنجم:۔ نئے بھائیوں سے تعارف و ملاقات

افراد جماعت احمدیہ کی تعداد میں پیشگوئیوں کے مطابق ہر آن اضافہ اور ترقی ہوتی ہے اور سینکڑوں غیر مسلم اسلام میں داخل ہوتے اور احمدیت قبول کرتے ہیں۔ جلسہ سالانہ ان سب کے باہمی میل ملاقات اور تعارف کا بڑا ذریعہ ہے۔ ہزاروں لوگ ہیں جو ایک دوسرے سے ملنے کے خواہاں ہونے کے باوجود ملنے سے معذور ہوتے ہیں مگر جلسہ سالانہ کے ذریعہ ان کی بھی ملاقات ہو جاتی ہے علاوہ ازیں۔ افریقہ، امریکہ، انڈونیشیا، چین اور جرمنی وغیرہ کے نئے بھائیوں کو دیکھ کر ایمان بڑھتا ہے سو اس عظیم غرض اور اہم فائدہ کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لفظوں سے ذکر فرمایا ہے کہ:۔

(الف) "اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔" (آسمانی فیصلہ ٹائٹل صفحہ ۳)

(ب) پھر فرمایا:۔
"اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے

کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے"
(تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۱۱۹)

(۳) ۔ اور فرمایا کہ :۔

"اس جلسہ میں تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہ کوشش کی جائے گی"
(ضمیمہ آسمانی فیصلہ صفحہ)

حضور کے ان ارشادات عالیہ سے ظاہر ہے کہ بیرونجات میں بھی احباب جماعت کا باہمی میل جول یقیناً ان کی اخوت و محبت اور رشتۂ تودد کو بڑھانے اور آپس کی کدورتوں اور رنجشوں کے مٹانے کا ذریعہ ہے۔

ششم :۔ وفات یافتہ لوگوں کے لئے اجتماعی دعا مغفرت

جلسہ سالانہ میں شرکت کا ایک فائدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یہ ہے کہ :۔

"جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی"
(ضمیمہ آسمانی فیصلہ صفحہ)

ظاہر ہے کہ جو وفات یافتہ لوگوں اور مقبرہ بہشتی میں مدفون موصیوں کے لئے جلسہ سالانہ پر آنے والے مزار پر مخلصین دعا فرمائیں گے ان کے مدارج کس قدر بلند ہوں گے۔

ہفتم :۔ اشاعت اسلام کیلئے مشورہ اور تدبیر

جلسہ سالانہ میں شرکت کا ایک اور فائدہ حضور یہ فرماتے ہیں کہ :۔

"اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں"
(تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۱۱۹)

پس جلسہ سالانہ پر آنے والوں کے دلوں میں اگر اسلام کی ترقی اور غیر ممالک میں اشاعت کے لئے کوئی عمدہ تدبیر یا مشورہ آئے تو وہ متعلقہ افسران تک ضرور پہنچایا کریں اور جب کبھی نظارت کی طرف سے اس اہم غرض کے لئے کوئی میٹنگ ہو تو مدعو احباب ضرور شرکت فرمایا کریں۔

ہشتم :۔ ہجوم خلق موجب ازدیاد ایمان

قرآن کریم سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات و بینات کو پورا ہوتے دیکھنے سے بھی مومنوں کا ایمان بڑھتا ہے جیسا کہ آیت

فاما الذین اٰمنوا فزادتھم
ایمانا وھم یستبشرون (توبہ ۱۷)

سے روشن ہے جلسہ سالانہ کے ذریعہ یہ اہم غرض بھی بطریق احسن پوری ہوتی ہے۔ کیونکہ جو ہزارہا انسان پیشگوئیوں کے مطابق مرکز میں آتے ہیں ان سب کے قیام و طعام کا انصرام اور انتظام مفت کیا جاتا ہے جس کی مثال اور نظیر کہیں اور جگہ پائی نہیں جاتی ان پیشگوئیوں سے قبل اور بعد کی حالت کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ سے عیاں ہے ؎

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

نہم :۔ انفاق فی سبیل اللہ

جلسہ سالانہ میں محض رضائے الٰہی کے لئے شرکت کرنے والے احباب جانی قربانی کے علاوہ مالی قربانی کے جہاد کا بھی ثواب پاتے ہیں کیونکہ :۔

۱۔ وہ خود کرایہ خرچ کر کے آتے ہیں
۲۔ اپنے بال بچوں کا بھی خرچ برداشت کرتے ہیں
۳۔ غیر از جماعت احباب کو کوشش کر کے شامل جلسہ کرتے ہیں
۴۔ بعض کا کرایہ بھی خود ادا کرتے ہیں۔
۵۔ بعض احباب خود آنے سے معذور ہوتے ہیں مگر کرایہ دے کر دوسروں کو بھیجنے کا جہاد کرتے ہیں۔
۶۔ سفر کی تکالیف کے دوران کی ہوئی دعاؤں کی قبولیت سے مشرف ہوتے ہیں غرضیکہ کئی طرح سے انفاق فی سبیل اللہ کا جہاد کرتے ہیں اس کا بھی ذکر حضور نے فرمایا ہے :۔

"جلسہ کا اتنا بڑا اہتمام جو صدہا آدمی خاص اور عام کئی دن آ کر قیام پذیر رہیں اور جلسہ سابقہ کی طرح بعض دور دراز کے غریب مسافروں کو اپنی طرف سے زاد راہ دیا جائے اور کما حقہ کئی روز صدہا آدمیوں کی مہمانداری کی جائے اور دوسرے لوازم چارپائی وغیرہ کا صدہا لوگوں کے لئے بندوبست کیا جائے اور ان کے فروکش ہونے کے لئے کافی مکانات بنائے جائیں"۔ (اشتہار شہادۃ القرآن صفحہ)

بنا بریں حضور فرماتے ہیں کہ جلسہ سالانہ پر آنے کے لئے :۔

"اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنےٰ ادنےٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں خدا تعالےٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی"
(تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۱۲۱)

خلاصہ یہ کہ جلسہ سالانہ میں شرکت اور اخراجات کرنا بھی موجب رضا الٰہی ہے۔

دھم :۔ خدمت خلق اور مشقت اٹھانے کی مشق

جلسہ سالانہ سفر کی مشقت اٹھانے کی مشق کا ذریعہ اور قبولیت دعا اور دوسروں کے لئے قربانی اور خدمت کا بھی موقعہ ہے کیونکہ سفر میں بعض دفعہ جگہ کی تنگی اور مکان کی صعوبت اور خوراک کا بروقت میسر نہ آنا بھی ممکن ہے اور اس قسم کی تکالیف کو نہ صرف برداشت کرنا بلکہ بعض اوقات اپنے آرام پر دوسروں کے آرام کو مقدم کرنا وغیرہ ایسے امور ہیں جو ہماری قلبی اور روحانی حالت کو صیقل کرنے کے لئے بہت ہی ضروری ہیں جیسا کہ حضور کا ارشاد ہے کہ :۔

"انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہرائے ...... خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے"
(تبلیغ رسالت جلد ۳ صفحہ ۶۸-۶۹)

یازدھم :۔ خدا کے کلام کو پورا کرنا

تعلیم اسلام سے ظاہر ہے کہ خدا کی باتوں کو پورا کرنے کی کوشش بھی موجب ثواب ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ سے ۱۴۰۰ صحابہ کو ہمراہ لے کر عمرہ کی غرض سے مکہ معظمہ کو تشریف لے جانا اس بارہ میں ایک رؤیا کو پورا کرنے کی خاطر تھا اور حضرت عمرؓ کا حضرت سراقہؓ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے سنہری کنگن پہنانا بھی آنحضرت صلعم کی رؤیا کو پورا کرنے کی غرض سے تھا پس جلسہ سالانہ پر آنا اگر اس نیت اور ارادہ سے بھی ہو کہ تا کہ مرکز میں آنے سے متعلقہ خدا کی پیشگوئیاں پوری کرنے میں ہمارا بھی حصہ ہو جائے تو یہ امر نور علیٰ نور کا موجب ہوگا۔

الغرض جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ اپنے اندر بے شمار فوائد اور برکات اور اغراض و مقاصد رکھتا ہے جن میں سے نمونۃً صرف گیارہ عدد عرض کئے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما چکے ہیں کہ جلسہ سالانہ میں :۔

"اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے"
(آسمانی فیصلہ ٹائیٹل صفحہ)

اور فرمایا :۔

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لائیں۔"
(تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو جلسہ سالانہ کی برکات اور انفرادی اور اجتماعی دعاؤں وغیرہ سے متمتع ہونے کی توفیق بخشے آمین۔ ثم آمین۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل
مربی انچارج جماعتہائے احمدیہ ضلع سرگودھا

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔

قبر کے عذاب سے بچو
کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الہ دین
سکندر آباد دکن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سکھ مذہب سے متعلق بے نظیر تحقیق

از مکرم عباداللہ صاحب گیانی

اسلام کی نشر و اشاعت میں آنے والے مہدی اور مسیح کو بڑی خاص طور پر بیان کیا گیا ہے کہ وہ اسلام کی صداقت اور حقانیت ایسے رنگ میں واضح کرے گا کہ جس سے دوسرے تمام ادیان عاجز آ جائیں گے اور ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو گا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس رنگ میں اسلام کی سچائی ثابت کی وہ اپنی مثال آپ ہے حضور علیہ السلام نے دیگر مذاہب کی چھان بین کرتے ہوئے اس حقیقت کو ٹھوس دلائل سے واضح فرمایا کہ گورو نانک جی (جنہیں سکھ لوگ اپنے مذہب کا بانی اور پہلا گورو تسلیم کرتے ہیں) اسلام کے شیدائی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فدائی تھے حضور نے اس سلسلہ میں علاوہ دیگر یقینی ثبوت پیش کرنے کے سکھ کتب سے بھی متعدد ایسے حوالہ جات پیش فرمائے جو بابا نانک صاحب کے اسلام کی وضاحت کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی حضور نے یہ بات بھی بین الفاظ میں بیان کر دی کہ صرف سکھ کتب کے حوالہ جات گورو نانک صاحب کے مذہب کو سمجھنے کے لئے بنیادی حیثیت نہیں رکھتے البتہ بطور تائیدی رنگ میں پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ سکھ کتب اپنی اصل حالت میں ہم تک نہیں پہنچیں۔ لوگوں نے بعد میں ان میں بہت کچھ رد و بدل کر دیئے ہیں چنانچہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ :۔

"باوا نانک صاحب کے مذہب کی اصل حقیقت دریافت کرنے کے لئے صرف موجودہ گرنتھ پر مدار رکھنا غلطی ہے ... اس کو کون نہیں جانتا کہ موجودہ گرنتھ کی صحت کے بارہ میں بہت سی پیچیدگیاں اور دقتیں واقع ہو گئی ہیں ...... وہ تمام اشعار ایسے زمانہ میں ظاہر کئے جس میں سکھ صاحبان کے اصل مذہب کا رنگ بدل چکا تھا اور وہ اپنی اسی حالت میں اس قسم کے شعر ہرگز ہرگز جمع نہیں رکھ سکتے جن میں باوا صاحب کے مسلمان ہونے کی تصریحات تھیں اور ایسے بے ثبوت اور بے سند طور پر وہ جمع کئے گئے تھے جب جعلسازوں کو بہت کچھ مداخلت کرنے کا موقع تھا گورو ارجن اس صاحب کی کو کیسی ہی نیک نیت ہو مگر جن لوگوں کی زبانی وہ جمع کئے گئے تھے ان کی درایت اور روایت ہرگز قابل اعتماد نہیں"
(ست بچن صفحہ ۹۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مندرجہ بالا ارشاد میں گورو گرنتھ صاحب میں درج شدہ بانی سے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے اور موجودہ زمانہ کے سکھ محققین بھی کافی جانچ پڑتال کرنے کے بعد حضور کے اس ارشاد کی تائید کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ مشہور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے یہ بیان دیا ہے کہ :۔

"گورو ارجن جی کے زمانہ میں بے شمار شبد گورو نانک دیو جی کے نام سے بنا کر اور بے شمار ان کے بنائے ہوئے شبدوں میں حروف و جملے ہو کر بیچنے شروع ہو چکے تھے"
(گورو پرتاپ سورج گرنتھ سمپادت ...)

نیز مشہور سکھ سکالر سردار جی بی سنگھ جی ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر جنرل نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"گورو نانک جی کے نام پر لوگوں نے جعلی بانی بنانا ان کے زمانہ میں ہی شروع کر دیا تھا اور گورو ارجن جی کے زمانہ تک پون صدی مزید اسی شغل میں بیت گزر گئی تھی"
(پراچین بیڑاں صفحہ ۵)

اگلے مقام پر سردار صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ :۔

"جعلی اور اصلی بانی الگ الگ کرنے کے لئے دنوں میں بھی گورو جی کی جگہ بانی جمع کرنے کی ضرورت تھی اور اس کے بھی کرنے کے لئے آپ کو وہی وسائل رکھنے تھے جو ... اس سے بھی بڑھ کر یہ تمام وسائل غلطیوں سے پاک نہیں ہو سکتے تھے گورو جی خود ایک ... تھے .... نیز آپ واقف کار آدمی تھے بہت سی ... بانی درست بھی کر سکتے تھے ... لیکن پھر بھی امکان موجود ہے کہ کوئی بانی یا کوئی شبد گورو گرنتھ صاحب میں اب بھی درج ہو گیا ہو جو دراصل گورو نانک جی کا بیان کردہ نہ ہو اور وہ شبد خواہ ... پوتھیوں سے لیا گیا ہو یا ... سے جمع کئے گئے شبدوں میں سے ہو ... یہ درست ہے کہ گورو ارجن جی خود گورو تھے ان کا قول ... کسی شبد سے متعلق ... فیصلہ سکھوں کے لئے ایک ہی مستند اور قابل قبول ہے جیسا کہ خود گورو نانک جی کا اپنا فیصلہ مگر جو بات ناممکن ہو اسے گورو ارجن جی ممکن نہیں بنا سکتے تھے .... یہ بات میں نے اس لئے بیان کی ہے کہ مجھے کئی شبد ایسے نظر آئے ہیں جہاں یہ مشکل بار بار سامنے آتی ہے"
(پراچین بیڑاں صفحہ ۲۹۳)

سردار جی بی سنگھ جی نے آگے چل کر بعض ایسے شبد بھی پیش کئے ہیں جو ان کے نزدیک اصل مصنف کی بجائے دوسرے لوگوں کے نام پر گورو گرنتھ صاحب میں درج ہیں (ملاحظہ ہو پراچین بیڑاں صفحہ ۲۹۵ و صفحہ ۱۸)

نیز سکھ ودوان یہ بیان کرتے ہیں کہ "گورو ارجن جی نے اس گڑبڑ کا سدباب کرنے کی غرض سے گورو گرنتھ صاحب مرتب کروایا تھا لیکن اس حقیقت سے کسی بھی محقق کو انکار نہیں ہو سکتا کہ گورو گرنتھ صاحب کے مرتب ہونے کے بعد بھی تحریف کا سلسلہ بدستور جاری رہا لیکن گورو ارجن جی کے زمانہ میں ہی بھائی بنوں کی بیڑ۔ لاہوریوں کی بیڑ اور ... کی بیڑ کے نام پر ایسے گرنتھ عالم وجود میں آ گئے تھے جو اپنی بانی اور ترتیب کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے اب تو سکھوں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جن کے نزدیک گورو ارجن جی کا تیار کردہ اصل گرنتھ ضائع ہو چکا ہے اور موجودہ مروجہ گرنتھ بالکل جعلی اور فرضی ہے گورو ارجن جی کے گرنتھ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔
(ملاحظہ ہو ست ودیاں ... بانی صفحہ ۳۳ و گوربانی گورو ... صفحہ ۵۵ ... وغیرہ)

اس وقت گورو گرنتھ صاحب کے بے شمار قلمی اور مطبوعہ نسخے ایسے موجود ہیں جو اپنی بانی اور ترتیب کے لحاظ سے بہت مختلف ہیں کسی میں کوئی شبد کم ہے اور کسی میں زیادہ قلمی نسخوں کی ترتیب تو خاص طور پر ایک دوسرے سے بہت مختلف ہے کوئی دو قلمی نسخے آپس میں پوری طرح نہیں ملتے ایک سکھ ودوان بھائی جودھ سنگھ جی ایم اے نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"معلوم ہوتا ہے کہ پہلے نقل نویس گورو گرنتھ کو محض بانی کا ایک مجموعہ ہی خیال کرتے تھے شبدوں کی ترتیب میں رد و بدل کرنا کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے"
(پراچین بیڑاں بارے صفحہ ۱۰)

ایک اور ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"ہوئے چھاپہ پر چھپی جانت تین یا چار
لکھتی بیڑن جانت ہر کوئی نہ بے شمار"
(گور بانی گورو ... صفحہ ۲۴)

یعنی چھاپہ پر چھپے گورو گرنتھ صاحب تو تین یا چار قسم کے ہیں ... قلمی گرنتھ بے شمار ہیں جو اپنی بانی اور ترتیب کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"گرنتھوں میں ہے شک کا احتمال
کہ انسان کے ہاتھوں سے نکلے مثال
جو کچھ ہے لکھا گیا ہے ...
خدا جانے کیا کیا بنایا گیا ہے
کہاں کے قصوں میں جو کچھ خطا
... بوجہ خطا سے جدا"
(ست بچن صفحہ ۳۰)

خود ہمارے پاس گورو گرنتھ صاحب کے متعدد قلمی اور مطبوعہ نسخے ہیں جو آپس میں نہیں ملتے کسی میں کوئی شبد کم ہے اور کسی میں زیادہ اس کے علاوہ ایک شبد یا شلوک اگر ایک مقام پر کسی ایک گورو کے نام پر درج ہے تو دوسری جگہ وہی شبد یا شلوک کسی دوسرے گورو یا بھگت کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے چنانچہ گورو گرنتھ صاحب کے ابتدائی اوراق میں جپ جی کے نام پر ایک بانی درج ہے جسے گورو نانک جی کی بیان کردہ تسلیم کیا جاتا ہے اس کے شروع میں ایک شلوک "آد سچ جگاد سچ" درج ہے یہ شلوک سکھ ودوانوں کے نزدیک گورو نانک جی کا بیان کردہ ہے (پراچین بیڑاں صفحہ ۵۹) لیکن گورو گرنتھ صاحب کے دوسرے مقام پر اسے گورو ارجن کی بانی میں شامل کر دیا گیا ہے (ملاحظہ ہو گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۲۵۸) اسی جپ جی کے آخر میں ایک شلوک "پون گورو پانی پتا" کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے سکھ ودوانوں کے نزدیک یہ شلوک گورو انگد جی کا بیان کردہ ہے (پراچین بیڑاں صفحہ ...) (... جنم ساکھی صفحہ ۹۹) موجودہ مروجہ گورو گرنتھ صاحب میں ایک جگہ اسے جپ جی میں پہلے گورو نانک کی طرف منسوب کیا گیا ہے (گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۸) اور دوسری جگہ اس پر محلہ ۲ کا عنوان دے کر اسے گورو انگد جی کا بیان کردہ ظاہر کیا گیا ہے (گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۴۶) راگ گوڑی کی وار میں بارہویں پوڑی گورو رام داس جی کی بیان کردہ ظاہر کی گئی ہے (ملاحظہ ہو گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۳۰۳) اسی وار میں یہی دوبارہ یہ پوڑی نمبر ۳۲ پر درج ہے وہاں اس پر محلہ ۵ کا عنوان دیا گیا ہے جس سے اس کا گورو ارجن جی کی بیان کردہ ہونا ظاہر ہوتا ہے (ملاحظہ ہو گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۳۱۶)

گورو گرنتھ صاحب کے راگ وڈہنس کی وار میں ایک شلوک "شبد سائے نہ آئیے" سے شروع ہوتا ہے اس جگہ اس پر محلہ ۳ لکھ کر اسے گورو امر داس جی کا بیان کردہ ظاہر کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۵۹۴) راگ سوہی کی وار میں اس شلوک کو دوبارہ محلہ ا کے عنوان سے درج کیا گیا ہے (گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۷۹۱) گویا کہ یہ شبد گورو امر داس جی کی بجائے گورو نانک جی کا بیان کردہ ہے۔

گورو گرنتھ صاحب کے قلمی نسخوں میں متعدد ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ اگر ایک نسخہ میں ایک شبد یا شلوک گورو ارجن جی یا کسی اور گورو کے نام پر درج ہے تو دوسرے نسخہ میں وہی شبد یا شلوک کسی اور گورو کے نام پر منسوب کر دیا گیا ہے اب تو یہ گڑبڑ مطبوعہ نسخوں میں بھی شروع ہو گئی ہے چنانچہ اس وقت ہمارے سامنے گورو گرنتھ صاحب کے دو مطبوعہ نسخے ہیں ان میں سے ایک "شبدارتھ گوربانی ٹرسٹ" کا شائع کردہ ہے اور دوسرا شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر نے شائع کیا ہے ان دونوں نسخوں میں بعض ایسے شبد ملتے ہیں جو ایک نسخہ میں ایک گورو کی طرف اور دوسرے نسخہ میں کسی دوسرے گورو یا بھگت کی طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو دونوں نسخوں کے صفحات ۶۲۹ و ۶۹۱)

راگ رام کلی میں سدھ گوشٹ کے نام پر ایک بانی درج ہے اس پر محلہ ا کا عنوان ہے (ملاحظہ ہو گورو گرنتھ صاحب ۹۳۸) بعض ودوانوں کے نزدیک یہ بانی گورو نانک جی کی بجائے گورو ارجن جی کی بیان کردہ ہے رُباعی ہو رہا ہے۔

"گیانی لال سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ سکھوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کے نزدیک سدھ گوشٹ کی بانی جوگیوں کی بیان کردہ ہے"

(اکالی پتر کا جالندھر ۲۶ جون ۱۹۶۳ء)

اسی راگ میں گورو امر داس جی کی بیان کردہ آنند بانی درج ہے اس کی کل چالیس پوڑیاں ہیں مروجہ گورو گرنتھ صاحب میں یہ سب کی سب گورو امر داس جی کی طرف منسوب ہیں (ملاحظہ صفحہ ۹۱۷ تا ۹۲۲) لیکن سکھ ودوانوں کے نزدیک اس کی ۳۰ پوڑیاں گورو امر داس جی کی بیان کردہ ہیں اور ۳۹ ویں پوڑی گورو رام داس جی کی اور چالیسویں پوڑی گورو ارجن جی کی تصنیف ہے (ملاحظہ ہو شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب ۹۲۲)

گورو تیغ بہادر کے شلوکوں میں ۵۴ نمبر کا شلوک جو "بل ہوآ بندھن چھٹے" سے شروع ہوتا ہے سکھ ودوانوں کے نزدیک گورو گوبند سنگھ جی نے اچارن کیا تھا (پراچین بیڑاں صفحہ ۱۳۵ و شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۴۲۹)

اور گورو گرنتھ صاحب کے بعض نسخے ایسے بھی ہیں جن میں اس شلوک پر محلہ ۱۰ کا عنوان بھی دیا گیا ہے (گورو گرنتھ صاحب چھاپہ پتھر صفحہ ۱۱۶۱ و شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۴۲۹) گو مروجہ گورو گرنتھ صاحب میں اس شلوک پر اس قسم کا کوئی عنوان نہیں اور اسے گورو تیغ بہادر کے شلوکوں میں ہی شامل کیا گیا ہے (گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۴۲۹) گورو گرنتھ صاحب میں بعض ایسے شبد بھی درج ہیں جو ایک ہی مقام پر دو دو شخصیتوں کی طرف منسوب کئے گئے ہیں یعنی ان کے شروع میں کسی گورو کا نام درج ہے تو آخر میں کسی بھگت کا نام آگیا ہے چنانچہ راگ بھیرول میں ایک شبد "اوات نہ دیوں ماہو رمضانا" سے شروع ہوا ہے اس کے شروع میں محلہ ۵ کا عنوان ہے (گورو گرنتھ صاحب ۱۱۳۶) اور آخر میں کبیر کا نام درج ہے جیسا کہ مرقوم ہے "کہہ کبیر اسیہ کیا دکھانا" گویا کہ یہ شبد کبیر جی کا بیان کردہ ہے (گورو گرنتھ صاحب ۱۱۳۶) راگ ماجھ کی وار میں دو شلوک ایسے ہیں جن پر مردانہ کا نام دیا گیا ہے لیکن آخر میں نانک کا نام ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۵۵۳)

ایک سکھ ودوان نے اس قسم کے شبدوں سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"قانون دان کوئی پوچھیئے دسے دفعہ حجابے
اک شبد دو نام پر دیا کیہڑا جائے
بانی لکھی کبیر دی رلائے محلہ پنج
بھگت گورو لاہو کی ناؤں کبیرے گنج
لکھا محلہ پنجواں نیچے دھنا جان
سدو خال وہاں نوں کس دی اکھ سنان
بھیرو میں محلہ پنجواں نیچے لکھا کبیر
تتا اتیا گورو سرمفت الیس دا سیر
مردانہ سر لکھیا ہے نیچے نانک ناؤں
دوسرے نال لجان دا ہوسی گورو نوں گاؤں
لکھ محلہ پہلا نیچے جوگی آؤن
جوگی تا ڑے گوروئے بانی کیسے پاؤن"

(گوربانی گورو تا صفحہ ۵۸)

اس کے علاوہ سکھ کتب میں ایسی مثالیں بھی کثرت سے ملتی ہیں کہ سکھ ودوانوں نے ایک شبد کو گورو نانک جی کا بیان کردہ ظاہر کیا ہے تو گورو گرنتھ صاحب میں وہ کسی اور گورو یا بھگت کے نام پر درج ہے چنانچہ گورو گرنتھ صاحب کے راگ مارو میں ایک شبد "الله الکھ خدائی" سے شروع ہوتا ہے اسے گورو گرنتھ صاحب میں گورو ارجن جی کا بیان کردہ ظاہر کیا گیا ہے۔ (گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۰۸۳) لیکن بڑے بڑے سکھ ودوان جن میں گیانی گیان سنگھ جیسے مشہور مورخ بھی (گیانی سنگھ گوگوشکا لیتہ شاعر)

اور گیانی دت سنگھ ایسے بزرگ شامل ہیں اس شبد کو گورو نانک جی کا بیان کردہ تسلیم کرتے ہیں (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ گورو نانک پربودھ۔ نانک پرکاش جنم ساکھی ولائت والی (مہ ساکھی بھائی بالا جنم ساکھی بھائی منی سنگھ گیتا ابدیش ساگر۔

(۲) حال ہی میں مشہور سکھ بزرگ گیانی گورمکھ سنگھ جی مسافر نے گورو نانک کے جنم دن کے موقعہ پر ایک مختصر مضمون لکھا اس میں آپ بیان کرتے ہیں:۔

"اس مرتبہ کا گورپورب ہم اس ارداس کے ساتھ منائیں جو گورو نانک دیو جی نے کی تھی:۔

"جگت جلندا رکھ لے اپنی کرپا دھار"

(اخبار اجیت جالندھر ۱۰ نومبر ۱۹۶۲ء)

ایک اور سکھ ودوان ایس ایس امول جی پرنسپل گورو رام داس کالج نے بھی اس "جگت جلندا رکھ لے" کے شبد کو گورو نانک جی کا بیان کردہ ظاہر کیا ہے (ملاحظہ ہو رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۵۲ء)

لیکن گورو گرنتھ صاحب میں "جگت جلندا رکھ لے" کا شبد گورو نانک جی کے نام پر نہیں۔ بلکہ گورو امر داس جی کے نام پر درج ہے (ملاحظہ ہو گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۸۵۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورو نانک جی کے مذہب پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

"باوا صاحب کے نزدیک تمام ذرات اور ارواح مخلوق ہیں جیسا کہ وہ فرماتے ہیں کہ:۔

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
ایک نور تے سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

(ست بچن صفحہ ۱۵)

گورو گرنتھ صاحب کے مروجہ نسخوں میں یہ شبد کبیر جی کے نام پر درج ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳۴۹)

اغلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جو گرنتھ تھا اس میں یہ شبد گورو نانک جی کا بیان کردہ ہی ظاہر کیا گیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ گورو گرنتھ صاحب کے متعدد نسخوں میں اس قسم کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں کہ ایک نسخہ میں ایک شبد یا شلوک گورو نانک جی کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور دوسرے نسخہ میں وہ شبد یا شلوک کسی اور گورو یا بھگت کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے اسلئے قرین قیاس یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس گورو گرنتھ صاحب کا جو نسخہ تھا اس میں یہ شبد

گورو نانک جی کے نام پر ہی درج تھا ورنہ حضور کو خود اس میں تبدیلی کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ بھی ارشاد ہے کہ انھوں نے دو مرتبہ بذریعہ کشوف گورو نانک جی سے ملاقات کی اور گورو صاحب کی زبانی براہ راست ان کے مذہب سے متعلق معلومات حاصل کیں چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے دو مرتبہ باوا نانک صاحب کو کشفی حالت میں دیکھا ہے اور ان کو اس بات کا اقراری پایا ہے کہ انہوں نے اسی نور سے روشنی حاصل کی ہے"

(تذکرہ صفحہ ۱۳)

اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ حضور نے کشف کے دوران میں یہ شبد براہ راست گورو نانک صاحب سے سنا ہو سکھ ودوان کشوف میں اس قسم کی ملاقاتوں کا ہو جانا درست تسلیم کرتے ہیں (ملاحظہ ہو گور پرتاپ سورج گرنتھ سمپادت صفحہ ۴۹۱ و نانک پرکاش سمپادت صفحہ ۲۳ وغیرہ) نیز سکھ ودوانوں کو یہ بھی مسلم ہے کہ گورو نانک جی کے خیالات پر کبیر کا بہت گہرا اثر تھا (پراچین بیڑاں صفحہ ۴۹ گورمت درشن صفحہ ۱۱۵) اور بعض لوگوں نے تو کبیر جی کو گورو نانک کا گورو ظاہر کیا ہے (ملاحظہ ہو کھوک خالصہ صفحہ ۲ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس صفحہ ۲۸۷ جلد ۲ ماڈرن ریلیجس موومنٹس ان انڈیا صفحہ ۳۳۶) اس کے علاوہ سکھ کتب سے اس امر کی بھی شہادت ملتی ہے کہ گورو نانک جی دوسروں کو اپنے خیالات اور عقائد سے آگاہ کرنے کے لئے کبیر جی کے بیان کردہ شبد اور شلوک بھی پیش کر دیا کرتے تھے (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۱۰ و ۲۱۱ جنم ساکھی پراتن صفحہ ۱۲۵ و پراچین بیڑاں صفحہ ۶۶) پس جب عالم شہود میں گورو نانک جی کبیر کے شبد اور شلوکوں کو اپنی طرف منسوب کر لیا کرتے تھے اور بعض اپنے عقائد کی صحت کے لئے بطور ثبوت پیش کر دیا کرتے تھے تو عالم کشوف میں ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے اپنے عقائد بیان کرتے ہوئے "اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے۔ ایک نور تے سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے" پڑھ دینا ناممکنات میں سے نہیں ہے۔

سکھوں میں ایک طبقہ ایسا بھی موجود ہے جس کے نزدیک گورو گرنتھ صاحب میں

درج شدہ کبیر اور فرید وغیرہ بھگتوں کی
بانی ان کی اپنی اچارن کردہ نہیں ہے
بلکہ اسے گورو ارجن جی نے خود تصنیف
کرکے ان بھگتوں کی طرف منسوب کر دیا
ہے (ملاحظہ ہو گورمت نرنے ساگر صفحہ ۳۹۰
کوکل کھالصہ صفحہ ۱۶۰ مختصر مکمل تواریخ گورو
خالصہ اردو صفحہ ۱۲۳ اتہاس گورو خالصہ ہندی
صفحہ ۲۳ بھگت بانی ترجمہ پنڈت نارائن سنگھ جی
طور تمہ صفحہ وغیرہ) کبیر جی کے بانی سے متعلق
تو سکھوں کا ایک طبقہ برملا یہ کہتا ہے کہ
یہ بانی کبیر جی کی نہیں ہے بلکہ گورو
ارجن جی نے اسے خود اچارن کیا ہے۔
(ملاحظہ ہو پراچین بیڑاں صفحہ ۵) بعض
لوگوں کے نزدیک کبیر ایک فرضی وجود
تھا (سکھ اتہاس مصنفہ مسٹر گنگم حاشیہ
صفحہ ۵) اس صورت میں یہ ثابت ہوگا کہ
گورو گرنتھ صاحب میں کبیر جی کے نام
پر جو بانی درج ہے وہ کبیر جی کی بیان کردہ
نہیں ہے۔

سکھ ودوان اس امر کو بھی تسلیم کرتے
ہیں کہ خدا تعالے کے نیک بندے اپنی
قوت قدسیہ کے ذریعہ مر چکے لوگوں
سے ملاقات کرکے ان کے عقائد اور
خیالات کا علم براہ راست ان سے حاصل
کر لیا کرتے ہیں اور بھگت بانی سے متعلق
سکھوں کا ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ
گورو ارجن جی نے یہ بانی فوت شدہ بھگتوں
سے براہ راست حاصل کی تھی اور اس کی
درستیاں بھی ان سے کروائی تھیں۔
(ملاحظہ ہو گوردوارے درشن صفحہ ۱۳۳۔
گورپرتاپ سورج گرنتھ راس سے انسو ۴۲
تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۹۹ (اردو) انجمن
گورو خالصہ صفحہ ۲۳۔ گورمت اتہاس
گورو خالصہ صفحہ ۱۰۱۔ سوڈھی جیکار صفحہ ۱۹۶
دربار صاحب امرتسر صفحہ ۹۵۔ واگ مالا منزل
صفحہ ۔ گورپرتاپ سورج سمپادت صفحہ ۹۱۔۹۲
جیون بھائی گورداس صفحہ ۴۲ و گورو بلاس
پاتشاہی چھیوں ادھیائے ۹ و گورو گرنتھ
صاحب ترجمہ پنڈت نارائن سنگھ گیانی
دیباچہ وغیرہ)

گورو گرنتھ صاحب میں بھگتوں کے نام
پر جو بانی درج ہے وہ اس شکل میں ان
کی کسی کتاب میں نہیں ملتی اس بارہ میں ایک
سکھ ودوان کا یہ بیان ہے کہ:۔

"وہ سب بھگتوں کی بنائی
ہوئی کتابوں کا نہ ہونا اس
امر کا ثبوت ہے کہ بھگتوں نے
یہ بانی ست گورو کی خدمت
میں حاضر ہو کر بیان کی ہے"

(گورو گرنتھ صاحب ترجمہ پنڈت نارائن
سنگھ گیانی)

گویا کہ اگر کشف میں حاصل شدہ بات
یا شبد کا ثبوت خارج میں نہ بھی ملے تو سکھ لوگ
اپنے مسلمات کی بناء پر اس سے انکار
نہیں کر سکتے

الغرض یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے عالم کشف
میں گورو نانک جی سے یہ شبد سنا ہو۔
اور سکھ خود اپنے مسلمات کی رو سے
اس قسم کے کشوف کا انکار نہیں کر سکتے
بلکہ وہ اس طریق کو حقیقت معلوم کرنے
کا درست اور صحیح راستہ تسلیم کرتے
ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور کے
پاس کوئی گرنتھ ہو اس میں یہ شبد گورو نانک جی
کے نام پر درج ہو

اس کے علاوہ سکھوں میں بھی متعدد
ایسے ودوان موجود ہیں جن کے نزدیک
اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
ایک نور تے سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے
کا شبد گورو نانک جی کا بیان کردہ ہی ہے
چنانچہ اس سلسلہ میں ہم چند ایک حوالہ جات
ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں

(۱) دہلی کے مشہور و معروف سکھ اخبار
شیر پنجاب نے لکھا ہے کہ:۔

"گورو نانک جی کی زندگی کا فلسفہ
یہ تھا کہ

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
یعنی ساری دنیا اس پرماتما کی بنائی ہوئی ہے
(شیر پنجاب دہلی گورو نانک نمبر ۱۹۵۸ء)

(۲) سردار گوربخش سنگھ جی پی ایس سی
بیان کرتے ہیں کہ:۔

گورو نانک جی نے سب نیک اور
بد لوگوں کو ایک ہی نور سے پیدا شدہ
بتایا ہے اور ایک وسیع بحر حیات کی
چھوٹی بڑی لہریں بیان کیا ہے "کون
بھلے کون مندے" کا سوال اٹھا کر
گناہ و ثواب کے تمام راز عیاں کر دیئے
ہیں" (پریت لڑی نومبر ۱۹۶۰ء)

(۳) ایک اور ودوان کا بیان ہے کہ:۔

"گورو نانک دیو نے:۔

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
اچار کر اس سانجھے پن کا پرچار کیا"
(گورمت امرتسر نومبر ۱۹۶۱ء)

(۴) ایک اور ودوان لکھتے ہیں کہ:۔

"گورو صاحب نے ایک نڈر بے
پرواہ انقلابی کی مانند زوردار آواز میں
اعلان کیا کہ:۔

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
ایک نور تے سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے"
(اخبار اجیت جالندھر ۲۳ اگست ۱۹۶۱ء)

(۵) ایک ودوان نے اس سلسلہ
میں یہ لکھا ہے کہ:۔

"گورو نانک نے دھرم کا جھنڈا
اٹھایا۔۔۔ انسانوں میں ذات پات
اور چھوت چھات اور مذہب کی بناء پر
تقسیم کے بارہ میں صاف الفاظ میں
فرمایا کہ:۔

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
ایک نور تے سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے
(شیر پنجاب دہلی گورو نانک نمبر ۱۹۵۸ء)

(۶) گورو نانک جی کی نظروں میں ...
... کوئی تفریق نہ تھی آپ کا یہی فرمان
ہے:۔

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
ایک نور تے سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے
(اخبار رنجیت پٹیالہ ۱۰ نومبر ۱۹۵۰ء)

(۷) گورو نانک صاحب نے دنیا کو
ایک غیر فانی پیغام دیا:۔

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
ایک نور تے سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے
اس شبد میں ایک بہت بڑی سچائی ہے
(اخبار اکالی پتر کا جالندھر ۱۴ ستمبر ۱۹۶۱ء)

(۸) ایک سکھ شاعر نے بیان کیا ہے
کہ:۔

اک دی نور سے ہر کا بابا جگ دی تپش مٹائے توں
ساقی بن کے دنیا نوں بھر نور دا جام پلائے توں

......

ایک نور تے سب جگ اپجیا گیت ای پھر گا داتا
دنیاں دا جھگڑا مک جاوے ایکے دا سبق سکھا داتا
(رسالہ پریتم نومبر ۱۹۶۲ء)

(۹) حال ہی میں ۱۵ اکتوبر سنت سنگھ جی
سیکرٹری شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر
نے گورو نانک کے جنم دن کے موقعہ پر
ننکانہ صاحب سے ریڈیو پاکستان پر ایک
تقریر براڈکاسٹ کی اس میں بھی
آپ نے

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
کا شبد گورو نانک جی کا بیان کردہ ظاہر کیا ہے

(۱۰) اس کے علاوہ اور بھی متعدد سکھ ودوانوں
نے اول اللہ نور اپایا کے شبد کو گورو
نانک جی کا بیان کردہ تسلیم کیا ہے (ملاحظہ ہو
رسالہ پھلواڑی ۳۰ نومبر ۱۹۳۹ء لٹھو ایڈیشن
سائز صفحہ ۱۳۷ شیر پنجاب نانک نمبر صفحہ ۱۹۵
رسالہ امرتسر نومبر ۱۹۳۰ء۔ اکالی پتر کا جالندھر
نانک نمبر صفحہ ۱۹۶)

ان تمام حوالہ جات سے یہ ظاہر ہے
کہ گو موجودہ گورو گرنتھ صاحب میں یہ
شبد کبیر جی کے نام پر درج ہے مگر متعدد
سکھ ودوان اسے گورو نانک جی کا بیان
کردہ تسلیم کرتے ہیں اس صورت میں یہی
تسلیم کرنا پڑے گا موجودہ مروجہ گورو گرنتھ
صاحب میں یہ شبد کسی نقل نویس کی
غلطی سے کبیر جی کے نام پر درج ہو گیا ہے

میں اس تلاش میں ہوں کہ کوئی ایسا گرنتھ
دستیاب ہو جائے جس میں یہ شبد
گورو نانک جی کے نام پر درج ہو۔ ہم اپنے
ناقص علم اور محدود مطالعہ کی بناء پر یہ نہیں
کہہ سکتے کہ حضور نے سہواً کبیر کا شبد
گورو نانک جی کی طرف منسوب کر دیا ہے
اگر کوئی ایسا خیال کرے تو یہ اس کی بہت
بڑی غلطی ہوگی۔ کیونکہ کوئی شخص دیانت
داری سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے
گورو گرنتھ صاحب کے تمام مطبوعہ اور
قلمی نسخوں کی چھان بین کر لی ہے اور کسی
بھی گرنتھ میں یہ شبد نانک کے نام پر
درج نہیں ایسا دعویٰ درست نہ ہوگا۔
غیر سکھوں کا تو ذکر ہی کیا خود سکھوں
میں بھی ایسا کوئی ودوان نہیں جو یہ دعویٰ
کر سکے کہ اس نے آج تک لکھے گئے
اور چھاپے گئے تمام گرنتھ صاحب دیکھ لئے
اور پڑھ لئے ہیں اس کے علاوہ سکھ ودوانوں
کو مسلم ہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں درج
شدہ بانی سے متعلق وثوق سے یہ نہیں
کہا جا سکتا کہ وہ جس کے نام پر درج
ہے اسی کی بیان کردہ ہے ان حالات میں
کسی شخص کا محض گورو گرنتھ صاحب [illegible]
یا کسی اور کتاب پر گورو نانک صاحب کے
مذہب کی بنیاد رکھنا کسی بھی محقق کے نزدیک
درست نہ ہوگا اس بارہ میں اسے تسلیم کرنا
پڑے گا کہ اسلام کے جلیل القدر پہلوان حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ بیان کیا ہے
وہی درست اور صحیح ہے اب تو سکھوں میں
بھی ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو یہ برملا
کہہ رہے ہیں کہ:۔

پستک کوئی نہ ٹھیک وچ گورمت دسن ہار
(گوربانی گورمت صفحہ ۱۳۳)

یعنی سکھوں کے پاس کوئی ایسی
کتاب نہیں ہے جو صحیح رنگ میں گورمت
یعنی گورو نانک جی کے مذہب کی ترجمانی
کر سکے۔ اس بارہ میں ایک اور سکھ
ودوان نے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"آج کل بھی جو لوگ گورو نانک
صاحب کا اپدیش پڑھتے ہیں وہ یقینی
فیصلہ نہیں کر سکتے کہ ان کا مذہب
کیا تھا"

(کل تارک گورو صفحہ ۳۲)

الغرض سکھ ودوانوں کو مسلم
ہے کہ محض گورو نانک صاحب کی بانی
پڑھ کر ان کے مذہب سے متعلق کوئی
حتمی اور یقینی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور یہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد:۔

"باوا نانک صاحب کے مذہب
کی اصل حقیقت دریافت کرنے کے
لئے صرف موجودہ گرنتھ پر مدار رکھنا
غلطی ہے" کی تصدیق ہے۔

باوا نانک صاحب کے مذہب کا یقینی فیصلہ کس طرح ہو سکتا ہے

۱۔ ڈیرہ بابا نانک کا چولہ صاحب:۔

حضور علیہ السلام نے باوا صاحب کے مذہب کا یقینی فیصلہ کرنے کے لئے دو چیزیں پیش فرمائی ہیں ایک تو وہ چولہ صاحب ہے جو بڑا چین سکھ تاریخ کی رو سے گورو جی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور خلعت کے ملا تھا اور اس پر جابجا قرآن شریف کی مقدس آیات درج ہیں یہ چولہ آج تک ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں گورو جی کی اولاد سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے پاس چلا آرہا ہے اور اس کا سالانہ میلہ ۲۱-۲۲-۲۳ پھاگن کو ہر سال لگتا ہے جس میں ہزاروں سکھ جمع ہوتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس چولہ کو پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

"باوا نانک کے اسلام کے لئے یہ ایک عظیم الشان گواہی ہے۔"

(ست بچن ص۳۳)

ایک اور مقام پر حضور فرماتے ہیں:۔

"تمیس برس کا عرصہ ہوا جبکہ میں نے یہ خواب یعنی کہ باوا نانک صاحب کو مسلمان دیکھا اسی وقت اکثر ہندوؤں کو سنایا گیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ اس کی کوئی تصدیق پیدا ہو جائے گی چنانچہ ایک مدت کے بعد وہ پیشگوئی بکمال پوری ہو گئی اور تین سو برس کے بعد وہ چولہ دستیاب ہو گیا ہے جو ایک صریح دلیل باوا صاحب کے مسلمان ہونے پر ہے"۔

(تذکرہ ص۱۹ نزول المسیح ص۲۰۶)

حضور اس چولہ کو دیکھنے کی غرض سے ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء خود بھی ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے (ست بچن ص۳۲-۳۳)

حضور نے جب باوا صاحب کے مسلمان ہونے کی یہ عظیم الشان گواہی اور صریح دلیل دنیا کے سامنے پیش کی تو اس کا بہت گہرا اثر ہوا۔ چنانچہ ایک ہندو ودوان لالہ رام جی نے لکھا ہے کہ:۔

"ذکر اذکار کرتے ہوئے (لیکھرام) نے کہا کہ (حضرت) مرزا (صاحب) قادیانی نے اس چولہ کی جو گورو نانک جی مکہ سے ہمراہ لائے تھے (گورو جی یہ چولہ مکہ سے ہمراہ نہیں لائے تھے بلکہ پہن کر حج کرنے کی غرض سے مکہ معظمہ گئے تھے ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۴۹-۲۵۰ وگیان رتناکر ص۲۳۱ اور رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۵۷ء) کچھ روپے دیکر ہنتت سے کر اس پر سے عربی آیات وغیرہ کی نقل کرلی ہے اب مرزا صاحب گورو نانک جی کو مسلمان قرار دے رہے ہیں مجھے معزز سکھوں نے کہا تھا کہ آپ اس کا جواب تحریر کریں تو میں نے ان سے یہ شرط پیش کی کہ آپ ہنتت مذکور سے وہ چولہ لے کر میرے حوالہ کریں میں جلسہ کرکے روبرو دیکر عام لوگوں کے اس چولہ کو ماچس لگا کر جلا دوں گا بعد اس کے جواب لکھوں گا۔ انہوں نے ہنتت سے چولہ لینے کی مجبوری ظاہر کی اور میں نے خاموشی اختیار کی۔"

(سوانح عمری دھرم ویر پنڈت لیکھرام تاریخ ص۱۰۱)

قطع نظر اس کے کہ معزز سکھوں نے پنڈت لیکھرام جی سے کوئی درخواست کی تھی یا نہیں کی تھی اس مندرجہ بالا حوالہ سے یہ بخوبی عیاں ہے کہ پنڈت لیکھرام الیاد دشمن اسلام اور معاند رسول بھی اس بات کو اچھی طرح سمجھتا تھا کہ چولہ صاحب گورو نانک کے مسلمان ہونے کی ایک عظیم الشان گواہی اور صریح دلیل ہے اس کی موجودگی میں گورو جی کو اسلام سے الگ نہیں کیا جا سکتا اسی لئے اس نے سکھوں کو مشورہ دیا کہ پہلے چولہ صاحب تلف کرنے کی تدبیر کی جائے شاید اسی مشورہ کے ماتحت سکھ ودوانوں نے بعد میں چولہ صاحب سے متعلق متضاد روایات کو ایک طومار سکھ کتب میں داخل کر دیا اور گیانی گیان سنگھ ایسے مشہور سکھ مؤرخ نے ڈیرہ بابا نانک کے بیدیوں کو اس چولہ صاحب کو محفوظ رکھنے کے "جرم" میں گالیاں دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔

(ملاحظہ ہو گورو دھام دیدار ص۱۶۷ دھنی پرکاش چھاپہ ٹائپ بسرام ۹)

گورو ہرسہائے کا قرآن شریف

گورو نانک صاحب کے اسلام کے سلسلہ میں حضور نے گورو ہرسہائے کا وہ قرآن شریف پیش کیا جو بابا جی کی ایک تاریخی اور مقدس یادگار کے طور پر گورو ہرسہائے کے سوڈھی صاحبان کے قبضہ میں چلا آرہا تھا اور سکھ اسے "بابے دی پوتھی" کہہ کر اس کی پوجا کیا کرتے تھے، اور جن ہنتوں کے قبضہ میں یہ قرآن شریف تھا وہ ایک، سوا ایک مرتبہ نہا کر لے

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ کی —×— خاص ادویات

(۱) کیوریٹو کھانسی زکام۔ بخار۔ نزلہ۔ انفلوئنزا۔ نمونیہ۔ گلے کی خرابی۔ سر درد۔ کان درد دانت درد اور سردی سے پیدا ہونیوالی تمام تازہ تکالیف کو فوراً دور کرتی ہے۔
قیمت فی ڈرام ۔۵ پیسے۔ فی اونس ۲ روپے ۵۰ پیسے فی پیکٹ (چار خوراک) ۱۳ پیسے۔

(۲) بے بی ٹانک :۔ بچوں کے دستوں۔ کمزوری۔ سوکھا پن۔ رکی ہوئی نشوونما اور دانت نکالنے کی بہترین دوا اور مجرب و مشہور ٹانک۔ ایک ماہ کورس ۳ روپے۔ پندرہ روزہ کورس ایک روپیہ ۷۵ پیسے۔

(۳) برین ٹانک :۔ دماغی تھکان اور حافظہ کی کمزوری کا بہترین علاج۔ طلباء اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر ٹانک۔
قیمت ایک ماہ کورس ۳ روپے۔ پندرہ روزہ کورس ایک روپیہ ۷۵ پیسے۔

(۴) جنرل ٹانک :۔ دماغی اور اعصابی کمزوری کا علاج زیادہ محنت کاروباری تفکرات اور دیگر پریشانیوں کے برے اثرات کیلئے اکسیر ہے۔ ایک ماہ کورس ۴ روپے

(۵) سپیشل ٹانک :۔ دماغی و اعصابی کمزوری جوانی کی غلط کاریوں یا بیماریوں یا کسی خاص وجہ سے پیدا ہونے والی شدید کمزوری اور خاص کمزوری کے لئے واقعی سپیشل ٹانک ہے۔ ایک ماہ کورس ۵ روپے۔

(۶) لیکورین :۔ لیکوریا (سیلان الرحم) کے لئے بہت مفید اور مجرب دوا ہے۔ فی شیشی چار روپے ۴/-

(۷) مینسلین ۱ :۔ عورتوں کے خاص ایام کی تکالیف۔ مثلاً رکاوٹ، کمی اور درد وغیرہ کو فوراً دور کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے ۵۰ پیسے۔

(۸) مینسلین ۲ :۔ اگر خاص ایام میں خون کثرت سے آئے۔ جلد جلد آئے یا دیر تک جاری ہے تو یہ دوا اس کا بہترین علاج ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے ۵۰ پیسے۔

شعبہ حیوانات

اکسیر اپھارہ (اکسیر پیٹا) :۔ شفتل اور برسیم وغیرہ قسم کے چارہ سے جانوروں کو جو مہلک اپھارہ ہو جاتا ہے۔ اسے یہ دوا بفضلہ تعالیٰ ۵ منٹ میں دور کر دیتی ہے۔ قیمت فی پیکٹ ۵۰ پیسے۔

اس کے علاوہ جانوروں کی دیگر مہلک امراض مثلاً منہ کھر۔ خناق (گل گھوٹو) کٹ اور زہر باد وغیرہ کے لئے بھی اکسیر دوائیں مل سکتی ہیں۔

کمیشن :۔ کسی بھی دوا کی کم از کم ایک درجن شیشی یا پیکٹ خریدنے پر کمیشن دیا جاتا ہے۔ حیوانات کی ادویات میں ۳۳ فیصدی۔ باقی ادویات میں ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جاتا ہے۔ تفصیلات کیلئے رسالہ معلومات ہومیو مفت حاصل کریں

★ ربوہ میں بشیر جنرل سٹور و صوفی کریم بخش جنرل اینڈ کمیشن مرچنٹ گولبازار ——— اور
★ لاہور میں شیخ عنایت اللہ اینڈ سنز انارکلی نیز رمضان میڈیکل سٹور کمرشل بلڈنگ دی مال سے بھی ہماری خاص ادویات دستیاب ہو سکتی ہیں۔

● ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ ● کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ام اندر اسٹریٹ کرشن نگر لاہور نزد آخری بس سٹاپ

پر لگاتے تھے اور ایک سو ایک روپیہ نذرانہ دے کر دوسروں کو اس کے درشن کراتے تھے ایک سکھ وِدوان نے اس قرآن شریف کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ :-

"گورو ہر سہائے میں ایک قرآن شریف رکھا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ وہ قرآن شریف ہے جسے گورو نانک صاحب مکہ مدینہ کے سفر میں اپنے ساتھ لے گئے تھے"

(خالصہ سماچار امرتسر ۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

ایک اور وِدوان رقمطراز ہیں کہ :-

"گورو ہر سہائے کے سوڈھیوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ یہ پوتھی (یعنی قرآن شریف) گورو صاحب ؒ اپنے پاس رکھا کرتے تھے"

(پریت لڑی جون ۱۹۴۵ء)

اس قرآن شریف کا پتہ لگانے کے لئے حضورؑ نے ۱۹۰۸ء میں ایک وفد گورو ہر سہائے بھجوایا تھا جس میں ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہٗ بھی شامل تھے (ملاحظہ ہو چشمہ معرفت صفحہ ۳۳۸) اس وفد کے متعلق ایک سکھ سکالر کی یہ رائے ہے کہ :-

"وفد کے جو ممبر پڑھے لکھے تھے قرآن ان کی زبان کی نوک پر تھا۔ پوتھی صاحب کو دیکھ کر اسے قرآن شریف کہنے میں انھیں کوئی مغالطہ نہیں لگا"

(پراچین بیڑاں صفحہ ۱۸)

حضورؑ نے اس قرآن شریف کو گورو نانک صاحب کے اسلام کی ایک حتمی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"اب ہم اس جگہ اس بات کو بیان کرنے سے خاموش نہیں رہ سکتے کہ یہ قرآن شریف جو بابا نانک صاحب کے گرونوں کے تبرکات میں نہایت عزت اور ادب کے ساتھ اب تک اس خاندان میں چلا آرہا ہے . . . . . . بلاشبہ باوا صاحب . . . کے اسلام پر یہ ایسا کھلا ثبوت ہے کہ اس سے بڑھ کر متصور نہیں"

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۳۸)

خود سکھوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ گورو ہر سہائے کا یہ قرآن شریف باوا صاحب کے سلام کی یقینی دلیل ہے چنانچہ سردار جی بی سنگھ ریٹائرڈ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل نے اس سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ :-

"الغرض اگر یہ پوتھی فی الحقیقت گورو نانک صاحب کی ہو اور ہو وہ قرآن شریف جس طرح کہ احمدیوں نے بیان کیا ہے تب سکھ اپنے ہی سے گورو نانک صاحب کو پکا مسلمان ثابت کر رہے ہیں"

(ترجمہ از پراچین بیڑاں صفحہ ۳۰)

ایک اور سکھ وِدوان سردار گوربخش سنگھ جی بی ایس سی ایڈیٹر رسالہ پریت لڑی کا اس بارہ میں بیان ہے کہ :-

"پوتھی صاحب سے متعلق سردار (جی بی سنگھ) صاحب نے ایک تاریخی واقعہ سنایا ہے . . . . اس پوتھی کا جب جماعت احمدیہ کے ایک ڈیپوٹیشن نے ملاحظہ کیا تو انھوں نے گورو نانک صاحب کے مسلمان ہونے کا ایک یقینی ثبوت پریس میں پیش کیا"

(ترجمہ از پریت لڑی جون ۱۹۴۵ء)

ان حوالہ جات سے یہ واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سکھ صاحبان پر اسلام کی صداقت اور حقانیت واضح کرنے کے لیے جو راستہ اختیار کیا وہ صحیح اور درست ہے اور گورو نانک صاحب کے اسلام کو ثابت کرنے کے سلسلہ میں جو اصول حضورؑ نے مقرر فرمائے ہیں آج سکھ وِدوان بھی انھیں تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

٭

اپنی ہر قسم کی طبی ضروریات کے لیے

دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ

گول بازار ربوہ

کو یاد رکھیں

الفردوس کلاتھ مرچنٹ

انارکلی لاہور

سے

ہر قسم کا سوتی، ریشمی اور اونی کپڑا خریدیں

پہلے سے بھی زیادہ آپ کے تعاون کی ضرورت ہے

الفردوس کلاتھ مرچنٹ۔ انارکلی لاہور

ایک قول کے فون نمبر ۲۷۸۸ ایک بان
احمدیوں کی کپڑے کی مشہور دکان
مجاہد کلاتھ ہاؤس
چوک بازار ملتان شہر
ہر قسم کا بہترین کپڑا مثلاً اونی، ریشمی آرٹ سلک
سوتی ساڑھیاں - دوپٹے - بیٹ - لیڈی ہملٹن سیٹ
واجبی نرخوں پر ہم سے خرید کر فائدہ اٹھائیں۔
پروپرائیٹر
چوہدری عبدالرزاق اینڈ سنز جالندھری
اصحاب احمد کی نئی جلد
حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب اور انکی اہلیہ و فرزند اکبر کی
سوانح
"اصحاب احمد" کی گیارہویں جلد زیر طباعت ہے جو حضرت
چوہدری نصراللہ خاں صاحب مرحوم اور آپکی اہلیہ محترمہ رضی اللہ عنہما
کے ایمان افروز سوانح پر مشتمل ہوگی۔
اصحاب احمد کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب دام عزۂ تحریر فرماتے ہیں:۔
"رسالہ اصحاب احمد ...... وہ اتنا دلچسپ اور ایمان افروز تھا
کہ میں اسے ختم کرنے کے بعد سویا۔"
قیمت فی نسخہ ۴ روپے ✦ مجلد ۵ روپے
مینیجر اصحاب احمد دارالرحمت شرقی ربوہ
گورنمنٹ منظور شدہ
ٹیلیفون نمبر ۵۶۵۳
لائسنس نمبر ۶۲/۴۳
میسرز محمد اسمٰعیل اینڈ سنز
موٹر باڈی بلڈنگ کنٹریکٹرز
۱۱۶- ڈلہوزی روڈ راولپنڈی کینٹ
بہترین بسیں۔ اسٹیشن ویگن۔ ٹرک۔ باڈی بنانے والا ادارہ

پاکستان بھر میں پہلی شاندار ٹرانسپورٹ نمائش
یہ یادگار، فخریہ اور عظیم الشان نمائش ۱۹۶۳ء میں مغربی پاکستان
کے زندہ دل تاریخی شہر لاہور میں دکھائی جا رہی ہے۔
اس مقصدی نمائش میں گورنمنٹ اور پرائیویٹ ٹرانسپورٹ بشمول
فضائیہ، بحریہ اور ریلوے کے عظیم دیدہ زیب اور شاندار
اسٹال لگائے جائیں گے۔ جن میں پاکستان ٹرانسپورٹ کی بے مثال ترقی
کی واضح اور مکمل تصویر نظر آئے گی۔
ٹرانسپورٹ لائن سے متعلقہ کاروباری کمپنیاں اور ادارے (مثلاً سپیئر پارٹس ڈیلر،
ڈیزل پٹرول سیلرز، ٹائر ٹیوب میکرز، باڈی بلڈرز، انشورنس کمپنیاں
پرائیویٹ آپریٹرز و دیگر ادارے) اسٹال کی بکنگ — اور
مکمل تفصیلات کیلئے پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں۔
فضل الرحمن نعیم
جنرل منیجر
کل پاکستان ٹرانسپورٹ نمائش ۱۹۶۳ء ۵ سرکلر روڈ لاہور
اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر معظم
عالمی عدالت انصاف ہالینڈ کے سابق نائب صدر ہز ایکسیلنسی
جسٹس ڈاکٹر سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کا تصدیق نامہ
مکرمی جناب حکیم مبارک احمد خان صاحب عرصہ چودہ پندرہ سال سے طبیہ عجائب گھر
کو خوبی اور تندہی سے چلا رہے ہیں۔ اور اس ادارہ سے یونانی ادویہ اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی نہایت
خالص دستیاب ہو سکتی ہیں طبیہ عجائب گھر اعلیٰ پیمانے پر خدمت خلق بجا لاتا ہے اور رفاہ عام
کا ایک اہم شعبہ ہے جس پر حکیم مبارک احمد خان صاحب بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا
منور احمد صاحب ایم بی بی ایس چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال فرماتے ہیں: میں نے طبیہ عجائب گھر کے
بعض مرکبات خود استعمال کئے ہیں اور اپنے مریضوں کو استعمال کرائے ہیں۔ انکو بے حد مفید پایا ہے
سونے کی گولیاں بیش قیمت مفید اجزاء کا مرکب ہیں۔ پیشاب کی جملہ امراض شوگر ... اور تبخیر کا قلع قمع کرتی
ہیں۔ پیشاب کے دیگر معروف امراض صفرا و امراض بلغم کو رفع کرتی ہیں اور عورتوں مردوں کے کثرت پیشاب کے عارضہ کیلئے
از حد مفید ہیں۔ کمر درد کو مضبوط اور توانا بنا دیتی ہیں طاقت و قوت چہرے کی خوبصورتی اور مردانہ قوت و توانائی
کو بڑھاتی ہیں ہر قسم کی کمزوری کو دور کر کے جسم کو فولاد کی طرح مضبوط بنا دیتی ہیں۔ قیمت ... کورس چودہ روپے دو ...
کا کورس ... ایک ہفتہ کا کورس ... طبیہ عجائب گھر امین آباد ضلع گوجرانوالہ
کتاب "ربوہ"
کا نظر ثانی کے بعد دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا
ابواب کی فہرست درج ذیل ہے
باب ۱۔ احمدیت کا تعارف
" ۲۔ داغ ہجرت
" ۳۔ نیا مرکز
" ۴۔ ربوہ کی آبادی
" ۵۔ محلہ جات و دیگر کوائف
" ۶۔ مساجد
" ۷۔ جماعتی دفاتر
" ۸۔ تعلیمی ادارے
" ۹۔ علم و عمل
" ۱۰۔ تربیتی ادارے
باب ۱۱۔ اشاعتی ادارے
" ۱۲۔ اخبارات و رسائل
" ۱۳۔ اجتماعات
" ۱۴۔ چند اہم واقعات
" ۱۵۔ نمایاں شخصیتیں
" ۱۶۔ ربوہ کا روحانی مقام
" ۱۷۔ منظومات
" ۱۸۔ کبھی ہم کو خلق خدا غائب کیا
" ۱۹۔ ضمیمہ جات
" ۲۰۔ کتاب ہذا کے متعلق چند آراء
کتاب کا حجم ۲۷۰ صفحات جس میں ۹۰ صفحے تصاویر کے بھی شامل ہیں
قیمت کاغذ درجہ اول:۔ ساڑھے چار روپے مجلد
قیمت کاغذ درجہ دوم:۔ ساڑھے تین روپے مجلد
ربوہ میں حسب ذیل مقامات سے کتاب دستیاب ہو سکتی ہے۔
۱۔ افضل برادرز گولبازار و غلہ منڈی ۲۔ مون لائٹ سٹور گولبازار
۳۔ مکتبہ الفرقان — وی پی کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں
کیپٹن ملک خادم حسین فیکٹری ایریا ربوہ ضلع جھنگ
فون نمبر 3307
شاہ میڈیکو لائل پور
لائل پور شہر میں شاہ میڈیکو
واحد دکان ہے جو مریضوں کی سہولت
کیلئے تمام رات کھلی رہتی ہے مریضوں کی کسی
بھی جگہ کی آمد و رفت کیلئے دو ایمبولینس کاروں کا
بھی انتظام ہے۔ ضرورت کے وقت ۳۳۰۷ نمبر پہ
ٹیلیفون کر کے گاڑی منگوائی جا سکتی ہے۔
شاہ میڈیکو سوداگران ادویات انگریزی و یونانی کچہری بازار لائل پور فون نمبر ۳۳۰۷
سرمہ نور والوں کا
نورانی کاجل
آنکھوں کی صفائی اور خوبصورتی کیلئے
بہترین تحفہ۔
جلسہ سالانہ پر خریدتے وقت شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ
سیالکوٹ کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں۔
مینیجر

فون نمبر ۲۷۲۸

ہر قسم کے سامان بجلی کیلئے

ملتان ڈویژن کی واحد بڑی دکان

پاؤنیر الیکٹرک کمپنی

پاؤنیر مارکیٹ۔ بیرون حرم گیٹ ملتان شہر

سے رجوع فرماویں

پروپرائیٹر:- چوہدری عبد اللطیف قادیانی

ضرورت ہے

علاقہ ملتان میں مفصلہ ذیل کارکنان کی

۱- فیلڈ اسسٹنٹ یا مقدم ریٹائرڈ ۲- مالی جو پیوند کرنا جانتا ہو

۳- ٹریکٹر ڈرائیور جو مکینک بھی ہو ۴- بیلدار برائے باغ

۵- ہاری برائے خود کاشت ۶- حصہ پر- آسان شرائط پر سبزی کاشت کروانے

خواہشمند اصحاب اپنی درخواستیں معہ تصدیق صدر یا امیر مقامی زیر دستخطی کے پاس بھجوا دیں

تنخواہ حسب لیاقت دی جاوے گی ـــــ کم از کم اور زیادہ سے زیادہ تنخواہ کے بارہ میں تحریر کریں

نیز ایام جلسہ سالانہ کے دوران بر کوٹھی ملک عمر علی احمد نگر دار الصدر غربی ربوہ ملاقات کریں

چوہدری عزیز الدین احمد بی ایس سی زراعت مینیجر کھوکھر اسٹیٹ ۱۴ کچہری روڈ ملتان چھاؤنی

پاکستان ویسٹرن ریلوے ـــــ راولپنڈی ڈویژن

ٹینڈر نوٹس

حسب ذیل کاموں کے لئے لیبر اینڈ میٹیریل کے ساتھ نظر ثانی شدہ شیڈول آف ریٹس ۱۹۵۴ء پر سر بمہر ٹینڈر ۵ جنوری ۶۳ء کے بارہ بجے تک وصول کئے جائیں گے۔

کام کا نام	زر ضمانت	عرصہ تکمیل	تخمینہ لاگت
۱- جہلم میں برج ورکشاپ کی ری ماڈلنگ کے سلسلہ میں سٹاف کوارٹروں اور دفاتر کی تعمیر۔	۶۵۰۰/- روپے	۱۵ ماہ	۳،۲۵،۰۰۰/-
۲- سرگودھا خوشاب سیکشن میں ۶۰×۲ گرڈر برج کی جگہ جو سیلاب کی وجہ سے بہہ گیا تھا ایک ... کی تعمیر۔	۴،۰۰۰/-	۱۲ ماہ	۲،۰۰،۰۰۰/-
۳- لالہ موسیٰ اسٹیشن یارڈ کی ری ماڈلنگ کے سلسلہ میں مٹی کے پشتے اور عمارتی کام بشمول تعمیر کوارٹرز۔	۱۱،۵۰۰/-	۱۲ ماہ	۵،۷۵،۰۰۰/-

۲- بجوزہ فارموں پر موصول ٹینڈرز اسی دن سوا بارہ بجے بر سر عام کھولے جائیں گے۔

۳- تمام ٹھیکیداران جو ڈویژن ہذا کے ٹھیکیداران کی منظور شدہ فہرست پر نہیں انہیں چاہیئے کہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ پی ڈبلیو ریلوے راولپنڈی کے پاس اپنے نام درج کرالیں۔

۴- ٹینڈر کی دستاویزات مشتمل بر ٹینڈر فارم، کنٹریکٹ (ایگریمنٹ اور ڈی) کی خاص شرائط۔ ٹینڈر کے لئے ہدایات اور تخصیصات کے کوائف اگر کوئی ہوں۔ دفتر زیر دستخطی سے مبلغ ۵/- روپے (پانچ روپے) کی ادائیگی پر جو واپس نہیں کئے جائیں گے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ٹھیکہ کی خاص شرائط پر ٹینڈر دہندگان کو اپنی قبولیت کے طور پر دستخط کرنے ہوں گے۔

۵- زر بیعانہ لازمی طور پر ڈویژنل پے ماسٹر پی ڈبلیو ریلوے راولپنڈی کے پاس ٹینڈر کھولنے کی تاریخ اور وقت سے قبل جمع کرا دیا جائے جس کے بغیر کسی ٹینڈر پر غور نہیں کیا جائے گا۔

۶- ریلوے انتظامیہ سب سے کم یا کسی ٹینڈر کو کلی یا جزوی طور پر منظور کرنے کی پابند نہیں ہے۔

۷- شیڈول آف ریٹس سے کم یا زائد ریٹ علیحدہ علیحدہ دیئے جائیں۔

مثلاً (الف) لیبر اور میٹیریل کے ساتھ
(ب) لیبر کے ساتھ
(سی) صرف مٹی کے کام کے لئے

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ
پی ڈبلیو ریلوے- راولپنڈی

دوسروں کی نگاہ
اور
آپ کا ذوق

فرحت علی جیولرز

۳۹ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور

فون نمبر ۲۶۲۲۳

معدہ اور پیٹ کی تمام بیماریوں کیلئے مفید دوا

تریاقِ معدہ

پیٹ درد، بدہضمی، اپھارہ، بھوک نہ لگنا، کھٹے ڈکار، ہیضہ، اسہال، متلی اور قے، ریاح خارج ہونا بار بار اجابت کی حاجت اور قبض کے لئے مفید زود اثر اور کامیاب دوا ہے کھانا ہضم کرتا بھوک بڑھاتا اور جسم میں طاقت اور توانائی پیدا کر کے طبیعت کو شگفتہ اور بحال رکھتا ہے ایک شیشی ہمیشہ اپنے پاس رکھئے قیمت فی شیشی ۲ روپیہ چھوٹی شیشی ایک روپیہ صرف۔

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ ضلع جھنگ

سلسلہ احمدیہ کے ممتاز خادم

تبلیغ کی لگن

"وہ اتنا وقت اور اتنا روپیہ تبلیغ احمدیت کے لئے صرف کرتے ہیں کہ کوئی اور فرد نہیں کرتا۔"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ)
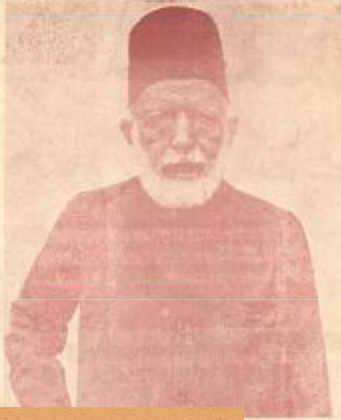
بلند روحانی مقام

"رؤیا میں دیکھا کہ تخت بچھا ہے جس پر سیٹھ صاحب بیٹھے ہیں ..... اس وقت آسمان کی کھڑکی کھلی اور میں نے دیکھا کہ فرشتے سیٹھ صاحب پر نور پھینک رہے ہیں۔"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ)

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب مرحوم سکندرآباد دکن
تاریخ وفات ۲۹ فروری [illegible]

"مسجد نور" راولپنڈی کی تعمیر اور اسکے مختلف مراحل

سنگ بنیاد رکھنے کا منظر
محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب بنیادی اینٹ نصب فرما رہے ہیں

سنگ بنیاد کی تقریب
سنگ بنیاد رکھنے کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب راولپنڈی کے احباب سے خطاب فرما رہے ہیں —

وقار عمل

راولپنڈی کے خدام و انصار مسجد کی چھت پر لنٹل ڈال رہے ہیں

وقار عمل کا ثمرہ

"مسجد نور" راولپنڈی کا ایک منظر

الحمدللہ
ہم خدائے ذوالمنن کے شکرگزار ہیں کہ اس نے اپنے فضل سے آپ کی اپنی کمپنی
طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ
کو بزرگوں کی دعاؤں اور آپ کے تعاون کے طفیل اتنی ترقی دی ہے کہ وہ اب مندرجہ ذیل روٹوں
پر چل رہی ہے:۔
• لاہور۔ ربوہ ۔ سرگودہا۔ جوہرآباد ۔ قائدآباد ۔ دریا خان
• لائل پور۔ ربوہ ۔ سرگودہا۔ جوہرآباد ۔ قائدآباد۔ میانوالی
• سرگودہا۔ ربوہ ۔ چنیوٹ ۔ پنڈی بھٹیاں۔ حافظ آباد ۔ گوجرانوالہ
• لاہور ۔ اوکاڑہ ۔ منٹگمری۔ عارف والہ ۔ قبولہ ۔ بہاولنگر
• لائل پور۔ جھنگ ۔ اٹھارہ ہزاری ۔ گڑھ مہاراجہ ۔ لیہ
• لائل پور۔ شیخوپورہ ۔ لاہور
• سرگودہا۔ بھلووال ۔ بھیرہ
• سرگودہا۔ بھلووال۔ چک رامداس
• سرگودہا ۔ ماڑی لک ۔ جھاوریاں
• جھنگ ۔ کوٹ شاکر۔ بھکر
احباب سے امید ہے کہ وہ آئندہ بھی حسب سابق اپنی کمپنی کے ساتھ تعاون فرماتے رہیں گے
اور اس کی مزید ترقی کیلئے دعا کرتے رہیں گے تاکہ ہم آپ کی بہترین خدمت سرانجام دے سکیں۔
خاکسار:۔ مرزا منیر احمد منیجنگ ڈائرکٹر کمپنی ہذا
فون
ہیڈ آفس جودھامل بلڈنگ لاہور 2710 65570
جنرل بس سٹینڈ لاہور 64337
شاہ راہ مبارک ربوہ 67
جنرل بس سٹینڈ سرگودہا 2435 2436
جنرل بس سٹینڈ جوہرآباد 58
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلسہ سالانہ اور تدابیر حسنہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اشتہار مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء میں جلسہ سالانہ کی اغراض بیان فرماتے ہوئے ایک غرض یہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"... یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کیلئے تیار ہو رہے ہیں"

اس آسمانی بشارت پر قریباً بیالیس سال گذرے تھے کہ ۱۹۳۴ء میں حضور علیہ السلام کے پسر موعود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ تحریک جدید کا قیام عمل میں آیا تاکہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگوں کو توحید پرستار کر کے انہیں سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لایا جائے۔

تحریک جدید کی اٹھائیس سالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ تحریک جدید نہ صرف یورپ اور امریکہ بلکہ ساری دنیا میں اشاعت اسلام کے لئے حقیقی معنوں میں "ایک تدبیر حسنہ" ثابت ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ـــــ جلسہ سالانہ اور تحریک جدید کے اس گہرے تعلق کے پیش نظر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ الفضل کے جلسہ سالانہ نمبر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک الفاظ میں اس "تدبیر حسنہ" کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔

خاکسار شبیر احمد وکیل المال اول تحریک جدید

سادہ زندگی ـ ریڑھ کی ہڈی

سب سے پہلے تحریک جدید کا پہلا مطالبہ ہی پیش کیا جاتا ہے جو اس نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اس ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"اس زمانہ میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے اس لئے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کم کریں تاکہ جس وقت قربانی کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں قربانی کے لئے صرف تمہاری نیت ہی فائدہ نہیں دے سکتی جب تک تمہارے پاس سامان بھی مہیا نہ ہوں ایک نابینا جہاد کا کتنا ہی شوق کیوں نہ رکھتا ہو اس میں شامل نہیں ہو سکتا اس لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سادہ زندگی اختیار کرے" (الفضل ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)

سادہ زندگی کی تعریف

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام نے بطور شریعت سادہ زندگی کی کوئی تعریف نہیں کی اسلام نے بطور اصول یہ تو بتایا ہے کہ سادہ زندگی اختیار کرو مگر یہ تعریف نہیں کی کہ سادہ زندگی کس کو کہتے ہیں پس یہ بحث تو کی جا سکتی ہے اور ہر وقت کی جا سکتی ہے کہ سادہ زندگی کی تعریف کیا ہے اور آیا فلاں احکام جو سادہ زندگی اختیار کرنے کے ضمن میں دیئے گئے ہیں وہ سادہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں یا بعض افراد یا بعض قومیں آپس میں مل کر فیصلہ کر لیں کہ فلاں بات بھی سادہ زندگی کے اصول میں شامل کر لینی چاہیئے لیکن اصولی طور پر اس بات پر بحث نہیں ہو سکتی کہ ہم سادہ زندگی اختیار کرنی چاہیئے یا نہیں کیونکہ یہ خالص اسلام کا حکم ہے اور قرآن کریم کی بیسیوں آیات اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیسیوں احکام اس معاملہ میں موجود ہیں جو ہمارے لئے خضرِ راہ اور ہدایت نامہ ہیں اور پھر ساری عقل بھی اسی طرف رہنمائی کرتی ہے اگر ہم نے دنیا میں اس اسلامی تہذیب کو قائم کرنا ہے جو اس دنیا میں بھی اسی طرح بنی نوع انسان کے لئے بہشت کھینچ کر لاتی ہے جس طرح اگلے جہان میں بہشت ہے تو لازماً اس معاملہ میں آہستہ آہستہ ہمیں بعض اور قیود بھی بڑھانی پڑیں گی یہاں تک کہ اسلام کے منشاء کے مطابق سادہ زندگی کی روح دنیا میں قائم ہو جائے"

(خطبہ جمعہ ۲ فروری ۱۹۳۰ء)

کھانے میں سادگی

"سب کو ایک ہی کھانے کا حکم ہے تا امیر غریب میں کوئی امتیاز نہ رہے اگر دوست اس پر پوری طرح عمل کریں تو امیر کو اپنے غریب بھائی کی دعوت پر کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی اور اس طرح دعوتوں میں زیادہ دوستوں کو بلانے کا موقع مل سکے گا پہلے اگر دس دوستوں کو بلا سکتے تھے تو سادگی کی صورت میں چالیس کو بلا سکیں گے اس کے برعکس امیر جب دعوت کرتے تھے تو پانچ دس کھانے پکانا ضروری سمجھتے تھے اور چونکہ کسی کے پاس لامحدود دولت تو ہوتی نہیں اس لئے مجبوراً صرف چند امیر احباب کو بلا لیتے تھے لیکن کھانے میں سادگی کی وجہ سے اتنی گنجائش ہو سکتی ہے کہ غریبوں کو بھی بلا لیں اور اس طرح دونوں کے لئے ایک دوسرے کے ہاں آنے جانے کا رستہ کھل گیا ہے گو امیر و غریب کے ہاں کھانے میں گھی یا مصالحہ اور خوشبو کی کمی بیشی کا امتیاز رہ جائے لیکن کھانا ایک ہی نظر آئے گا اور یہ اس مطالبہ کا مذہبی سیاسی پہلو تھا کہ دوئی کی روح کو مٹایا جائے اور یہ احساس نہ رہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ طبقے ہیں" (خطبہ جمعہ ۲۵ نومبر ۱۹۳۸ء)

عیدین اور جمعہ کا استثناء

"پس میں اس بارے میں جہاں پھر سادگی کی تاکید کرتا ہوں وہاں میں بعض دوستوں کی متواتر تحریک پر وہ استثنیٰ بھی کر دیتا ہوں ایک تو عیدوں کی طرح میں جمعہ کا استثنیٰ بھی کرتا ہوں اور اس دن ایک سے زائد کھانا کھانے کی لوگوں کو اجازت دیتا ہوں مگر اسی حد تک کہ اگر اس دن کوئی دوسرا کھانا کھائے تو جائز ہوگا یہ نہیں کہ ضرور اس دن ایک سے زائد کھانے پکائے جائیں اور استثنیٰ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس دن نئی نئی کھانے پکنے لگ جائیں پس جمعہ کا میں استثنیٰ کرتا ہوں اور اس دن دو کھانوں کی اجازت دیتا ہوں کیونکہ جمعہ کے متعلق بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ ہماری عید ہے" (خطبہ جمعہ ۲۴ فروری ۱۹۳۹ء)

لباس میں سادگی

"اسلام نے کھانے اور لباس میں انسان کو سادگی کا حکم دیا۔ تاکہ وہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھنے کی بجائے اہم امور کی طرف توجہ کرے"

"لباس کی سادگی نہایت ضروری چیز ہے میں نے دیکھا ہے کہ لباس میں سادگی نہ ہونے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ امیروں اور غریبوں میں ایک بیّن فرق ہے امیر اپنے کپڑوں کو سنبھالے بیٹھے رہتے ہیں اور ہر وقت انہیں یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں کپڑے پر داغ نہ لگ جائے کہیں میلا نہ ہو جائے اور اس طرح وہ غرباء سے پرے پرے رہتے ہیں پس لباس میں سادگی نہایت ضروری ہے بلکہ میں یہاں تک کہوں گا کہ اگر کسی شخص کے پاس صرف ایک جوڑا ہے اور وہ اسے ایسی احتیاط سے رکھتا ہے کہ ہر وقت اسے یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں اس پر دھبہ نہ پڑ جائے کہیں اس پر داغ نہ لگ جائے اور اس طرح غریبوں سے اس کے دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے تو اس نے ہرگز تحریک جدید کے اس مطالبہ پر عمل نہیں کیا اس کے مقابلہ میں اس شخص کو میں زیادہ سادہ کہوں گا جس کے پاس دو یا تین جوڑے کپڑوں کے ہیں اور وہ ان کے متعلق ایسی احتیاط نہیں کرتا جو امارت اور غربت میں امتیاز پیدا کر دیتی ہے درحقیقت لباس میں ایسا تکلف جو انسانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا موجب ہو جائے جو بنی نوع انسان میں کئی قسم کی جماعتیں پیدا کرنے کا محرک ہو جائے سخت ناپسندیدہ اور فتنے پیدا کرنے والا ہے خواہ اس کے پاس ایک ہی

جوڑا ہو یا وہ ہوں پس یہ ہدایت بھی کوئی وقتی ہدایت نہیں۔ بلکہ مستقل ہدایت ہے کیونکہ اسکے ذریعہ سے ان زیوں میں سے تعزز دور ہوتا ہے۔"
(خطبہ جمعہ ۴ فروری ۳۸ء)

اسلام اور زیورات

"یوں قرآن مجید روپیہ رکھنے کی ممانعت نہیں کرتا اگر روپیہ جمع کرنا منع ہوتا تو اسلام میں زکوٰۃ کا مسئلہ بھی نہ ہوتا۔ پس روپیہ جمع کرنا منع نہیں بلکہ ایسا روپیہ جمع کرنا منع ہے جو دنیا کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے۔ ایک شخص کے پاس اگر دس لاکھ روپیہ ہو اور وہ تجارت پر لگا ہوا ہو تو پانچ دس سو لوگ ایسے ہوں گے جو اس روپیہ سے فائدہ اٹھا رہے ہوں گے۔ پس بڑے تاجر کا روپیہ یا بڑے زمیندار کا روپیہ بند نہیں کہلا سکتا۔ مثلاً ایک زمیندار کے پاس اگر دو چار سو ایکڑ زمین ہے تو چونکہ وہ اکیلا اس زمانہ میں ہل نہیں چلا سکے گا۔ اس لئے لازماً وہ اور لوگوں کو نوکر رکھے گا اور اس طرح بارہ تیرہ آدمی بلکہ بشمولیت بیوی بچوں کے ساٹھ ستر آدمی کا اسکی زمین سے گزارہ چلے گا۔ اور تمام قوم کو فائدہ پہنچے گا۔ لیکن اگر وہ سو دو سو ایکڑ زمین کی بجائے۔ اتنے روپیہ کا سونا خرید کر گھر میں رکھ لیتا ہے۔ تو کسی ایک شخص کو بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ تو اپنے روپیہ کو ایسے استعمال میں نہ لانا جس کا دنیا کو فائدہ پہنچے اسلام سخت ناپسند کرتا ہے اور ایسے لوگوں کو ہی قیامت کے دن سزا دینے کا خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔"
(خطبہ جمعہ ۴۔ فروری ۱۹۳۸ء)

خوشی کے مواقع پر زیورات استعمال کرنے کی اجازت

"ہاں عورت کی اس کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ وہ زیور پسند کرتی ہے اور جس کا قرآن کریم نے بھی ینشاء فی الحلیۃ میں ذکر فرمایا ہے اسے تھوڑا سا زیور پہننے کی اجازت ہے۔ اسی طرح ریشم اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے منع کیا ہے مگر عورتوں کا یہ حق تسلیم کیا ہے کہ وہ کچھ زیور پہن کر اور کچھ ریشمی لباس میں ملبوس ہو کر زیب و زینت کر سکتی ہیں۔ اسلئے ہم نے یہ اجازت دی ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر کچھ زیور بنوا لیا جائے لیکن اسکے بعد کسی نئے زیور کے بنوانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ سوائے خاص حالات اور اجازت کے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ٹوٹے پھوٹے زیور کی مرمت کرا لی جائے۔ کیونکہ زیورات ملک کی تجارت اور زراعت اور صنعت و حرفت کی ترقی میں سخت روک ہیں اور اس طرح ملک کا کروڑوں روپیہ بغیر کسی فائدہ کے بند پڑا رہتا ہے۔ اور کسی قومی یا ملکی فائدہ کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا۔ ایک عورت اگر اپنے پاس دس ہزار کا زیور بھی رکھ لیتی ہے تو کسی کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن اگر وہ دس ہزار روپیہ تجارت میں لگا دیتی ہے اور پندرہ بیس آدمی پرورش پا جاتے ہیں تو اس سے ملک اور قوم کو بہت بڑا فائدہ پہنچے گا۔ اور گو اس صورت میں اسکو بھی نفع ملے گا لیکن یہ نفع وہ دوسروں کو نفع میں شامل کر کے لے گا۔ اسلئے شریعت اسکی اجازت دے گی۔

تو اسلام روپیہ کے استعمال کی وہ صورت پسند کرتا ہے۔ جسے لوگ استعمال کریں۔ .... وہ صورت پسند نہیں کرتا جس میں آنکھیں اسے دیکھ دیکھ کر لذت حاصل کریں۔ مگر لوگ اسکے فائدہ سے محروم رہیں۔ پس زیورات کے بنوانے میں جس قدر احتیاط کی جا سکے وہ نہ صرف امارت و غربت کا امتیاز دور کرنے کے لئے، نہ صرف مذہبی احکام کی تعمیل کرنے کے لئے بلکہ اپنے ملک کو ترقی دینے کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔" (خطبہ جمعہ ۴۔ فروری ۳۸ء)

سینما اور تماشے

"ان کے متعلق میں ساری جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ کوئی احمدی کسی سینما، سرکس، تھیٹر وغیرہ غرضیکہ کسی تماشہ میں بالکل نہ جائے۔ اور اس سے کلی پرہیز کرے ......

...... اور ہر مخلص احمدی جو میری بیعت کی قدر و قیمت سمجھتا ہے۔ اس کے لئے سینما یا کوئی اور تماشہ وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا ناجائز ہے ......"
(خطبہ جمعہ ۲۳ نومبر ۳۴ء)

شادی بیاہ

شادی بیاہ اور خوشی کے مواقع پر بھی اخراجات میں اصلاح ہو سکتی ہے کہ نئے ماحول کے ماتحت اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ چونکہ جذبات کا سوال ہے اس لئے میں یہ حد بندی تو نہیں کر سکتا کہ اتنے جوڑے اور اتنے زیور سے زیادہ نہ ہوں۔ ہاں اتنا مدنظر رہے۔ کہ تین سال کے عرصہ میں یہ چیزیں کم دی جائیں جو شخص اپنی لڑکی کو زیادہ دینا چاہے وہ کچھ زیور اور نقدی کی صورت میں دے دے۔"
(خطبہ جمعہ ۲۳ نومبر ۳۴ء)

مہر

"میں نے مہر کی تعیین چھ ماہ سے ایک سال تک کی آمدنی کی ہے یعنی مجھ سے اگر کوئی مہر کے متعلق مشورہ کرے تو میں یہ مشورہ دیا کرتا ہوں کہ اپنی چھ ماہ سے ایک سال تک کی آمد بطور مہر مقرر کر دو۔ اور یہ مشورہ میرا اس امر پر مبنی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے الوصیت کے قوانین میں دسویں حصہ کی شرط رکھوائی ہے گویا اُسے بڑی قربانی قرار دیا ہے۔ اس بناء پر میرا خیال ہے کہ اپنی آمد فی کا دسواں حصہ باقی اخراجات کو پورا کرتے ہوئے مخصوص کر دینا معمولی قربانی نہیں بلکہ ایسی قربانی ہے۔ جس کے بارے میں ایسے شخص کو جنت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس حساب سے ایک سال کی آمد جو گویا متواتر دس سال کی آمد کا دسواں حصہ ہوتا ہے۔ بیوی کے مہر میں مقرر کر دینا مہر کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔ بلکہ میرے نزدیک انتہائی حد ہے۔"
(الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۲۰ء)

ولیمہ

"رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑے سے بڑا ولیمہ بھی اتنا بڑا ہوگا۔ جتنے ہمارے ہاں چھوٹے ہوتے ہیں۔ حالانکہ ولیمہ پر دس پندرہ دوستوں کو بلا لینا کافی ہوتا ہے یا جیسا کہ سنت ہے۔ ایک بکرا ذبح کیا شوربا پکایا اور خاندان کے لوگوں میں بانٹ دیا۔"
(خطبہ جمعہ ۲۳ نومبر ۳۴ء)

ہاتھ سے کام کرنا

"سولہواں مطالبہ یہ ہے کہ جماعت کے دوست اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ میں نے دیکھا ہے اکثر لوگ اپنے ہاتھ سے کام کرنا ذلت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ذلت نہیں۔ بلکہ عزت کی بات ہے۔ ذلت کے معنی تو یہ ہوئے۔ کہ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ بعض کام ذلت کا موجب ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہمارا کیا حق ہے کہ اپنے کسی بھائی سے کہیں کہ وہ فلاں کام کرے۔ جسے ہم کرنا ذلت سمجھتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے کام کرنا چاہیئے۔"
(خطبہ جمعہ ۳۰ نومبر ۳۴ء)

ان مطالبات کی غرض و غایت

"یہ ہدایات میں نے اس لئے دیں کہ اس زمانہ میں اسلام کو مالی قربانیوں کی ضرورت ہے اگر کھانے پینے اور آسائش و زیبائش کے کاموں پر ہی سارا خرچ کر دیا جائے گا۔ تو اسلام کی ضروریات کہاں سے پوری ہوں گی۔" (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم ۵۱)

پس ہر مخلص احمدی جو جلسہ سالانہ کی برکات سے پوری طرح متمتع ہونا چاہتا ہے وہ غور کرے اس نے ان مدیر حسنہ (تحریک جدید) کیلئے کہاں تک قربانی میں حصہ لیا ہے اور اگر حصہ لیا ہے تو کیا وہ اس کے شایانِ شان ہے؟ اللہ تعالےٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔
(وکیل المال اوّل)

تَطْلُعُ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا

مرکزِ شرک سے آوازۂ توحید اُٹھا (کلامِ محمود) دیکھنا دیکھنا مغرب سے ہی خورشید اُٹھا

چندہ مسجد احمدیہ زیورک (سوئٹزرلینڈ) کیلئے مکرر اپیل

از جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

---

(۱) ہمارے اولوالعزم امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فضائے عالم کو صدائے توحید سے معمور کرنے کیلئے دنیا کے گوشے گوشے میں مساجد تعمیر کروانے کا عزم صمیم فرمایا ہوا ہے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد فاروقی میں جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے افریقہ اور مشرق بعید کے طول و عرض میں مساجد کے قیام کے ساتھ ساتھ امریکہ اور یورپین ممالک میں بھی خدا تعالیٰ کے گھر بنوانے کی توفیق سعید مل چکی ہے۔ جن کی تعداد قریباً پونے تین سو ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ (۱۹۲۲ء سے سال رواں تک کے عرصہ میں جو مساجد معرض وجود میں آئیں ان میں سے بعض اہم مساجد کا ذکر اسی ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ وکیل المال اول)

(۲) اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۵ اگست ۱۹۶۲ء کو زیورک (سوئٹزرلینڈ) میں حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے دست مبارک سے ایک اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جا چکا ہے۔ جس پر اخراجات کا اندازہ چار لاکھ روپیہ کے قریب ہے۔ حال ہی میں جو مساجد ہالینڈ اور جرمنی میں بنوائی گئی ہیں ان کی نسبت اس مسجد کا اندازہ خرچ قریباً دو چند ہے۔ مقام مسرت ہے کہ سوا لاکھ روپیہ کا بوجھ بیرونی ملکوں کے مخلص احباب نے اٹھانے کا ذمہ لیا ہے۔ گویا پونے تین لاکھ روپیہ کی رقم خطیر کا فراہم کرنا پاکستانی جماعتوں کا ایک مقدس فرض ہے جس کی بجا آوری میں مجھے امید بلکہ یقین ہے کہ ہر فرد جماعت مسابقت الی الخیرات کی روح کے ساتھ کام کرے گا۔

(۳) میرے نزدیک کوئی احمدی اس امر کا محتاج نہیں کہ اس پر یورپین ممالک میں مسجد کی اہمیت واضح کی جائے۔ ۱۹۵۲ء کی مجلس مشاورت میں ہمارے مقدم امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے حسب ذیل الفاظ ہر احمدی کے کان میں گونج رہے ہوں گے:۔

"یورپین ممالک میں مسجد تبلیغ کا ایک ضروری حصہ ہے"

اور اسی طرح ہر احمدی کو اپنے محسن اعظم سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس عظیم الشان بشارت پر پورا پورا یقین ہے۔

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ

پس میں اپنے جملہ بھائیوں اور بہنوں سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ اس صدقہ جاریہ میں دل کھول کر حصہ لیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کے مورد بنیں۔

(۴) نقد چندہ یا وعدہ خواہ کتنی ہی قلیل رقم پر مشتمل ہو شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائیگا۔ اس مد کی جملہ نقد رقوم مرکزی خزانہ ربوہ میں اور وعدہ جات وکیل المال اول تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے دفتر میں ارسال فرمائے جائیں۔

مسجد میں نام کندہ کروانے کیلئے اقل ترین شرح چندہ

چونکہ اس مسجد کی تعمیر پر پہلی یورپین مساجد کی نسبت کہیں زیادہ خرچ کا اندازہ ہے اس لئے اس میں نام کندہ کروانے کے خواہشمندوں کے لئے کم از کم تین صد روپیہ مقرر کیا گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ

خاکسار (صاحبزادہ) مرزا مبارک احمد

وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ

پاکستان ربوہ ضلع جھنگ

تعمیر مساجد اور جماعت احمدیہ

قرآنی پیشگوئی کے مطابق جنت قریب کر دی گئی ہے

اکناف عالم میں اشاعتِ اسلام کے لئے مساجد کا قیام بڑے عزم و استقلال اور عظیم الشان قربانیوں کو چاہتا ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے اولوالعزم اور دُور بین نگاہ رکھنے والے امام ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس کٹھن کام کو ایسے رنگ میں جاری فرمایا ہے۔ کہ اس صدقہ جاریہ میں ہر کس و ناکس بآسانی حصہ لے سکتا ہے۔ گویا صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ گویا اذا الجنۃ ازلفت قرآنی پیشگوئی کے مطابق ہمارے زمانہ میں واقعی جنت قریب کر دی گئی ہے جماعت کے معاشی طبقوں میں اس بوجھ کو اس طرح دانشمندی سے تقسیم کیا گیا ہے کہ اگر ہر طبقہ معمولی سی توجہ کرے۔ تو بغیر بوجھ محسوس کئے وہ کچھ عرصہ کے بعد عظیم الشان نتائج دیکھ سکتا ہے اس صفحہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی وہ سکیم جو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت سنہ ۱۹۵۲ء کے موقعہ پر بیان فرمائی

سکیم کی برکات سے الگ طور پر مخلصین جماعت مستفیض ہو رہے ہیں۔ اس نادر سکیم میں چونکہ قسط وار ادائیگی کی سہولت بھی موجود ہے۔ اس لئے کئی ایسے افراد کو بھی اس میں شمولیت کی سعادت نصیب ہو گئی جو بظاہر تنگدست تھے۔ لیکن بعض استطاعت رکھتے ہوئے بھی سوچتے رہے۔ جنہوں نے استقلال اور عزم سے کام کیا۔ انہوں نے ۱۵۰ روپے قسطوار ادا کر کے اپنا نام آنیوالی نسلوں کی دعاؤں کے لئے محفوظ کروا لیا۔ اب جبکہ نام کندہ کروانے کی اقل ترین شرح ۳۰۰ روپے کر دی گئی ہے تو کئی کفِ افسوس مل رہے ہیں کہ کاش ہم ۱۵۰ روپے کی سکیم میں شامل ہو جاتے۔ ایسے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں۔ گرانی ہر سال غیر معمولی رفتار سے بڑھ رہی ہے۔ اس لئے تعمیر مساجد کے اخراجات بھی لازماً بڑھتے چلے جائیں گے۔ اور اسی کے مطابق بہرحال چندہ کی شرح بھی بڑھتی چلی جائے گی۔ پس پیشتر اس کے کہ وہ موجودہ شرح کے ختم ہو جانے پر

خلاصہ کے طور پر "عظیم الشان بشارت" کے عنوان سے پیش کی جا رہی ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہر سال کچھ نہ کچھ قابلِ ذکر رقم خود بخود جمع ہوتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ مساجد میں نام کندہ کرانے کی

کفِ افسوس ملیں وہ اللہ تعالےٰ پر توکل کرتے ہوئے اس صدقہ جاریہ میں حصہ لینے کا وعدہ بھجوا دیں اور کمرِ ہمت کس کے ایک آہنی عزم کے ساتھ قسط وار ادائیگی کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ جملہ احمدی بھائیوں کو اس صدقہ جاریہ میں کما حقہ حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائیں

خاکسار

شبیر احمد وکیل المال اوّل تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ضلع جھنگ